رسالۂ عجیب و مقطع وہم الفہما الاسید و تہذیب و ہدی

من تصنیف

عالیجناب حضرت شاہ سید برکات حسن صاحب سجادہ نشین مارہرہ

درگاہ حضرت برکت اللہ صاحب قدس سرہ

المسمے

القول الصحیح الموثوق فی عقد سیدتنا ام کلثوم مع سیدنا الفاروق

حسب فرمایش جناب محمد فریدالدین خان صاحب المتخلص بہ گوہر متوطن بلدۂ فیض بنیاد اکبرآباد

طبع فی مطبع ستارۂ ہند آگرہ

حمائل شریف عکسی مطبوعۂ لندن

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست — آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

شائقین کلام ربانی کو مژدہ ہو کہ حمائل عکسی جسکی تلاوت کا ہر فرد بشر عرصہ دراز سے مشتاق ہے اور اسکی خوبی طبع و صحت کا حال شہرۂ آفاق ہے۔ آج مدت مدید کی کوشش سے بہزار دقت کچھ جلدین بمشکل دستیاب ہوئی ہین۔ فی الواقع اسکی جہانتک تعریف کی جائے بجا ہے البتہ ایسی دریکتا کی تعریف کیلئے ایک دفتر چاہیئے۔ جو کارنمایان اسمین کارپردازان مطبع نے کئے ہین بالکل درست اور قابل دید ہین یہ تقطیع ۱۸-۲۲ پر نہایت عمدہ سفید کاغذ ولایتی پر طبع ہوئی ہے۔ اسکی تحریر عربی قابل داد ہے اور صحت کی نسبت ۱۶ علماء و فضلاء چیدہ کے مواہیر موجود ہین ہر صفحہ کی نفیس و دلکش بیل سے دل باغ باغ ہوتا ہے اسکی ہر منزل علیحدہ علیحدہ ہے۔ باوجود ان تمام خوبیوں کے ہدیہ اسکا بنظر خریداری خاص و عام بہت ہی کم یعنی ([illegible]) معہ محصول ڈاک۔ و کمیشن منی آرڈر مقرر ہے اور ہر حمائل شریف نہایت اعلیٰ و نفیس مجلد ہے اور پشت جلد پر سنہری حرفوں مین لفظ قرآن مجید لکھا ہے یہ بھی واضح رہے کہ یہ سب اولکی طبع شدہ جلدین ہین اور اسی سے کئی بار عکس لیا گیا ہے۔ امید کہ آپ اس تحفہ کو ضرور پسند فرما کر احقر کو اپنی منظوری سے بواپسی ڈاک اطلاع بخشین گے اور نیز اپنے احباب کو بھی اسکی خریداری کی رغبت دلائین گے۔ مہربانی فرما کر اپنے شہر کے روسا و اہل اسلام کی فہرست مرحمت فرمایئے۔ فقط۔

المشتہر

احقر محمد فرید الدین خان گوہر تاجر قرآن مجید گلی حکیمان آگرہ

کل سبب ونسب وصھر منقطع یوم القیمۃ الا سببی ونسبی وصھری

من تصنیف

عالیجناب حضرت سید شاہ برکات حسین صاحب سجادہ نشین درگاہ

مارہرہ حضرت برکت اللہ صاحب قدس سرہ المسمی بہ

ا...ص... ...وق

...شت پیش امام صاحب ... ین ...

نیکو مثل است اینکہ ہر کس بد کرد		بد با وگیـ...

اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین ...

نقل عریضہ

حاجی

فی عقد سیدتنا ام کلثوم رض

مع سیدنا الفاروق رض

حسب فرمایش جناب محمد فریدالدین خان صاحب المتخلص بہ گوہر متوطن بلدہ فیض بنیاد اکبرآباد

طبع فی مطبع ستارۂ ہند اکبرآباد

قیمت فی جلد معہ محصول

...ول ۵۰۰ جلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلواۃ کے ... اظہر من الشمس و اشہر من الامس ہے کہ جناب مستطاب ... خلاصۂ دودمان مجتہدین ...

سیّد شاہ محمد امیر صاحب نور اللہ مرقدہ ... عرصہ تین سال کا ہوا کہ جناب قبلہ و کعبہ سید ابو القاسم صاحب مدظلہ العالی نے ایک خط

معظمی سید مقبول عالم صاحب کے تہا نسبت اس کمترین خلایق کے یہ فقرات تحریر کئے ... اور صحت

کہ برکت ہمارے مارہرہ مین ہین یا کہین اور جگہہ ہین اگر ہون تو بعد دعا کے میری طرف سے کہدینا کہ ہما ذہ ہوتا ہے

ذوق علم کلام سے سنتا ہون کلام کے ساتھہ سلام کو ترک نہین کرتے ہم بھی اس فن کو کچھہ کچھہ جانتے ہین کبھی کر

کیا کروم؟ ور کمترین نے بفحوائے اسکے کہ مصرعہ کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ۔ تفنناً للطبع اُسکے جواب مین

ایک عریضہ محتوی بعض سوالات متعلقہ نکاح حضرت اُمّ کلثوم رض کے لکہا جسکو جناب ممدوحی نے خدمت

براعت انتساب سیّد کرار علی صاحب عرف کُنّان میان کہ جنکو سند پیش امامی بھی خاندان مجتہدین لکھنؤ

سے حاصل ہے پیش کیا اُن حضرت نے جواب لکھکر حضور ممدوحی مین بھیجا چنانچہ بعد ڈیڑہ برس کی جب حقیر کو ... فرما کر

مین مارہرہ سے اتفاق جانے آرہ ضلع شاہ آباد کا ہوا۔ دوسرا خط جناب ممدوح کا بنام خال محترم حاج الحرمین

الشریفین جناب حضرت سید غلام یحییٰ صاحب مدظلہ العالی کے آیا اوسمین بہ نسبت کمترین یہ تحریر فرمایا کہ

جواب تمہارے سوال کا کُنّان میان صاحب نے ہمارے پاس بھیجدیا ہی اگر تم لکھو تو ہم بھیجدین۔ اوسوقت

کمترین نے دوسرا عریضہ بطلب اُسکے خدمت مین جناب ممدوح کے روانہ کیا۔ چنانچہ اُسکے جواب مین صحیفۂ عالیہ

حضور ممدوحی معہ تحریر حضرت پیش امام صاحب بجواب سوالات مذکورہ بھیجا پہونچا اور حقیر نے لفظاً لفظاً
اوسکو دیکھا الحمد للہ کہ اوسکا جواب بھی بوجہ احسن کتب اہل حق و مخالفین سے لکھا اور نام اس تحریر کا
قول الصحیح الموثوق فی عقد حضرۃ امّ کلثوم مع حضرۃ الفاروق رکھا چنانچہ نقل عریضہ ثانیہ خود و
نقل خط جناب ممدوحی جو متضمن کتابت حضرت کنّان میان صاحب معہ جواب حالیہ ہے بہ ترتیب
تا ہون اعتذار اولی الابصار بخدا اس قسم کی تحریر کا میرا ارادہ نہ تھا حضرت پیش امام صاحب نے
ت و سخیف مشتمل اوپر سبّ و دشنام کی تحریر فرما کر ناحق میرے دست و قلم کو رنج دیا بلکہ اکثر جگہ بہ سبب
حضرت پیش امام صاحب کے مین نے اغماز و اعراض کیا اور قصداً اُس سخافت کے جواب سے گریز کی

نیکو مثل است اینکہ ہر کس بد کرد
بد با دگران نکرد و با خود بد کرد

اللہم اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین آمین
نقل عریضہ ثانیہ مذکورہ مبسملاً و حامداً و مصلیاً و مسلماً روحی فداک زبانی ماموں صاحب قبلہ
حاجی سید غلام یحییٰ صاحب کے معلوم ہوا کہ جواب تحریر احقر کا سید کرار علیصاحب عرف کنّان میان
نے خدمتِ حضور میں بھیجا ہے اور آپ عازم ارسال ہین اولاً حرف طلب سے پیشتر ایک عرض کرتا ہون
مجھکو یاد ہے کہ سابقاً لکھ چکا ہون کہ شعار کبرا و وطن ساتھ خوردون کے اور علیٰ ہذا بالعکس کبھی نہ تھا اور نہ ہی
کہ امور مذہبیہ میں مکالم و مناظرا در بہ نظر احقاق و ابطال مباحث و مشاجر ہون بلکہ علی القدر ہمیشہ مساعیٔ
جمیلہ او ہمم عالیہ اوس طریقۂ حمیدہ کے اختیار میں صرف فرمائین کہ جس سے توثیق مبانیٔ وصلت و التیام
اور استحکام ارکان پیوند و انضمام و وجود محبت و وفاق و شہود موالات و اتفاق فیما بینہم رہی پس عموماً و
خصوصاً دونون طرح ترک ادب سمجھتا ہون کہ حضور سے داعی جواب ہون اور بعد عمل مطالعہ اُس کے
اسقام و اعلال کو معروض اور باب مکالمہ کو و معارضہ کو مفتوح کرون سابقاً جو کچھ عرض کیا تھا وہ محض
امتثالِ امر تھا ورنہ حاشا ثم حاشا کہ سرِ مکالمہ ہو بالخصوص حضور کے ساتھ با اینہمہ رضای حضور اولیٰ و اعلیٰ و
انسب و ابہی اگر مرضی ہو بھیجدیجئے۔ یہ ظاہر ہے کہ خدمت کنّان میان صاحب نے اساطیر پیشین تحریر
فرمائی ہونگی عوام علماء کا تو کیا ذکر حضرات مجتہدین اولین و آخرین نے ادنٰہین اقاویل اولین کو مباحث

کلامیہ مین اولٹ پلٹ گڈمڈ اور ممزوج کرکے دفاتر و اسفار مبسوطہ مدون فرمائی وہی تتبع ہمارے کتاب
میان صاحب نے اختیار فرمایا ہوگا بقول حضرت نظامی رحمۃ ؎

جنبشِ اول کہ قلم برگرفت — حرفِ نخستین ز سخن درگرفت
پردۂ خلوت چو برانداختند — جلوۂ اول بہ سخن ساختند

ایک نتیجہ اس مفہوم کا سُننے کہ چند سال پیشتر اشتہار کتاب استقصار الافحام مشتہر ہوا تھا اور بہت کچھ محامد اوسکی تحریر تھی میرے قلب مین شوق و شغف اوسکا ہوا آخر مجلدات اوسکی جو مین دیکھتا ہون تو اُن بزرگ (صاحب استقصا) کو اوسی لکیر کا فقیر پایا اور حسب وصیت سبحانیہ علی صاحبہا التحیات الربانیہ کتب کلامیہ مین اسقدر رطب و یابس بھرتی کیے جائین کہ خصم دیکھنے سے عاجز آجائے ایسی کتاب ضخیم ادام فرمائی کہ واقعی ناظر اوسکا حیران اور مثل دود چراغ دماغ اوسکا پریشان ہو جائے۔ تحریر ایسی [illegible] کہ ٹوٹے گھٹنا پھوٹے آنکھ — ہرگز عنوان کو معنون سے مناسبت اور اصلا جواب کو سوال سے [illegible] نہین کہین اکا ذیب مورخین سے ابطالِ احادیثِ محدثین کیا ہے کہ جنکی شان تنقید و تصحیح ہے اور [illegible] تخلیط و تمزیج ہے۔ کہین روایات مجعولہ مین البیاز ور دیا ہے کہ زمین اور آسمان افترارات و عصیب بنا کر اُنکے قلابے ملا دیئے ہین۔ کہین تحسین عبارات اور تشبیہہ و استعارات پر جو آگئے ہین تو صفحے کے سیاہ کر دیئے ہین آپ دیکھینگے تو خوب امتیاز صحیح و سقیم منسوخ و مستقیم ہو جائیگا۔ ایک تحریر مفتی امیر حیدر صاحب مغفور کی جو حضرت جدی سید افتخار علی صاحب مبرور برد اللہ مضجعہ و بنسائم الجنان و شمامہ کے پاس آئے تھے مجھکو یاد آئی بجنسہ عرض کرتا ہون۔ چند روز میگزرد کہ بگوشم خورد کہ مولوی دلدار علی نامی جواب تحفہ اثنا عشریہ مینویسد چون مرتبہ علماء این عصر را از کلکتہ تا شاہجہان آباد بقدر حوصلہ خود تمیز شناسم حیرتم رو داد کہ کدام کس است کہ بمقابلہ پہلوان فضیلت شاہ عبدالعزیز دہلوی برآمد باز بدل گفتم کہ فیضِ مبدء فیاض منقطع نیست کسی بودہ باشد غرض بکمالِ شوق بواسطہ منہال میان صاحب بلگرامی منشی ڈاک لکھنو اجزائے جواب کتاب را کہ ہنوز تمام نشدہ چند خبرو برڈاک طلبیدم بکرات مرات در آن دیدہ بے تضییع کلامے است اشبہہ بہ ہذیانات مجانین کہ اصلا جواب را با سوال مناسبتے نیست فلک اگر میگزارد

عبارت تحفۂ اثنا عشریہ بجواب مولوی دلدار علی صاحب قبلہ کہ در آن است بدان برادر فہیم سلیم
(انتہت العبارۃ) وہی کیفیت اُن جناب (صاحب استقصا) کی ہے۔ ایک نمونہ اُن توہمات کا دکھاتا
ہون یہ معلوم ہے کہ روایات نفاق وارتداد و آثار عناد و لداد حضرات خلفا ثلثہ رض بالنسبۃ الی الرسول
المقبول و آلِ الاطہار صلعم قبل و بعدِ ارتحالِ آنحضرت صلعم عیاذاً باللہ کتب شیعہ مین مطرد و متواتر و
متکاثر ہین یہ امور اعلان ہین اسرار نہین کہ کوئی چھپا سکے اکابر و اصاغر کی نگاہ مین یہ حسب اعتقاد قوم مسلم ہین
کتابین اسقدر مملو ہین گویا اغواقا اُن گنتی ہین۔ اب وہ حضرت بحث محمد بن ابی بکر مین وہی زبان سے
فرماتے ہین۔ آری امامتِ نواصب و خوارج برائے جناب خلیفہ بالتحقیق حضرت عتیق مسلّم و درارتدادِ شان
حرفی نیست لیکن مسند این امامت را بعد ارتحالِ جناب رسالت مآب صلعم زیب و زینت دادہ اند و در زمانِ
نکاح با سماجامۂ اسلام را از بر کشیدہ و در عداوت اہلبیت نبوی بر ملا نکوشیدہ و متکی اریکۂ خصومت و لداد
علانیہ در آن زمان نگردیدہ پس توہم مخاطب کہ نکاح اسما با خداامش صحیح نباشد طرفی از صحت ندارد انتہے
مجھکو ایراد کلمات ذمیمہ سے بحث نہین یہ نتیجہ اونکی ملکات حمیدہ کا ہے حیرت یہی ہے کہ سید صاحب تو منکرین
حقائق پر شرف لیگئے وہ تو شاک فی الدقائق تھے یہ تو اُن امور سے منکر ہین جو کثرت تواتر و اشتہار سے
بموجب عقائد قوم معاذ اللہ بدیہیات اور مشاہدات کا درجہ پاچکے ہین کوئی اخس و ادون افراد شیعہ اُس
سے انکار نہین کرسکتا چہ جائیکہ افاضلِ متبحرین یہ اختراع جدید ہے کہ حیات حضرت نبوت مین وہ مسلم تھے
اور بعد رحلتِ حضرت خیمیت مرتبت مرتد ہوئے وہ تو حسب اصول تشیعین بالقطع والیقین معاذ اللہ ازل
سے معاند اہلبیت و رسول تھے سورۂ برات بن وہ منکوب کئے گئے جیش اُسامہ سے وہ منحرف ہوئے
وثیقہ خلافت مین وہ مخل ہوئے وغیرہ وغیرہ کہان تک عرض کرون عیاذاً باللہ۔ بخدا اتنے خدشات
پیدا ہوتے ہین کہ اگر لکھون تو بہت کچھہ لکھون تضیع اوقات اور تصدیع خدامِ عالی صفات سے اعراض
کرکے صرف دو باتون پر اقتصار کرتا ہون اولاً مقدمہ متنازع فیہا یہ ہے کہ موافق اصول حضرات طیبات
نکاح مومنہ کا ساتھ ناصبی کے اور عقد ناصبیہ ساتھ مومن کے حرام۔ چنانچہ سید صاحب بر سبیل تسلیم اگر بجواب
صاحب منتہی عم فیضہ فرماتے ہین کہ فاضلِ مخاطب برائے اظہار نہایت اطلاع خود تعدید اسما کرتند بلحق

بیفائدہ میکنند چہ این مسئلہ پر مشہور است واحدی از خواص وعوام انکار آن ندارد و محتاج بہ تجشم مونت ذکر اسمار کتب کثیرہ نیست۔ اب مین بہی اِس دعوی کو بلا نکیر مانتا ہون اور مسلم کہ جواز نکاح اسماسا تہہ خلیفہ اولین کے حالتِ حیاتِ نبوی بایں اعتبار کہ متحلی بحلیۂ اسلام تہے متحقق مگر بعد ارتحال حضرت رسولؐ ایسے مخالف اسلام سے معاذ اللہ کیون نہ نشوز وخلع اختیار کیا اور علی الدّوام لباس وفراش بنکر اپنے نفس پر ترتب عقاب لیا واجب تہا کہ حضرت مرتضویؓ بجبر و بہ وزارِ تداد دعویٰ ایقاع طلاق فرماتے اور خلافِ احکام منصوصۂ فرقانیہ پر نجانے بلکہ اونکو اوامر ونواہی مقدمۂ نکاح جتاتے اور تہدید دنیوی اور وعید اخروی سے ڈراتے جیسا اکثر مسائل مین اظہار حق اُن جناب کا زمانۂ حضرات خلفاؓ مین کتب شیعہ مین موجود ہے یعنی کیا کہ کتاب اللہ مین تو بعلت مغائرت حکم مفارقت دے اور عورت کفِ نفس نکرے اب دیکہیے کہ جناب سیّد صاحب یہ محذورات ہر سہ اُٹہاتے ہین اور اتنا نہین ہوتا کہ دعوئ صاحب منتہی پر کہ مبنی علی الصدق ہی سکوت فرمائین۔ بقول حضرات شیعہ خلفا کے وہی مثل ہوئی معاذ اللہ مصرعہ حیف کا فر مردن وآوخ مسلمان زیستین۔ عیاذاً باللہ اور حضرت سیّد صاحب اپنی عبارت مین لفظ برملا اور علانیہ اسواسطے استعمال فرماتے ہین کہ جواب دینے والے کو بڑی گنجایش ملے اور اپنے بچانے کو بہی سپر ہو اب دوسرا شگوفہ دیکہیے اوسی بحث مین جہان صاحب منتہی نے یہ فقرہ لکہا ہے۔ وآبا کرام سرور انام ولبیا ہے از سادات کرام را بر اصول متشیعین بہرہ از طیب ولادت بدست نیامدہ۔ سید ہی سندہی معارضہ بالقلب فرماتے جواب الزامی دیتے ہین۔ وطرفہ تر این است کہ مابعد سید ہی کہ چندے از ائمہ وشیوخ اہل سنت بنا در نسب اطہر جناب رسالت مآب نیز قدح کردہ اند۔ اولاً اس جگہ بحثِ ماتحن فیہ سے اعراض کرکے معترضہ عرض کرتا ہون کہ اگر کوئی کافر بیعت اسلام سے مشرف ہوا در بمطالعۂ افادات سیّد صاحب تحقیق عدم طیب ولادت آنحضرت پر معاذ اللہ نظر کرے تو فرمائیے کہ بجز سوء اعتقاد بلکہ الحاد وارتداد کے اور کیا نتیجہ اوسکو حاصل ہوگا حضرت رسول اللہ صلعم کہ ذاتاً وصفاتاً ونسباً وحسباً ہر طرح مطیّب ومطہّر تہے بعلت اقبال سید صاحب کو کسب شرف اونکا اُس نومسلم کی نظر مین بہ ستر ہو طا اور جہرۂ نسب اونکا نعوذ باللہ تازہ گرفتار کے حالت سقوط مین آگیا عیاذاً باللہ۔ اب فرمائیے کہ ظہور اس فساد کا موصل الی المطلوب

ہوا یا منتج نتیجہ منکوب بالجملہ اس جگہ دعوے صاحب منتہی کا اوپر سید صاحب کے قایم رہا اور سید صاحب اس بلند کو اوپر اپنے مسلم اور متمم کر چکے۔ رہا سید صاحب کا ادّعا سوا اوسکا قبول وا یا ہنوز اولی الالباب فی المنہی کے نزدیک ہماری طرف متحقق نہین ہو سکتا کما لا یخفی علے مہرۃ فن المناظرۃ ؎

سی باقی و آفتاب باقی ۔۔۔ مارا بہ تو صد حساب باقی

نقل صحیفۂ عالیہ جناب قبلہ و کعبہ سید ابو القاسم صاحب متضمن تحریر پیش امام صاحب ؎

نامہ کے ساتھ آئی ہے تصویر یار کی ۔۔۔ منھ دیکھتا ہون قاصد فرخندہ فال کا

عزیزی سعیدی و رشیدی سراپا احسن و مستحسن سید برکات حسن سلمہٗ دعای درازی عمر و جاہ مطالعہ ہو بعد مدت دراز نقوش خامہ تمہارا جلوہ طراز او رمسرت انباز او ر باصرہ افروز چشم او ر نگاہ کا ہوا اللہ اکبر ماموں سالہاے بے اندازہ مین یاد آئی قرنہاے بیشمار مین بخت او ر نصیب ماموں کے جگائے متحیر تھا کہ کوئی فراموش او ر گم شدہ شئے گران بہا ہاتھ آئی یا کسی نعمت غیر مترقبہ او ر دولت غیر مترصدہ نے اپنی صورت دکھائی ؎

صاحب کہان مین اور کہان یاد آپکی ۔۔۔ یہ بھی اک اتفاق قضا و قدر ہوا

اسوقت مین واسطے جانے علاقہ بیرو نجات کے مستعجل ہون او ر فرصت بہت کم رکھتا ہون جواب خط تفصیلی تمہارا کہ اطمینان طلب ہے معرض تحریر مین نہین لا سکتا خلاصہ یہ ہے کہ یاد آوری تمہاری کسی حیلہ او ر ضرورت سے ہو میری روح او ر قلب کی تازگی اور دل و جگر کی فربہی ہے ؎

نامہ اُس گل کا ہے قوت بخش جان ناتوان ۔۔۔ ایسی یا قوتی میسّر ہو تو کھایا چاہیئے

الحمد للہ ایسا ہی ورود خط تمہارے سے خوش او ر محظوظ ہوا کہ غنچہ کو اپنی شگفتگی خاطر پر رشک آیا ؎

مارے خوشی کے منھ سے نکلتی نہین ہے بات ۔۔۔ گویا زبانی لایا تھا قاصد پیام دوست

سچ اور انصاف یہ ہے کہ تحریر تمہاری بمرتبہ زبردست او ر زور رسندا و رشافی و مہارت علم کلام مین تومند ہے عالمانہ او ر مستعدانہ عبارت لکھتے ہو او ر بکمال رزانت رای او ر نازک خیالی او ر فکر و ذہن سے طایر مضمون شکار کرتے ہو بھلا ہماری تحریر کم مایہ کو تم سے کیا برابری ہماری فکر ناقص کی ابتری ہے جو تم سے ہمسری کرے تم واقع مین طالب علم جیّد او ر فن مناظرہ مین قابل نظیر و سند ہو مین ناظر مناظرہ کا ہون او ر شوق دیکھنے کتب

کلامیہ کا البتہ رکھتا ہون مباحثہ کی تحریر با خود ہا پسند نہین کرتا یہ جھگڑے بدون ظہور حضرت امام آخر الزمان
علیہ السلام دنیا سے نہ اوٹھین گے پہر اس مین گفتگو کرنا کیا فائدہ دل کی برائی جسکو منظور رہو وہ ایسے امور
کا ظہور اختیار کرے خصوصاً تم سے تو کسی طرح مباحثہ کا موقع نہین ہین خود تذکرہ اوسکا کتان میان نصاحب
سے کہکر چوکا - وجہ تذکرہ یہ تہی کہ امر خارج مبحث تم نے لکہا تہا مجھکو اور اک اُس حال مین دخل نہ تہا ورنہ مین
خود بقدر مبلغ علم اپنے جواب مناسب اوسکا لکھ بہیجتا در واقع کتان میان صاحب نے جواب اوسکا تحریر فرمایا
بعض باتین اونہون نے خلاف تہذیب اور منافی شان اخوان و خویشاوندان لکھی تہین وہ مینے نکلوا ڈالین
جو کہ مجیب کو خواہ مخواہ مقابلہ مین مخالف اور مدعی کی ایک کوشش ہوتی ہے بعض فقرات اب بہی طعن آمیز
اوس مین رہ گئے ہین مینے چاہا تہا کہ اوسکو اپنے ہاتھ سے صاف کرکے اور اوسکو خارج کرکے روانہ کردون
عدیم الفرصتی سے نوبت اُسکے صاف کرنے کی نہین پہنچی اب کہ طلبی اوسکی تم نے تحریر فرمائی وہی کاغذ گندہ
پر جیسا اصل اونہون نے میرے پاس بہیجا تہا روانہ کرتا ہون تمہاری کتابون سے اوسکو مدلل کیا ہے اور
نکاح حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا ساتھ خلیفۂ دوم کے محض بہتان و افترا ہے ملاحظہ جواب سے تمکو واضح ہو جاویگا لیکن
طولِ تحریر جواب سے مناظرہ کو مت دیجیو کیا فائدہ یہ قصہ ہرگز اختتام نہ پاویگا اور ویسے پاسداری او لحاظ مراتب
جیسا برادران اور بزرگان اور علمان وطن نسبت اخوانِ خلاف مذہب کے تہا وہ اب کہان رہا مگر کچھ اور
اوسکا ہم تم مین رہ گیا ہے اطلاعاً تحریر کیا چاہئے کہ اب طریقہ اجرائے کتابت اپنی کو ہمیشہ جاری رکہو
خیریت تمہاری جداگانہ دریافت ہوتی رہے زیادہ دعا انتہی بلفظہ -

نقل تحریر حضرت پیش امام صاحب

الحمد للہ الذی جعلنی من امة محمد سید النبیین ومن شیعة علی سید الوصیین ولعثنا فی فرقة المحقة الناجیة
الاثنا عشریة واحفظنا من شر ایا السنة السنیة الاشعریة والصلوٰة والسلام علی
خیر خلقہ محمد سید الانبیاء ووصیہ خیر الاوصیاء وعترته الطیب النجباء ولعنة اللہ علی مبغضیھم ومنکرھم و
غصبة حقوقھم الی ما سعرت السحاب بین السماء والارض اما بعد برارباب الباب الذین من الشیعة
الاطیاب مخفی ومحتجب مباد کہ درین جزو زمان بعضے از حضرات اہل سنت کہ دم از تصوف میزنند وازیادہ محبت

عمری چنان سرشار ند کہ بیباکانہ دست از دین و دیانت برداشتہ در ہتک و ہجو منی اولاد رسول مقبول
بہ دل و جان بکوشند و انواع انواع اتہام و کلمات خلاف ادب مشعر بغض و نفاق بمقتضای الاناء یترشح بما فیہ
بہ نسبت ذریات طیبات رسالت بر زبان نجس آوردہ بقلم بیباک نداز ین جاست کہ درین روزہا یکے از
غلامان زادہ خطاب سوالے متضمن اثبات عقد جناب عصمت مآب ام کلثوم بنت فاطمہ صلواۃ اللہ علیہا با عمر
ابن خطاب مثل نامہ اعمال خود سیاہ کردہ استجواباً پیش یکے عزیزان ذو المناقب والمفاخر جناب سید ابو القاسم
فرستادند جناب موصوف بمقتضاے علو ظرف خطاب ہیچ ذوی الاذباب خلاف شان خود دانستہ بہ تحریر
جواب التفات نکردہ نخیف را بتعمیل این خدمت مامور فرمودند ہر چند کہ نخیف را چندین لیاقت درین فن
حاصل نیست بلکہ از جملہ فنون قصیر الباع است لیکن بمقتضای المامور معذور بہ تعمیل ارشاد پرداخت وہر چہ
حاضر ذہن بود حوالہ کاغذ و قلم ساخت وما توفیقی الا باللہ وھو حسبی ونعم الوکیل - قال بعض المشککین
مجھکو دو امر میں ایسا شک رہتا ہے کہ وہ کسی طرح رفع نہیں ہوتا آپکی خدمت میں از روی استفادہ عرض کرتا
ہون حاشا کہ سر بحث و خیال قیل و قال ہو خاندانہاے وطن اور مارہرہ اور آرہ اور کواٹھ کا یہ طریقہ نہیں
خصوص خدمت بزرگون مین جانب خوردون سے امید کہ آپ محض استفسار واسطے محو ہونے نقش شبہہ
کے طبیعت عاصی سے جواب باصواب تحریر اور تسطیر فرمائین اول یہ کہ کمترین کو درباب نکاح حضرت ام کلثوم
بنت حضرت فاطمہ علیہا السلام کے جو حسب روایت کتب حدیث ساتھ حضرت خلیفہ ثانی کے ہوا تھا خلجان
رہتا ہے اگر یہ امر واقعی ہوا ہے تو روایت مصارعت وغیرہا حضرت سیدہ کی اور بے ادبی حضرت خلیفہ ثانی
کے اخلاق سے خالی نہین اور جب مصاہرت ثابت ہوئی تب جتنے توہمات کہ محظور ہین جاتے رہے اس
واسطے کمترین عرض کرتا ہے کہ حضور کی نظر سے کوئی تحریر ایسی گذری ہو کہ جس سے خلجان عاصی کا رفع ہو
ضرور اطلاع بخشئے گا - اور مین اوس جواب کو نہ مانونگا جیسا کہ جناب مجتہد دلدار علی صاحب نے مواعظ
حسینیہ مین تحریر فرمایا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے ایک زن جنیہ بشکل حضرت ام کلثوم نجران سے طلب فرماکر
انکو ابہ حضرت خلیفہ ثانی کی فرمائی بھلا حضور غور فرمائین کہ وہ نفس قدسی ایسے امر کی مرتکب ہوئی کہ جس
مین معاذ اللہ حیلہ و فریب ناجائز پایا جاوے اور وہ نفس رسول بظاہر عقد حضرت ام کلثوم کا فرمائین اور

یہ باطن زن جنیہ طالب کرین ذہن مین کسی طرح نہین آتا اور بڑی قباحت جناب امیر پر اشنا عن جناب ہم عاید
ہوتی ہے بلکہ بمجبوری زبان قلم سے عرض کرتا ہون کہ سالہا سال ایک جنیہ اجنبیہ ہم بستر جناب ثانی کے
رہے ہیں حالانکہ محرز وجہ اصل مین ادر رہوا اور یہ تمام بے حرمتی خلاف شرع واقع ہوا ومعاذ اللہ باعث اسکا بجز ذات ان کے
حضرت امیر ہون ہرگز عقل سلیم اور ذہن مستقیم قبول نہین کرتا اور یہی اسکو ہی بنا تو شگاف یا گہر از ہم صاحب
کشمیری نزہہ مین فرماتے ہین (برائے تسلیم صحت این روایت وجہ مقبول بودن آن) تضعیف حدیث کلینی کی
توجہات سے خالی نہین کسواسطے کہ وصایا جو آنحضرت صلعم کے ساتھ جناب امیر کی ہین ملا محمد باقر مجلسی اپنی
تصانیف مین اور دیگر ثقات مثل متواترات کے تحریر فرماتے ہین وہ بھی اور پر صدق روایات کے ہین اور
سند اونکی ائمہ علیہم السلام سے دیتی ہین پس کیونکر ذہن قبول کرے کہ وہ ضعیف اور مختلق ہونگی۔ اور صاحب
ناسخ التواریخ کہ جامع اوسکا وزیر شاہ ایران ہے اور عنوان کتاب مین اہتمام بلیغ درباب تالیف کیا ہے
جلد دوم صفحہ ۲۲۷ مطبوعہ ایران مین یون حاکی ہے کہ نکاح حضرت ام کلثوم کا سنہ ۱۷ ہجری مین واقع ہوا
اول صاحب استیعاب سے روایت لکہی ہے بعد اوسکے تحریر کرتا ہے۔ جماعت مردم شیعہ درین قصہ
فرادان کردہ اند و گویند اینکہ رسول خدا عثمان بن عفان را بمصاہرت خویش اختیار فرمودہ و بقای
متابعت داشت نفاق وشقاق از مصطفے پدیدار نبود و از روز یکہ عمر ابن خطاب پیغمبر فانی خدا و رسول
نمودہ و غصب خلافت کردہ از دین بیرون شدہ مصاہرت او در شریعت روا نبود از این رو علی
فرمود و عمر پیام غلاظت و شدت تہدید و تہویل قتل امیر فرستاد و عباس چون نگریست کہ درین قضیہ
حدیث شود این خبر با علی آوردہ و بہ الحاح از حضرتش استخراج مسئول عمر بگرفت۔ بعضے از مردم
کہ ام کلثوم بسرائے عمر نرفت بلکہ یک زن جنیہ بصورت ام کلثوم بر آمد و با عمر ہم بستر شد لیکن مردم شیعہ
نمی افتاد کہ مثل چنین مصاحبت کنند چہ نزد ایشان خطبہ کردن ام کلثوم بیرون از غصب خلافت
آن تا قیامت باقی است بزیادت نیست از حضرت صادق حدیث کردہ اند اول فرج غصبناہ
پس لازم نیست کہ جنیہ بصورت ام کلثوم در آید۔ عاجز نے اس عبارت کو اسواسطے نقل کیا ہے کہ
خواہ مخواہ آپ اسکو تسلیم فرماوین اگر سند اسکی کتب معتبرہ سے پائی جاوے تو اوس حال مین عدم قبول

کی کوئی حجّت باقی نہیں رہتی تو تسلیم کرنا واجب ہوگا اور ایسا جواب ارشاد نہ کیجیئے گا جیسا کہ صاحب
استقصاء الافحام نے صاحب منتہی الکلام کے جواب میں لکھا ہے۔ جناب مولوی سبحان علیخاں صاحب کے
جواب میں مولانا سید علی صاحب فرماتے ہیں۔ خانصاحب حدیث حوض کو اوپر خلفاء راشدین کے
صادق فرماتے ہیں حالانکہ اوسمیں لفظ (صحابی) موجود ہے اور باحادیث متکاثرہ کتب شیعہ سے ثابت
کیا ہے کہ رسول خدا کو التباس اور عدم علم کیونکر ہوا اور جناب سید حامد حسین صاحب اسکے جواب میں
فرماتے ہیں کہ (دانش اقتضیح و تذلیل این گروہ شقا و ثبت آثار بد دہ گردیدہ) حضور ہی غور فرمائیں کہ معاذ اللہ
رسول کی آنکھوں پر احتجاب پڑ جاتی ہے کہ کافر کو اصحابی اصحابی رب جلیل کے سامنے فرمائیں بلکہ واسطے
شفاعت کے آوٹھیں یہ باتیں تو عوام البتہ کیا کرتے ہیں کہ تمسخر کی راہ سے لمبی ڈاڑھی والے کو مولوی صاحب
شاہ صاحب۔ پیر صاحب۔ ولی صاحب اور منڈی ڈاڑھی والے کو دُم ڈاڑھی قلتبان ہندو کہتے
ہیں اور ایسا ہی جواب نہ دیجیئے گا جیسا کہ مولوی سبحان علیخان صاحب وغیرہ میں بحث فدک کی فرماتے
ہیں۔ اما دیگر وجوہ کہ خلق را سوئے ابوبکر خلیفہ روی داد کہ در معاملات خلق کار بر بستا وی یکبار تدلیس حسبۃ للہ
محل خوض انصاف است کہ خلیفہ رسول کہ اختیار تقسیم صدقات نبوی بدست خویش باشد دختر رسول خدا چیزے تواضع کند از مسلمانان
کدام کس آزردہ باشد کہ سر مساہمت با بنت حضرت رسالت داشتہ باشد و ناگوارش گذرد چہ نمیدانند کہ این دختر آن کس است کہ
بہ دولت او دولت دنیا و دین یافتہ ایم و مالک ہر دو سرا است اگر بہ کرام نشناسی حق نشناسی اگر کار بہ تحاسد میکرد
میکرد ازان کدام حضرت۔ بعد تھوڑے فاصلے کے فرماتے ہیں۔ باقی ماند ظن بعید کہ حضرت عباس و ازواج
مطہرات بہ تنافس عرصہ بر جناب عتیق تنگ میکردند این توہم بیش نبود پس می بایست کہ کشف ضمیر خود این
بزرگان پیدا نکنند بنابر آنکہ حفصہ راضی تو ام گفت باقی ازواج مطہرات و حضرت عباس غالب کہ پاس جلیلہ
حبیب ایزد منان ملحوظ میداشتند و اگر بالفرض گردن دعوی می افراشتند تعویض بدیگر اموال کہ او از حسنہ
عہد معدلت عہد نبوی از بحرین وغیرہ قدر معتد بہ می آمد فکیف یوماً فیوماً دائرہ مملکت اسلام وسیع تر میشد ممکن بود
ازین ہم در گذشتم وقت دعوی این حضرات در محاصل فدک تقسیم بحضرت سیّدہ و این بزرگواران میکردند لا علی
وجہ التوریث و بجناب سیّدہ عوض میکردند کہ رضا سے این حضرات ہم کہ در صورت توریث البتہ شریک می بودند

ضرور است و علی ہذا نہ حضرت سیّدہ راجائے گلہ بود و نہ کسے از خلق اعتراض میکرد۔ حضور تامل کرین کہ خانصاحب نے کتاب اثبات حق مین تحریر کی ہے یا حسب روائد دشل فیصلہ جات یا نظائر لکھے ہین کہ یون ہوتا تو یون کرتے اور وہ ہوتا تو وہ کرتے رسول خدا کی خلافت کیا ہوئی تعلقہ ماتڈہ کا ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے عہد خلافت عہد حضرت امیرؑ کے بمصلحت اتنا ہی فرمایا تہا کہ آپ عزل معاویہ مین اندکی توقف فرمائین جو کہ آپنے ارشاد کیا حضور پر مبرہن ہے مظلمہ ایک نفس کا گوارا نہ فرمایا پس جہان یہ مقام ہو وہان خانصاحب کی تجویزا ور فیصلہ کے باب مین کیا عرض کرون رسومات دہلی اور لکہنو کہ اپنے ذہن سے نکالکر صرف کرتے ہین۔ اور دوسرا شک پہر عرض کرونگا۔

جواب الحق اوّل

شک شاک مبنی اوپر عدم تدرب اور ناواقفیت اوسکے کتب فریقین بلکہ کتب مذہب اپنے سے ہی اسلئے کہ ثبوت نکاح امّ کلثومؑ بنت فاطمہ با خلیفہ ثانی کتب سنّیہ سے مشکل ہے تا بہ کتب شیعہ چہ رسد۔ اور حال لیاقت مخاطب کا اغلاط چند الفاظ مثل مصارعت وغیرہ بجاے مصاہرت و طرز تحریر مثل تشریع بجای تشرّع وامثال ذلک سے ظاہر ہے اسلئے کہ منقول عنہ اسکا خاص چکیدۂ قلم مخاطب مشکک سے حسب املا مخاطب یہان نقل ہوا حالانکہ مصارعت فی الصراح بمعنی کشتی گرفتن۔ والمصاہرۃ داماد و خسری کردن ومقصود المخاطب ههنا مفهوم الثانی فلم یمیز بین اللفظین مع کون بین مفهومهما البعد المشرقین فضرع فی المصارعۃ مع اہل الحق فی المناظرۃ ولذا تخبط فی التقریر وغلط الاملاء والتحریر پس باین نظر تحریر جواب وخطاب مین تامل تہا فاما بنظر اشاعت حق وتبکیت اہل باطل واصرار بعض احباب مع قصور باعی نے ہذا الفن الشریف وتوزعی عن لتصادم الدهر السخیف وجوہ چند مشعر عدم ثبوت نکاح ورفع شک شاکین عرض کرتا ہون لعلهم یهتدون واضح ہو کہ نکاح امّ کلثومؑ بنت فاطمہ با ابن خطّاب کتب فریقین سے ثابت نہین ادّعاے اہل سنت بوقوع این امر محض لسانی ومقتضای عصبیت وعداوت جناب امیر علیہ السلام کی ہے تا باین کید وحیلہ عیب پوشی خلیفہ ثانی اپنی کی کرین مصرعہ ولن یصلح العطار ما افسدہ الدهر۔

اما کتب سنیان پس مخفی نرہے کہ بعض متکلمین نے اپنے رسائل مین یون ذکر کیا ہے کہ ابن ماجہ اور ابن داود

محدثانِ اہل سنت کہتے ہین اعلم ان المسماة بکلثوم اثنتان احدھما کلثوم بنت الراھب وثانیھما بنت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نوقعت نکاح کلثوم بنت علی مع محمد بن جعفر الطیار و وقعت نکاح کلثوم بنت الراھب مع عمر ابن الخطاب - یعنی بدانکہ بدرستیکہ مسماة کلثوم دو تہین ایک اون مین کلثوم بنت راہب دوسری کلثوم بنت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ پس واقع ہوا نکاح دختر علیؓ کا ہمراہ محمدؓ پسر جعفرؓ طیار کی اور واقع ہوا نکاح کلثوم دختر راہب کا ہمراہ عمرؓ ابن الخطاب کی ایضاً بیہقی و دارقطنی نے نقل کیا ان علیاً عزل بناته لولد اخیه جعفر فلقیه عمر فقال یا ابا الحسن انکحنی ابنتک ام کلثوم بنت فاطمه بنت رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم قال قد حبستهن لولدی اخی جعفر - یعنی بدرستیکہ علیؓ نے علیحدہ کیا دختران اپنے کو واسطے پسران برادر اپنے جعفر کی پس ملاقات کی علیؓ سے عمرؓ نے پس کہا اے ابو الحسنؓ نکاح کر میرا ساتھ دختر اپنی کلثومؓ بنت فاطمہؓ کے کہا علیؓ نے کہ حبس کیا ہے مین نے اونکو واسطے پسران برادر اپنے جعفر کے - اور صواعق محرقہ مین بہی یہی عذر حضرت علیؓ کا مذکور ہے - اور بشہادت مصنفِ مشارق الانوار کہ صحیح بخاری سے ناقل ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے لا یخطب احدکم علی خطبة اخیه یالای خطبہ برادر مومن ممنوع و ناجائز ہے پس اِس صورت مین علی اعتقاد السنیة کیونکر ہوسکتا ہے کہ خلیفۂ ثانی باوجود مرتبہ خلافت و فاروقیت بہ ارتکاب خطبہ بالای خطبہ مرتکب امر ممنوع کے ہون وھذا اوضح الدلائل علی عدم ثبوت النکاح - اور عمدہ دلیل و شاہد صدق عدم ثبوت نکاح کا بیان صاحب تحفہ ہے کہ عند المصنف بالقطع مادہ شک کو بیخ و بن سے برکندہ کرتا ہے چنانچہ باب یازدہم تحفہ مین لکہتا ہی وھذہ عبارته کہ درین جا خود بالقطع والتواتر ثابت است کہ زید بن عمر از بطن آن سیدہ بوجود آمدہ او را عمرؓ بنام برادر بزرگ خود زید بن الخطاب کہ در جنگ مسیلمۂ کذاب شہید شدہ بود مسمی کرد و زیدؓ بن عمرؓ جوان شد و بست سال عمر یافت و در خانہ جنگی کہ فیما بین بنی عدی واقع شدہ بود شب ہنگام برای اصلاح از خانہ برآمدہ بود و درآن حیص بیص شہید شد و مادر مطہرۂ او نیز ہمان روز بمرض درگذشتہ بود ہر دو جنازہ را یک وقت حاضر نمودند حضرت امام حسین و عبد اللہ بن عمر نماز جنازہ خواندہ دفن کردند - اس جگہہ سے واضح ہوا کہ محض بسبب اشتباہ نام مسماة کلثوم بنت راہب منکوحہ عمرؓ کو بنا بر عداوت حضرت علیؓ و تشکیک عوام کلثومؓ بنت فاطمہؓ قرار دیا کیونکہ کلثوم بنت

فاطمہؑ کا صاحب اولاد ہونا کتب سیر سے ثابت نہیں پس لامحالہ زید بن عمرؓ بطن کلثوم بنت راہب سے متولد
ہوا ہوگا اور یقیناً درصورت صدق وہی بنت راہب یا کلثوم بنت ابی بکر از بطن اسما بنت عمیس
کما سیاتی ذکرہا منکوحۂ عمرؓ ہوگی نہ کلثومؓ بنت فاطمہؑ اسلئے کہ خود بروایت اہل سنت کتاب روضۃ الشہداء
اور تحریر الشہادتین مصنفہ شاہ سلامت اللہ اور تقریر الشہادتین وغیرہ تواریخ اہل سنت میں مصرح ہے کہ
کلثومؓ بنت علیؑ ہمراہ برادر اطہر اپنے جناب امام حسینؑ کے معرکہ کربلا میں موجود تھیں اور بعد شہادت امام مظلوم
قید میں مبتلا ہو کر مدت تک زندہ رہیں بلکہ چند اشعار ام کلثوم مرثیہ امام حسین میں تحریر الشہادتین فی شرح
سر الشہادتین میں موجود ہیں اور خود بشہادت صاحب تحفہ واضح ہو چکا کہ ام کلثوم مادر زید منکوحہ عمرؓ قبل
معرکہ کربلا فوت ہوئی اور حضرت امام حسینؑ نے نماز جنازہ اوس پر پڑھی اور دفن کیا فکیف الاتفاق مقام
غور ہے کہ اس صورت میں کیونکر ام کلثوم بنت علیؑ منکوحہ عمرؓ ہو سکتی ہیں فما ھو الا افتراءھم علی اہل بیت
سید الانبیاء نفاقاً وعداوۃ السید الاوصیاء وبھذا ادعاءھم بالولاء فھی اضحوکۃ الصبیان والنساء فجزاھم
جزاء الکلاب العاویات رب الجزاء اور طرفہ یہ ہے کہ جو روایات دربارۂ ثبوت نکاح مستمسک اس فرقہ
کے ہیں ثبوت نکاح اوس سے تو محالات سے ہے بلکہ اگر غور کیا جائے مظہر بغض ونفاق بلکہ کفر والحاد فرقہ سنیہ
کے البتہ ہیں چنانچہ مشتے نمونہ از خروارے یہ ہے فی کتاب الاستیعاب عن محمد ابن علی ان عمر بن الخطاب خطب الی
علی ابنتہ ام کلثوم فذکر لہ صغرھا فقیل لہ انہ ردک فعاودہ فقال لہ علی ابعث بھا الیک فان رضیت فھی
امرأتک فارسل بھا الیہ فکشف عن ساقھا فقالت لہ لولا انک امیر المؤمنین للطمت علیک۔ یعنی جبکہ عمرؓ
جناب علیؑ سے ام کلثومؓ کی خواستگاری کی اور حضرت نے اونکی کم سنی کا عذر کیا پس لوگوں نے ورغلانا
اور کہا کہ تیرے قول کو نہ مانا پس عمرؓ نے پھر درخواست کی اوسوقت حضرت نے کہلا بھیجا کہ میں اوسکو تیرے
پاس بھیجتا ہوں اگر وہ راضی ہو تو تیری زوجہ ہے پس حضرتؑ نے ام کلثومؓ کو عمرؓ کے پاس بھیجا عمرؓ نے اوسکے
ساق پا کو کھولا ام کلثوم نے خفا ہو کر عمرؓ سے کہا اوٹھا ہاتھ اپنا اگر تو امیر المؤمنین نہ ہوتا تو میں تیری آنکھ پر طمانچہ
مارتی ایضاً کتاب مودت میں شیخ شہاب الدین دولت آبادی نے باب ششم میں شرح خصائص میں لکھا ہے کہ
جب عمرؓ نے یہ درخواست کی اور جناب امیرؑ نے وہی عذر کیا تو عمرؓ نے کہا مجھے عورتوں کی طرف حاجت نہیں

مگر رسول خدا سے مینے سنا ہے کہ کل نسب وسبب روز قیامت قطع ہو جاوینگے مگر جو سبب اور قرابت کہ مجھ سے ہو
پس علی نے نکاح اوسکا بعوض مہر چالیس ہزار درہم کے کر دیا اور سن ام کلثوم کا چار پانچ برس کا تھا اور عمر
عمر کی پچپن سٹھ برس کی تھی فاجلسہا عمر الی جنبہ فرفع میزرہا و مسح بیدہ علی راسہا فمر دساقہا فرفعت یدہا و کادت
ان یلطمہ و قالت لولا انت امیر المومنین للطمت علی خدک فقال عمر دعواہا فاخفاہا شتمتہ قرابتہ یعنی پس بٹھلایا
اونکو عمر نے پہلو میں اور اوٹھائی اونکے سر سے چادر اور پھیرا اونکے سر پر ہاتھ اپنا اور ننگا کیا اونکی ساق کو پس
اوٹھایا ہاتھ ام کلثوم نے عمر کی طرف اور کہا اگر تو امیر المومنین نہوتا تو مین تیرے منہ پر طمانچہ مارتی عمر نے کہا
چھوڑ دو اوسکو کہ جھڑک دیا تجھکو ایسا کتاب استیعاب میں کہ کتب معتبرہ سنیہ سے ہے لکہا خطبہا عمر
ابن الخطاب الی علی فقال لہ انہا صغیرۃ فقال لہ عمر زوجنیہا یا ابا الحسن فانی ارصد من کرامتہا ما لا یرصد احد
فقال علی انا ابعثہا الیک فان رضیتہا فقد زوجتکہا فبعثہا الیہ ببرد فقال لہا قولی لہ ہذا البرد الذی قلت
لک فقالت لہ ذلک فقال قولی لہ قد رضیت رضی اللہ عنک و وضع یدہ علی ساقہا فکشفہا فقالت اتفعل
ہذا لولا انک امیر المومنین لکسرت انفک ثم رجعت یعنی استدعا کی عمر نے ام کلثوم کی علی سے پس کہا علی نے
کہ وہ صغیرہ ہے پس کہا عمر نے علی سے اوسکو میرے ساتھ تزویج کر مین اوسکی بزرگی کا امیدوار ہون پس
کہا علی نے مین تیرے پاس بھیجتا ہون اگر تو اوسکو پسند کریگا تو میں اوسکو تیرے ساتھ تزویج کیا پس اوسکو
بھیجا ساتھ ایک چادر کے اور اون سے کہا میری طرف سے عمر کو کہنا کہ یہہ وہ چادر ہے کہ جسکو مینے تجھ سے
کہا تھا ام کلثوم نے کہا عمر نے کہا کہ تو میری طرف سے کہنا کہ مین راضی ہوا خدا تجھ سے راضی
ہو عمر نے ہاتھ ام کلثوم کے ساق پر رکہا اور اوسکو کہولا ام کلثوم نے کہا اگر تو امیر المومنین نہوتا تو مین تیری
ناک توڑ ڈالتی پہر گہر کو چلی گئین ایضاً بعض متکلمین نے اپنے بعض رسائل مین نقل کیا کہ ابن حجر عسقلانی شارح
صحیح بخاری لکہتا ہے کہ ان علیا لما ابی عن نکاح ابنتہ لعمر استقل رعمر بہا لم یکن لتقبل منہ ذلک اللمذرحتی الجاہ
الی ان برزہا ایاہ فارسلہا فلما رآہا عمر اخذہا وضمہا وقبلہا یعنی جب علی نے انکار کیا نکاح کرنے سے اپنی دختر کا
عمر کے ساتھ اور عذر کیا اوسکی صغیر سنی کا تو عمر نے اس عذر کو قبول نہ کیا تا آنکہ الجا یا اور مضطر کیا علی کو اس
امر پر کہ اوسکو مجھے دکہا دو پس علی نے اوسکو عمر کے پاس بھیجدیا جب عمر نے اوسکو دیکہا پکڑا اوسکو اور

چھاتی سے چمٹایا اور بوسے اوسکے لیے انتہی ما اردنا نقلہ من کتب اہل الخلاف علی ما یکفیہ لاہل الانصاف
بنظر انصاف ان روایات واقوال منیہ مین تامل کرنا چاہیئے کہ کسقدر کفر والحاد اس فرقہ کا اور عداوت و نفاق
بانفس رسول اس سے مترشح ہے اور کیسے کیسے کلمات نازیبا مشعر ہتک حرمت و اسارت ادب طرف
اہل بیت اطہار اور ذریت رسول مختار منسوب کرتے ہین کہ اگر کوئی یہ نسبت پیر و مرشد و عالم سنیون کی مثل
پیر دستگیر و شاہ عبدالعزیز کی بلکہ اعادِ ناس کے ایسا کلمہ لکھے کہ مثلاً غوث الاعظم یا عبدالعزیز کی بیٹی کا
کسی نے کمربند کھولا اور برہنہ کیا یا چھاتی سے چمٹایا یا بوسہ لیا اور مساس کیا تو کسقدر سنی لوگ برا مانین گے
اور حتی المقدور لڑنیکو آمادہ ہونگے بخلاف اسکے یہ نسبت اہل بیت اطہار کی کہ جنکے عصمت و طہارت
اور بزرگی و حرمت کتاب خدا اور احادیث رسول سے ثابت ہے اور بروایت صحاح ستہ ایذاے اہل
بیت موجب ایذاے جناب پیغمبر ہے کسقدر بے باکی و بے حیائی کو کام فرمایا ہے اور باوجود اسکے دعوے
تمسک و ولایت فلعنۃ اللہ علی الکاذبین اور طرفہ یہ ہے کہ باوجود ان اکاذیب مردودہ کے تاہم ثبوت مطلب
اس فرقہ کا نہین ہوتا اس لیئے کہ انکار اوس جناب کا نکاح سے اور عذر صغر سنی کا اور ملجا اور مضطر ہونا حضرت
کا دست عمر سے جمیع روایات سے صراحتہً ثابت ہے اور کسی روایت مین تزویج اور کسی مین بلا تزویج بھیجنا
اور انحصار تزویج برضاے ام کلثوم یعنی ان رضیت فہی امرأتک جملہ روایات مین اور بعض روایات مین ان رضیتہا
یعنی اگر تو پسند کرے اور بعض مین تصرح تعداد مہر کی ہی ہے اور شدت و غلظت عمری تو سب مین منقول ہے
اور یہ بھی روایات مجعولہ مذکورہ سے ظاہر ہے کہ سن ام کلثوم کا چار سال اور سن عمر کا چھیاسٹھ ۶۶ سال
کا تھا اور کشف ساق و ضم صدر و بوس و کنار سب سی مترشح ہی پس اب یہ مضامین عند المنصف لائق غور ہین
کہ اول مسلمات فریقین سے ہی کہ نکاح نابالغات کا شرعاً منحصر براجازت و رضای اولیا یعنی اب و جد کی
ہوتا ہے نابالغہ کی رضامندی و اجازت شرعاً اصلاً معتبر نہین ہی اور عدم بلوغ ام کلثوم کا عذر صغر سنی و چہار
سالگی سی ظاہر ہے کما سبق ذکرہما پھر حضرت امیر کا فرمانا ان رضیت فہی امرأتک یا ان رضیتہا فقد زوجتکہا
یعنی اگر وہ راضی ہو یا تو پسند کرے پس وہ زوجہ تیری ہے ازچہ باب توان فہمید اور درصورت انعقاد نارا
ام کلثوم کی اور کہنا اونکا لولا ان ذلک امیر المومنین للطمت کس راہ سے تھا لان النکاح موقوف علی التراضی

۱ لطرفین و اذلیین ذلیلیں پھر فارق عادل کو باوجود خلافت آپکے حرکت دست درازی کی نسبت ان اجنبیہ کیونکر
ہوئی اگر سنیوں نے حرمت و عظمت حضرات اہل بیت اظہار کی بنابر عداوت چھوڑدی خلافت فاروقی کی بھی آبرو
ڈبودی کہ خلیفۂ ثانی کو مثل رندان بیباک کے قرار دیا ــــہ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ کیون حضرات
کسی قوم و قبیلہ مین یہہ رسم مروج و مشروع ہے کہ ایک پیر مرد قریب ستر برس کی عمر کا کہ مرتبۂ خلافت و امامت
اپنی قوم کا رکھتا ہو ایک دختر صغیرہ چار سالہ کو بلا تزویج و بلا رضامندی اولیا اونکی زانو پر بٹھائی اور ساق پا کو برہنہ
کرکے دست بازی کرے یا آنکہ اولیا مثل اب وجد دختران صغیرہ کو بلا تزویج یا کراہ و مجبوری مردان
پیر کی خدمت مین بھیجدین کہ اگر وہ پسند کرین تو اپنی نکاح و تصرف مین لائین اور وہ پیران بے رضامندی
دختر و اولیا اونکا اوپر دست درازی کرین یا صرف فرقۂ سنیہ نے خاندان رسالت کیواسطے یہہ رسم و طریقہ
جائز ورا رکھی ہے ایا اہل سنت اپنی بیٹیونکی نسبت ایسا امر گوارا کرین گی۔ آری مقتضای محبت ثلاثہ یہی ہے
کہ کسی قسم کی تذلیل اہل بیت رسول کی باقی نرہے یہہ اہتمام صرف بنابر عیب پوشی خلیفہ ثانی کی ہے حالانکہ
اسمین زیادہ تر اونکی رسوائی و تفضیح ہوئی اور کفر و الحاد ثابت ہوا ــــہ

ذهب الحمار لیستفید لقنسہ		قرنا فاب ومالہ ۲ اذنان

اور عجب تر یہہ ہی کہ باوجود اس اہتمام نافرجام کی بہی ثبوت نکاح نہین ہوتا اولاً بشہادت صاحب تحفہ بوجہ
وفات ام کلثوم زوجۂ عمر قبل شہادت جناب امام حسین و حضور اختہا معہ فی الکربلا و بقاءوہا بعدہ کما کتبوا
کما یظہر عن تحریر الشہادتین باسبق مین ظاہر ہو چکا ہے و ثانیاً صغر سنی ام کلثوم کی اور کراہت حضرت امیر کی انکی
نکاح سے مجمع علیہ جملہ روایات ہے حالانکہ روایات معتبرہ سنیہ سے ثابت ہے کہ ام کلثوم بنت فاطمہ
عہد خلیفۂ ثانی مین بالغہ و رشیدہ تہین کیونکہ بتصریح اہل سیر و علماے فریقین ثابت ہے کہ جناب رسول خدا
اوائل سال یازدہم ہجری مین ۲۸ صفر یا عشرۂ اول ربیع الاول مین عازم ملک بقا ہوے اور جناب سیدہ
فاطمہ اوسوقت بہ محسن معصوم حامل تہین جو بشہادت و تصریح رواۃ ثقہ القین مثل جعفر بن محمد بن علی
مصنف توضیح الانوار اور مصنف میزان ذہبی و صاحب ملل و نحل ابن عبد ربہ ظلم و جور باعث انکی خلیفہ
ثانی محسن کش سے خام ساقط ہوکے شہید ہو گیا۔ پس لامحالہ ولادت ام کلثوم قبل از سنہ یازدہ ہجری

واقع ہوئے اور سنہ ہجری سے سنہ ۱۱ ہجری تک گیارہ برس ہوئے ۔ اور یہی تقریر صاحب سواقعت
کہ سنی مذہب ہی ظاہر ہے کہ ہنگام غصب فدک جبکہ جناب سیدہ نے پیش خلیفۂ اول سفیان دعوا کیا اور خلیفۂ
اول نے گواہ طلب کئے تو حسنین اور ام کلثوم نے گواہی دی پس اس سے بھی بلوغ ام کلثوم کا ثابت ہوا
اس صورت میں وقت استدعا کے عمر بن خطاب محسن کش کی عذر صغر سنی کا حضرت امیر نے کیونکر کیا
پس ان وجوہ سے مثل آفتاب نصف النہار کے روشن ہوا کہ ام کلثوم بنت فاطمہ کا نکاح کیا نوبت
استدعا کی بھی نہ پہونچی تھی بلکہ جس ام کلثوم کی عمر نے استدعا کی تھی درصورت صدق وہ کلثوم دوسری نسبت
راہب ہو گی کما سبق ذکرھا بروایت ابن داؤد اور وہی والدہ زید بن عمر ہے جو بشہادت صاحب تحفہ بروز
قتل زید فوت ہو گئی اور امام حسین نے اوسکی نماز جنازہ پڑھ کے تدفین کی یا ام کلثوم صغیرہ بنت ابوبکر بطن
اسما بنت عمیس سے ہو گی جو دختر ربیبۂ جناب امیر تھے اور وہ اوسوقت چار سالہ تھی اور بمقتضای اوقی
ملابست ربائب کا بھی بنات میں شمار ہے چنانچہ کتاب استیعاب اور کنز العمال اور ریاض النضرۃ میں کہ کتب
معتبرہ سنیہ سے ہیں موجود ہے خلاصہ یہ کہ ام کلثوم بنت عمیس کی بطن سے تھی اور اسی ام کلثوم
کی استدعا عمر کی عمر نے کی تھی چنانچہ حسب نقل بعض متکلمین بوارق محرقہ اور کتاب ہمۃ السعداء وغیرہ سے ظاہر
ہے وھذہ عبارۃ ہمۃ السعداء کہ ام کلثوم دختر ابوبکر بود و مادرش اسما بنت عمیس کہ اول زن جعفر طیار بود باز در نکاح ابوبکر
آمدہ ابوبکر پسر عبد الرحمن نام ویک دختر ام کلثوم نزائید بعد ازان در نکاح علی ابن ابی طالب درآمد ام کلثوم
ہمراہ مادر آمدہ عمر ابن خطاب با ام کلثوم دختر ابوبکر نکاح کردہ ۔ انتہی بالجملہ اسم کلثوم مسموعہ عنہا بنت ابی بکر از بطن
اسما بنت عمیس ربیبۂ حضرت امیر علیہ السلام تھی اور عہد عمر میں چار سالہ تھی اوسکی عمر نے استدعا کی تھی لیکن حضرت
امیر کو ربیبہ کا نکاح بمعیت اوسکی ناگوار تھا اور انکار تھی چنانچہ ماسبق میں بتصریحات ظاہر ہوا ۔ اور عبارت کتاب ناسخ
التواریخ سے جو مخاطب اثنا ذکر تا ہی سو کتاب ناسخ التواریخ موجود نہیں جو دیکھی جائے مع ہذا احتمال خیانت مخاطب باطل ہے
تا سیما لا اسعاف فقط ۔ قال ناہم مفید مخاطب و مضر شیعہ نہیں اسلئے کہ شدت غلظت عمری اور کراہت حضرت امیر اس سی صراحۃً ثابت
ہی فھم ذلک ھو علیکم لا علینا ۔ وکذلک روایۃ اول فروج غصبت منا فاما لم تثبت فی کتب الشیعۃ بل ہی من مفتریات اہل السنۃ ولو سلمت
فتدل صریحا علی عنف بیعۃ الفاروقیۃ واعتساف المعرتبۃ لا نصر للفرقۃ الناجیۃ الاثنا عشریۃ وثانیا دلالت اوسکی غصب مطلق فروج پر ہی

نہ فروج خاص اہل بیت پر اسلیئے کہ کلمہ منا کہ تعلق بہ غصبت ہی نہ فروج سے مشعر اس معنی پر ہے کہ وقوع غصب
بہ نسبت نفس متکلم ہوا نہ نسبت فروج خاص متکلم کے پس مفہوم اسکا یہہ ہے کہ اول فروج غصب کردہ شدہ از ما
ام کلثوم ہے مراد اس سے یہہ کہ وقوع اغتصاب بہ نسبت مطلق فروج ہوا نہ فرج خاص متکلم پر دوسری ازین ثبت
فالمراد منہا الربیبۃ کما سیاتی ذکرہا کیون کہ اگر ایسا ہوتا تو اول فرج ہا یا اول فروج منا غصبت ہوتا واین ہذا
من ذالک پس یہہ روایت درصورت صدق دلیل صریح ہے کہ مراد ام کلثوم سے دختر ربیبہ ہے اور اول فروج
سے وہی مراد ہے نہ کلثوم بنت علی کما ہو مزعوم النواصب علیہم عذاب واصب اور فقرہ کل سبب ونسب کا
جو اہلسنت عمر سے نقل کرتے ہین بہ آواز بلند اپنی موضوعیت پکارتا ہے اہلسنت کو بکذب و دروغ گوئی رسوا کرتا ہے
اسلیئے کہ علی زعمہم نسبت قرابت قریبہ عمر کو جناب رسالت مآب ص سے حاصل کہ حفصہ اوسکی بیٹی حضرت کی منکوحہ
تہی اور حضرت رسول اوسکے داماد تہے بلکہ یہہ سبب تو ایسا قوی تہا کہ بسبب اوسکی خلافت تک وصی برحق
داماد رسول کی اور دختر رسول کو میراث سے محروم کیا حتی کہ قبر بہی قریب قبر مبارک پیغمبر ص کی نہ پائی پس باوجود
اسکے کون محل تہا کہ حضرت عمر متمنی قرابت جدیدہ تہے اور واسطے تحصیل ایک امر حاصل کے استقدر کوہ کنی
کی سو غرض اس تدلیس و تمویہہ سے یہی ہے کہ بادی النظر حسن عقیدت عمر بہ نسبت حضرات اہل بیت خیر البشر
مفہوم ہو کے یہہ روایت مسلم سمجھی جاوے ولکن ع لن یصلح العطار ما افسد الدہر اس صورت مین ثبوت
ربیبہ بہی مشکل ہو گیا نہ کہ نکاح سیدہ معصومہ کہ وہ قبل اسکے عاسے خلیفہ ثانی حسب شہادت ابن ماجہ و ابن
داود مصنفین صحاح سنہ یا محمد پسر جعفر طیار مزوج تہین نہ کہ با عمر بن خطاب العیاذ باللہ این ذلک کہ
سیدۃ البریۃ این بنت الضیفۃ الحبشیۃ کجا گوہر صدف عصمت وطہارت و کجا خذف کوئی کفر و ضلالت کجا ختم
سبیل نجات و کرامت و کجا غول بیابان جہالت کجا ریحانہ بستان امامت و رسالت و کجا خار خارستان نفاق و رذالت
کجا گوشوارہ عرش برین و کجا شرارہ اسفل السافلین کجا نتیجہ طیبہ سید لوگ و کجا لقیط صحاک کجا مصحف
مجید و کجا زند ریز زردشت پلید این الدر من الحصی این الثریا من الثری - این الجہل من العلم - این النور من الحلم
این الجنۃ من النار - این الرحمۃ من قہر الجبار - این النور من الظلام - این الکفر من الاسلام ہل یستوی
الاعمی والبصیر ہل یستوی الخفاش والشمس المنیر ہل یستوی ہرون وہامان ہل یستوی ادم وشیطان

نبی فرعون و موسیٰ کلیم۔ ھل یستوی نمرود و ابراھیم۔ کلا بل ان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالھم بہ من علم الا اتباع الظن الایۃ۔ اما علمای فرقہ ناجیہ اثنا عشریہ پس واضح ہو کہ معظم علما سے شیعہ و محققین فرقہ ناجیہ اصلا قائل اسکے نہیں اور کوئی روایت معتمدہ اس بارہ میں وارد نہیں ہوئی چنانچہ شیخ مفید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ خبر تزویج ام کلثوم با خلیفہ ثانی اصلا بپایہ ثبوت نہ پہنچی راوی اس روایت مجہولہ غیر معتبرہ کا زبیر بن بکار ہے کہ جملہ دشمنان امیر المومنین سے ہے اور باوجود عداوت نقل روایت میں نہایت اضطراب و اختلاف واقع ہے والاختلاف دلیل الافتراء اور کافی میں بھی روایت متضمن نکاح بہ روایت زبیر بکار مع تضعیف روایت منقول ہے اور موضوعات نواصب سے لکھا ہے چنانچہ ملاحظہ عبارت کافی حسب ترجمہ فارسی بعض اجلہ یہ ہے۔ زیرا کہ راوی آن زبیر بن بکار است کہ ناصبی و دشمن علیؑ بودہ است و در روایت ناصبی قابل اعتبار نیست این روایت را براے عداوت علیؑ وضع کردہ است و در روایت احادیث باختلاف مذہب متہم بودہ اند لیکن روایت ایشان کہ خلاف ما باشد مقبول نیست چنانچہ یاقوت حموی شافعی در مجمع البحار مینویسد و خود آن کس بیضے زبیر بکار در بیان این روایت متزلزل است متوکل ملعون او را در عہد خود قاضی مکہ کردہ بود۔ چنانچہ اسی تضعیف کا اشارہ جناب مرزا محمد صاحب نے شاید تزئین نار عشرہ میں کیا ہو جسکو مخاطب کہتا ہے میں نہ جانونگا کہ یہ وقت تحریر موجود نہ تہا جو دیکہا جاتا۔ اور جناب غفران مآب مجدد مأتہ اثنا عشریہ مروج شریعت حضرت خیر البشر آیۃ اللہ فی العالمین نے مواعظ حسنیہ میں دربارۂ طعن ہذا عجیب جواب متین و لطیف فرمایا کہ براے قطع اہل انکار مثل ذو الفقار جناب حیدر کرار ہے چشم بینا و گوش شنوا درکار ہے واما الخفاش فلا ینفعہ ضوء النہار اگر نقل کیا جاوے تو بہت طول ہو جاوے مقتضاے قصور فہم و بلادت مخاطب سے جو اوسکو نہ ماسے اور اقرار تسلیمی علماء فریقین کا از قبیل لو سلمنا یا لو فرضنا و امثال ذالک اقرار اصلی نہیں سمجہا جاتا جو اوسپر استناد کیا جاسے اور مورد طعن ہو جناب غفران مآب آیۃ اللہ فی العالمین نے بعد چشم پا ذالہ جو فرمایا۔ و بفرض محال اگر صحیح باشد پس میگویم کہ بناے نکاح بر اسلام ظاہری است کہ عبارت از شہادت و نماز کردن بطرف کعبہ است ہرچند افضل آنست کہ نکاح با کسے واقع شود کہ مومن باشد و مکروہ است ہرگاہ کہ ضال باشد لیکن ہرگاہ کہ ضرورت داعی باشد کراہت برطرف میشود و حال حضرت امیر المومنین چنین بود چہ مامون نبود از انیکہ در صورت عدم تزویج ہلاک نفوس و زوال عرض و آبرو شود و این تزویج حضرت امیر المومنین عجیب تر از قول لوط نیست چنان کہ حق تعالیٰ از زبان

لوط سے فرمایا ہے ھولاء بناتی ھن اطہر لکم الآیہ یعنی حضرت لوط بکفار خود خطاب فرمود کہ دختران من برائے شما بہتر اند بعقد خود
درآرید۔ و معلوم است کہ پیغمبر خدا دو دختر خود بدو کافر داد کہ آنہا بت پرست بودند یکے از آن عتبہ بن ابی لہب
دو دیگر ابو العاص بن الربیع بود انتہی محصلاً لہذا اس اقرار پر جو استدلال کیا جائے کمال نافہمی ہے۔ اور یہہ
جو مخاطب کہتا ہے کہ میں اوس جواب کو نہ مانونگا جو جناب مجتہد ولدار علی صاحب نے مواعظ حسنیہ میں تحریر
فرمایا ہے کہ حضرت امیر نے ایک زن جنیہ کو بشکل حضرت ام کلثوم اہل نجران سے طلب فرما کر بخوابہ حضرت
خلیفہ ثانی کی فرمائی بہلا حضور غور تو کریں کہ وہ نفس قدسی ایسے امر کی کب مرتکب ہوتے کہ جس میں معاذ اللہ حیلہ پایا
جاوے الی آخر ما قال اقول نقل کلام میں تاسیا السارق الصادق نوبت خیانت و سرقہ کیا ورنہ اگر پورا کلام متعلق
اس کا ملاحظہ کیا جائے تو اصلا موجب قباحت نہیں ہوتا اور بالضرور ماننا پڑے اگرچہ نقل تمام کلام جناب مجتہد علامہ
اٰیۃ اللہ فی الانام رحمۃ اللہ المنعام میں بہت تطویل ہے لہذا مختصر بنا بر رفع شک و اذعان و تنبیہہ مخاطب ذکر کرتا
ہون وہ یہ ہے کہ جوابیکہ بوجہ احسن قلع مادۂ اشکال کند و مقبول خواطر صاحبان عقل باشد این است کہ تکلیف
پیغمبران و اوصیائے آنہا مثل تکالیف دیگران نیست و ازین جاست کہ بعضے چیزہا مخصوص پیغمبر و اوصیای ایشان
است و اخبار بسیار وارد شدہ کہ جناب امیر و ائمہ معصومین در ہر بابے کہ بعمل آوردہ اند مامور بودہ اند و مطابق
آنچہ ایشان را امر کردہ اند بعمل می آورند و ہر گاہ چنین باشد ہر فعلیکہ از معصوم صادر شود آنرا ناشی از حق سبحانہ تعالیٰ
باید دانست و تکلیفات عامہ ناس را بران قیاس نباید فرمود اینہمہ گفتہ شد بنا بر ظاہر حال است الا از جہت باطن
و اسرار ائمہ پس بعید نیست کہ کلثوم در حقیقت بعقد خلیفہ ثانی نیامدہ باشد و بہ اعجاز امام ام کلثوم را بر خلیفہ ثانی
مشتبہ ساختہ باشد چنانچہ در باب کشتہ شدن عیسیٰ را۔ دلالت میکند بر آن آنچہ قطب راوندی باسناد خود از عمر بن
اذینہ روایت نمودہ کہ گفت عرض نمودم بحضرت صادق کہ مخالفین بر ما حجت می آرند و میگویند کہ چرا حضرت علی دختر
خود را بخلیفہ ثانی داد پس حضرت صادق علیہ السلام کہ تکیہ کردہ بودند درست نشستہ فرمودند آیا چنین حرف میگویند بدرستیکہ
قومی کہ چنین زعم می کنند لا یہتدون الی سواء السبیل سبحان اللہ حضرت امیر را این قدرت نبود کہ حائل شود میان
خلیفہ و دختر خود دروغ میگویند ہرگز چنین نبود الی آخرہ اب ہم پوچھتے ہیں کہ مشتبہ کرنا حضرت عیسیٰ کا قوم یہود پر
چنانچہ قرآن مجید ناطق ہے ما قتلوہ و ما صلبوہ لکن شبہ لہم الی قولہ تعالیٰ بل رفعہ اللہ الیہ کہ جانب حق سبحانہ تعالیٰ

سے ہوا کس محمل پر محمول کرنا ہوگا آیا اسمین بھی معاذ اللہ حیلہ و فریب پایا جاتا ہے غور کیجئے جناب امیرؑ کو بوجہ
ہجوم منافقین و معاندین خوف فتنہ و یقین ضرر تہا بہلا جناب الٰہی کو کس کا خوف تہا جو حضرت عیسیٰؑ کو مشتبہ کر دیا
اور ایک یہودی انکی شکل پر متشکل کیا آیا جناب الٰہی کو قدرت نہ تہی کہ حضرت عیسیٰؑ کو بعینہ بشکل اصلی زمین پر قائم
رکہتا اور یہود کو قوت اضرار نہ ہوتی جو علی زعومہم السنیۃ معاذ اللہ حیلہ و فریب کیا اور باعث چندین شرور و
مفاسد کا بین الیہود و النصاریٰ ہوا پس جو جواب اسکا جناب الٰہی کی طرف سے بیان ہوگا وہی جواب فرقہ
حقہ کا جانب جناب امیرؑ سے ہی فیما ہو جوابکم فہو جوابنا افسوس کہ فرقہ سنیہ کو محبت ثلثہؓ سیما محبت خلیفہ ثانی نے
بمقتضاے حبک الشیء یعمی و یصم ایسا اندہا و بہرہ کر دیا ہے کہ بپاس خلیفہ ثانی در پردہ خداے تعالیٰ و حضرات انبیا
پر طعن کرتے ہین اسلیئے کہ افعال انبیا و ائمہ طاہرینؑ کو عوام الناس کے افعال پر قیاس کرتے ہین حالانکہ حدیث
صحیح مین وارد ہے نحن اہل البیت لا یقاس بنا احد فی الواقع اگر بغور دیکہا جاوے تو ظاہر ہو کہ بعض افعال
جو نسبت سائر ناس حرام و ناجائز ہین وہ بہ نسبت انبیا محمود دیکہے گئے مثل قتل نفس زکیہ یا تضییع مال یتیم یا رضا
بقتل نفس خود کہ یقیناً بدلیل عقل و نقل حرام و ناجائز ہے حالانکہ یہ امور ظاہر حضرت خضرؑ سے بمصاحبت حضرت
موسیٰ صادر ہوئی تہے کہ حضرت موسیٰ نے بکمال خشم لقد جئت شیئاً نکراً بہی فرمایا کما فی سورۃ الکہف و رضا بقتل
نفس حضرت اسمٰعیل سے ہوئی کما یخبر عنہ قولہ تعالیٰ یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین اور
حضرت یوسفؑ نے برادر حقیقی اپنے بن یامین کو اخوان علاتی سے لیا تو کس تدبیر سے لیا جسکی تصریح سورۂ یوسف مین
ملاحظہ طلب ہے اول پیمانہ اسباب مین رکہوا دیا کما یدل علیہ فلما جہزہم بجہازہم جعل السقایۃ فی رحل اخیہ پہر
بعد اسکے منسوب بسرقہ کیا کما یشعر بہ ثم اذن مؤذن ایتہا العیر انکم لسارقون پہر جب اخوان نے کہا فخذ احدنا
مکانہ جواب مین حضرت یوسفؑ نے فرمایا معاذ اللہ ان نأخذ الا من وجدنا متاعنا عندہ الی قولہ تعالیٰ کذلک کدنا
لیوسف الآیۃ ہکذا قولہ تعالیٰ عن لسان ابراہیم عند مطالبۃ القوم بل فعلہ کبیرہم الآیہ حالانکہ یہ جملہ کرام عموماً
و خصوصاً انبیاے ذوی احترام قطعاً معصوم ہین و جملہ افعال اونکے محمود و بہ الہام جناب الٰہی تہے فانہم الانبیاء
الابرار و المصطفون الاخیار و الحق انہم کذلک و منکرہم من الکفار پس آپ مخاطب مشکک کو مناسب ہے کہ ان امجاد
اہل عصمت کو جو معصوم من اللہ ہین معاذ اللہ مکار و حیلہ گر سمجہے اور جملہ مطاعن جو در بارہ روایات صلحیہ حضرت امیرؑ

کی نسبت تحریر کیئے اِن حضرات طیبات کی نسبت مین عیاذًا باللہ وار دہبی ورنہ ان افعال کو بہ الہام الٰہی جانکے تصدیق اور تاویل نیک کرے اس صورت مین جناب امیر کا یہ فعل بہی برفرض ثبوت بالہام جناب الٰہی سمجھکر محمل نیک پر محمول کرے لانہ فخر النبیین وسید الوصیین وامام المتقین ونفس خیر المرسلین وولی رب العالمین اور چار و ناچار روایت تشکل جنیہ کی تسلیم کرے اور مانے ورنہ کفر کا اقرار کرے لان العلۃ فیما بینھم مشترکۃ فیجب تاویل فعلہ کما یجب تاویل افعالھم علیہم السلام ولکن الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم اب اگر مخاطب تاسیا للاسلاف نہ مانے تو فرقہ ناجیہ کا کیا ضرر و نقصان خود کا فر ہوا جاتا ہے ومن نکث فانما ینکث علی نفسہ ؎

شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی
گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

اور طعن و طنز بہ نسبت کلام صدق نظام صاحب استقصاء الافحام مقتضای نافہمی و بلادت مخاطب و عجز عن الجواب ہے اسلیئے کہ حدیث حوض جسمین لفظ اصحابی ہے متواترات سنیہ سے ہی اور صحیحین مین بطرق متکثرہ مروی ہے برفرض تسلیم اگر اصحاب ثلثہ کما ذھب الیہ الشیعۃ مراد ہون تو غالبًا حسب مذہب سنیہ ضرور کوئی اوسکا مصداق ہوگا ورنہ لا اقل وہ مصادیق منافق جنہی بہی ہون والا لازم الکذب پس اس صورت مین بہی قباحت حسب فہم مخاطب سنیون پر عاید ہوتی ہے جو وہ لکہتا ہی کہ رسول خدا کی آئین مزاحت پائی جاتی ہے کہ کافر کو اصحابی کہا الی آخرہا قال فانقلب الطعن علی نفسہ اور باعتبار معنی لغوی و عرف عام تو اطلاق صاحب واصحاب بہ نسبت کفار کے بہی ثابت ہی کما فی قولہ تعالی اولم یتفکروا ما بصاحبھم من جنۃ ۔ وایضًا قال لہ صاحبہ وھو یحاورہ الآیۃ فہم لا علیہم کہ ھم بحسب الظاہر من المسلمین وان کانوا من المنافقین ومعہذا منافقان مدینہ مثل ابن ابی سلول وغیرہ پر جنکا کفر و نفاق متفق علیہ ہے اطلاق اصحاب کا مروّج تہا ولو مجازًا ۔ اور کتاب مستطاب استقصاء الافحام عجب کتاب متین ہی اور عجب تحقیق لطیف و تفصیل منیف پر مشتمل ہے خصوص اس مقام کو مصنف علام سلمہ اللہ المنعام نے عجب تحقیق و تفصیل سے تحریر فرمایا ہے کہ غالبًا کسی کتاب مین اس تفصیل سے نہو اگر مخاطب اسکو بہ عین انصاف دیکہتا اور کچہ مادہ فہم رکہتا تو ایسی طعن نہ کرتا بلکہ حق اوس پر واضح ہو جاتا اور تمامی اسلاف سنیہ کی حقیقت اوس پر کہل جاتی یہ اسنکا اوسکا مقتضای نافہمی ہے ۔ اور طعن مخاطب کی نسبت وجیزہ جناب سبحان علیخان مرحوم کہ رسول خدا کی خلافت سیاہ اوس کی اعانۃ باندہ کا

ہوا الی اخرما قال دلیل صریح ہے اوپر نافہمی اور عجز جواب کے وہ نہیں سمجھتا ہی کہ فرقہ ناجیہ خلافت ثلثہ کو خلافت رسول کب جانتے ہیں تعلقہ بانڈہ کا تو اُس سے بہتر ہوگا کہ وہمین حقدار متصرف ہونگے اور صاحب تعلقہ کی اولاد کی عزت وحرمت پر لحاظ ہوگا یہ خلافت تو ایسی تہی کہ جسمین اولاد رسول کی تذلیل واذیت مباح سمجھی جاتی تہی اور بنت رسول کی حق تلفی ہوتی تہی۔ دروازہ گرایا جاتا تہا۔ خانہ اہل بیت رسول پہونکا جاتا تہا۔ کتاب خدا جلائی جاتی تہی۔ اصحاب واصدقائے حضرت رسول مثل حضرت ابی ذر غفاری کا اخراج بلد ہوتا تہا۔ اور عبداللہ ابن مسعود وعمار یاسر کی زد وکوب ہوتی تہی۔ سفاک اور زانیون کو سیف اللہ کا خطاب ہوتا تہا۔ نفس رسول پر انواع جور وظلم تہے۔ احکام منصوصہ قرآنی واحادیث رسول یزدانی مین تغیر وتبدل کیا جاتا تہا۔ کیون صاحبو یہی خلافت رسول تہی حق تو یہ ہی کہ بعد انتقال جناب رسول زمانہ غدر البتہ تہا اور طائف الملوکی تہی کوئی الائمۃ من قریش سے متمسک تہا مع کون العلی فیہم افضل القریش ومنصوص الخلافۃ اور کوئی کہتا تہا منا امیر ومنکم امیر اور کوئی اجماع مین گہستا تہا وان لم ینعقد باقرارہم الی ستۃ اشہر اور کوئی بیعت کو دستاویز کرتا تہا وان کانت بقول العمر فلتۃ اور کوئی کسی وقت متنبہ ہو کے بکر و یا اقیلونی اقیلونی پکارتا تہا۔ پس ایسے زمانہ پر آشوب کو زمانہ خلافت رسول قرار دینا کار اہل سنت ہی جناب خانصاحب نے تو کمال حفظ مراتب کیا کچہہ نہین لکہا۔ ارے رسول خدا کی خلافت اُس زمانہ مین البتہ تہی جب بمقتضای قد رجع الحق علی مکانہ وصی الحق امام مطلق جناب امیر پر کہ جو بمصداق آیہ کریمہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ اور آیہ کریمہ انما ولیکم اللہ ورسولہ الایہ وحدیث صحیح من کنت مولاہ فعلی مولاہ وحدیث منزلت یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ خلیفہ بلافصل وبمقتضای حدیث صحیح علی مع الحق والحق مع العلی امام برحق تہے منتقل ہوئے اُس زمانہ کی نسبت اگر خانصاحب کچہہ لکہتے تو البتہ محل طعن تہا زمانہ خلافت خلفائے غادرین کو خلافت حقہ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہی ؎ کجا حیدر کجا آن ہر سہ ناپاک + چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

اور مقام تعجب ہے کہ تقریر جناب خان مرحوم پر مخاطب اسقدر برہم ہوا حالانکہ حفظ مراتب سے خالی نہین حضرت ام الصبیان محاربہ مومنان عایشہ مجتہدہ سنیان پر نہین برہم ہوتا کہ جسنے خلافت رسول مین کسقدر فتنہ وفساد برپا کیا اور باوجود حکم حکم الہی وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ اونٹ پر سوار ہو کر بمقابلہ وصی برحق رسول میدان جنگ مین تشریف لائین اور ہزارہا مسلمین کی باعث قتل ہوئین مع کون محاربہ کفرہ اور خلیفہ ثالث سنیان یعنی عثمان پر صراحۃً لعن کرتی

تہین اور قتل کی ترغیب فرمائی تہین کما روی فی صحیح البخاری من عایشة انها انکرت علیه حرق المصاحف وقالت
انما حراق المصاحف ــ وقال عبد البر فی الاستیعاب قالت عایشة حق عثمان لعن الله نعثلاً قتل الله نعثلاً ایا بیر
خلافت رسول نہ تہی۔ وجناب امیرؑ نے بنا بر قول مخاطب (باوجود التماس عباسؓ در بارہ عزل معاویہؓ مطلعاً ایک
نفس کا گوارا نہ فرمایا) انتہی آیا مطلقاً شش ماہ در بارہ توقف بیعت ابوبکرؓ کیونکر گوارا فرمایا اگر ابوبکرؓ خلیفہ ہوتے مثل
جناب امیرؑ کے مع کونہ مع الحق والحق معہ کیون اسقدر تامل فرمایا اور پہر بیعت کی تو بشہادت صحیح بخاری فاضطر
الی البیعة بمجبوری کی۔ اور طرفہ یہ ہی کہ خلافت ایک طرف پیشوایان مخالفت رسالت مین جرح کرتے تہے چنانچہ
ماجرای حدیبیہ اور دوات وقلم وقرطاس ورد وکوب ابوہریرہؓ وغیرہ سے ظاہر ہے کما ورد فی البخاری والمسلم
ان النبی صلعم قال فی مرضه ایتونی بالدوات والقرطاس اکتب لکم کتابا لن تضلو بعدی ابداً فقال عمر ابن الخطاب
ان هذا الرجل لیهجر حسبنا کتاب الله یعنی بخاری اور مسلم مین وارد ہے کہ فرمایا پیغمبر صلعم نے وقت مرض کہ دو مجہکو
دوات وکاغذ تاکہ لکہون تمہارے لئے ایک ایسی کتاب کہ بعد میرے کبہو تم گمراہ نہو عمرؓ نے جواب مین کہا کہ یہ مرد
(یعنی پیغمبر) ہرزہ گوئی کرتا ہے ہمکو کتاب خدا کافی ہے ایضاً فی مفتاح الفتوح کہ کامل تراجم مصابیح بغوی اور کتب
معتمدۂ سنیہ سے ہی مرقوم ہے نقل عن عمر لو وجدت مائة رجل وفی روایة سبعین لحاربت قریشا وافسدت الصلح
یوم الحدیبیة یعنی عمر کو تمنا تہا کہ اگر سو مرد یا ستر مرد ٹک بہی پاتا تو قریش سے لڑتا اور صلح پیغمبر کو بروز حدیبیہ فاسد کرتا
وایضاً من اقوال ــ بحق النبی صلعم کہ خلاصہ یہ ہی معلوم نہین یہ شخص پیغمبر ہے یا بنا ہوا یا از بانی دعوی پیغمبری کرتا ہی
مجہکو اس نبوت مین شک ہے سبحان اللہ تجویز وصلح پیغمبر کو کہ بمقتضا ــ وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی
تہے ایسا ناجائز جانتے تہے کہ اوسکے فساد پر آمادہ تہے اور معاذ اللہ نبی صادق کو نبی وہرزہ گو گمان کرتے تہے و
قائل لیهجر تہی فلعنة الله علی قائله واوله وتالله پس جبکہ معدن نبوت ورسالت پہ یہ زبان درازیان ہوئین اور
باوجود اسکے حصن حصین فاروقی مین تزلزل نہو پہر جناب خان صاحب مرحوم نے کیا ایسا قصور کیا جو اسقدر آپ
برہم ہے جناب خان صاحب نے صرف چند موعظة در باب خلیفہ اول بوجہہ غصب فدک البتہ تحریر فرمائی اور کچہ قصور
نہین کیا مخاطب اپنے گہر کو نہین دیکہتا ہے کہ مثل مشہور ہی لا یرمی بالحجارة من کان بیته من الزجاجة سہ
ہر کہ حمال عیب خویشتند + طعنہ بر عیب دیگران چہ زنند وهذا القدر کاف لاهل الانصاف ومن لا یکفیه

الیسیر لا یکفیہ الکثیر — الحمد للہ کہ راقم نے سوای اجوبہ غیر مسلمہ مخاطب کی اگرچہ وہ اجوبہ نہایت متین و لطیف تھے
اور عدم تسلیم مخاطب کی مقتضائے تعصب و بلادت کے تھے تحریر کیا اور حتی الوسع دفع شک مخاطب مشکک مین بہت
کوشش کی باایہمہ اگر شک اُسکا باقی رہے مجبوری ہے بل فہو کالشک الشاک الذی شک فی نبوۃ الحق سید الانبیا
وخیر البریۃ فی الحدیبیۃ ہذا اخر ما ترشح عن براعۃ الضعیف بالارتجال فی تردید بعض التشکیکات الجہال حفظنا الحکیم
بعض الاحباب الذی ہو من المتشیعین الاطیاب المنہوم بعلوم الکلام الحریص لبحث اہل الحق مع النواصب
اللئام ذو المناقب والمکارم السید ابو القاسم صانہ اللہ عن الحوادث والمظالم فالحمد للہ اولا واخرا والصلوۃ
علی رسولہ وعترتہ دائما سرمدا علی ظہور الحق ونصرعہ وقطاعۃ الباطل وفرعہ — وکان ذلک فی سنۃ ۱۲۹۲ من الہجرۃ
النبویۃ علی ہاجرہا الف الف ثناء وتحیۃ وانا المفتاق الی رحمۃ اللہ ذی الفضل السمی امام الحق بلا فضل المتمسک
بسفینۃ اہل بیت النبی عبدہ الخاطی کرار علی بن السید محمد عسکری البلگرامی اصلح اللہ حالہما وحسن مالہما
فقط انتہی بحروفہ — ۲ قول — بخدمت جناب سید ابو القاسم صاحب مدظلہ العالی — تحریر سید کرار علی صاحب تحریر
عرفان نشان میان کی جو متعلق بعقد حضرت ام کلثوم بنت علی ہے حضور نے ارسال فرمائی مجھکو پہونچی اسکو دیکھکر دو طرح کا
خیال آیا — اول یہ کہ اگر جواب اسکا مطابق تحریر جناب پیشوا امام صاحب کے عرض کرون تو اُس شرط کی خلافت واقع ہو
جسکو تحریر سابق مین عرض کر چکا ہون اُنکی بزرگی ہے جو حق مین کمترین بزرگان دین کے کلمات سخیفہ نہ تحریر
فرماتے ہین — دوسرے یہ کہ اگر جواب نہ عرض کرون تو جناب مسبوق الذکر اور اُنکے حاشیہ نشینان محفل انبساط یہ تصور
فرمائینگے کہ جو کچھ لکھا گیا وہ مبنی اوپر صدق اور راستی کے تھا جیسا کہ جناب بھی اپنے عنایت نامہ مین کمترین کو تحریر فرماتے ہین
تمہاری کتابونسے لئے مدلل کیا ہی اور نکاح حضرت ام کلثوم کا ساتھ خلیفہ دوم کے محض بہتان و افترا ہی پس ایسی حالت
مین ضرور ہوا کہ خدشات پیشوا امام صاحب کے ساتھ ادب کے دفع کرون تاکہ باردگر اُن جناب کو دہوکا نہووے واللہ یہدی
من یشاء الی صراط مستقیم قبل گذارش جواب کے حضور کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ ظاہرا حضور کی تحریر سے معلوم ہوتا
ہی کہ جناب پیشوا امام صاحب نے جواب سوال کمترین کا ساتھ تحقیق و تدقیق کے تحریر کیا ہی ع یہ خیال خام ہی سر دیرانجان نہ ہو
وہ جواب اُنکا کتاب بیقاب کا ہی جو جواب مین تقاب کے بزعم خود لکھی گئی ہی اگر حضور کو شک ہو تو صفحہ ۲۴ سی لغایۃ
صفحہ ۳۴ مطبوعہ لودہیانہ ملاحظہ فرمائین اور نیز انتقال عبارت دفع المغالطہ کی ہی از صفحہ ۱۸۸ تا صفحہ ۱۹۱ مطبوعہ مطبع احمدی

اُسکو دیکھ لیا جائے تاکہ صداقت کلام اس کمترین کی حضور پر مبرہن ہو جائے - ہان دو ایک بات جو اُس سے زوائد
نتیجۂ طبع خاص لکھی ہین وہ پُرانے قصے اور کہانیان ہین مشہور کمترین حضور کا اُن توہمات کو کئی برس پہلے دیکھ چکا ہی
بہلا جب ہمارے کنان میان صاحب کا مبلغ علم کتاب الیقاب اور دفع المغالطہ تک ہو تو ایسی تحقیق اور تدقیق کا
کیا ٹھکانا اور اسکا جواب لکھنا کیا مشکل بقول غالب ؎ ہر کہ طے کرد این مواقف را + چہ شناسد قلیل و واقف را -
تیسرے یہ کہ حضرت پیش امام صاحب کے عبارت دیباچہ مین جو دستخطی خاص ہی یہ فقرہ کہ (درین روز ہا یکی از غلامان زادہ
خطاب) الخ مذکور ہے جواب اسکا بہت آسان اور سہل تہا اگر وہ شرط دشوار مانع نہوتی - پس اگر لفظ غلام باعتبار
اعتقاد و ارادت جو صحابۂ رسول کی خدمت مین ہو فرمایا گیا ہی کہ جنکی شان مین خدا اپنی کتاب مجید مین ان اکرمکم عند اللہ
اتقٰکم فرماتا ہی تو جتنے اُمتی اور پیرو ہین سب کو شرف غلامی ہونا چاہیے - اور اگر تعریضاً و تشنیعاً ہی تو پیش امام صاحب کو
لازم ہے کہ دہبا کنیزک زادگی حضرت بن خطاب کا مٹا دین ورنہ کس کس جگہ سے داغ غلامی کا دور کرینگے ؎
نشتی قلم کو روک ادب کا ہے یہ مقام + اسمین تو نیک و بد ہی کا افشار راز ہے فافہم ولا تغفل
اب روی تحریر طرف اصل ما نحن فیہ کی ہے جناب پیش امام صاحب نے جو لفظ مصارعت کو مصاہرت تصور فرمایا
بے اختیار شعر نعمت خان عالی کا یاد آیا ؎ شگفتگی ز تبسم بخندہ منجر شد + گذشت بعد ازان ہم بقاہ قاہ رسید
تعجب ہے کہ اُردو سلیس بہی اُنکے سمجھ مین نہ آئی رجماً بالغیب مصارعت کو مصاہرت تصور فرمایا اور سوق کلام اور
مقتضائی مقام پر بہی ذہن نہ لڑا یا قطع نظر تتبع اسفار قوم کی پس یہ دلیل اوپر نا واقفیت مذہب خود و عدم [illegible]
کتب خویش ہی ورنہ ایسا مغالطۂ صریح نہ کہاتے کہ جو اضحوکۂ اطفال اور اعجوبۂ عوام جہال سمجہا جاتا ہی خواص علما تو اسے
بڑہکر سمجہینگے افسوس حضرت پیش امام صاحب کس خیال مین تہے جو ذرا توجہ نہ فرمائی ہان کتاب الیقاب جو پیش نظر
جناب کے ہی اُسمین اسکا کہین ذکر نہین ہی ورنہ ضرور سمجہہ جاتے اور جواب بہی ارشاد فرماتے تو جناب سنیئے اول مصارعت
یہ ہی جسکو صاحب مجمع البحرین نے لکہا ہی حیث قال ومنہ حدیث فاطمۃ فاخذت بتلابیب عمر فجذبتہ الیہا - یعنی
حضرت فاطمہ نے پکڑا گریبان عمر کا اور کہینچا اوسکو طرف اپنے اور دوسری مصارعت یہ ہی جسکو مولانا الاجل الاکمل
محمد حیدر علی صاحب ادام اللہ فیوضہ باستناد کتب معتبرۂ شیعہ رسالۂ تموز نیمروز مین ساتہہ اس عبارت پر فصاحت لکہتے
ہین کہ جناب عرش قباب فاطمہ زہرہ بنت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وعلیہا نے وفات شریف کے متصل [illegible]

کسوا یا فوج کشی کیوں اسلئے امیر المومنین اور امامین کو ہمراہ لیکر نکلین یا بالعکس تا بعد بیعت صدیق کی امامت قایم کرنے اور جہاد کی رونق دین پہر جب مہاجرین وانصار کے کئی نفر ضبط وغنی مین گہسے اور امیر المومنین کا گلا باندہا اور چاہا کھینچ لیجائین جناب سیدہ کا یہ زور وشجاعت وقوت دیکہو کہ جب علاقہ مذکور کو جہٹکا دیتی تہین سب کے سب گہٹنون کے بہل زمین پر گر پڑتے تہے۔ بعد تہوڑے فاصلہ کے لکہتے ہین۔ حیرت یہ ہے کہ بیچارے جناب امیر اس کشا کشی مین دیر تک کیونکر نہ مخنوق ہوے کہ زمین پر نہ گر پڑے گر نا اون چار سو کا بغیر جناب امیر کے جنکا بیچ مین گلا پہنسا تہا کیونکر خیال مین آوے بعد ایک سطر کے فرماتے ہین۔ اسکو عرف مین کیا کہتے ہین کشتی یا ہاتہا پائی یا کشا کشی یا داؤن پیچ۔ وعلی ہذا صدہا روایات مشعر مصارعت خفی وجلی حضرات امامیہ نے ایراد کی ہین کہ جنکے دیکہنے سے قلوب اہل ایمان لرزتے ہین تحقیق پر اتنکار ہی حاجت تطویل نہین نعوذ باللہ من ہذہ الہفوات و [illegible] ہمارے کنان بیان صاحب کہ جنکو سند پیشوا مامی ہی جناب مجتہد صا[illegible] مدظلہ العالی [illegible] لڑکی تک جانتے ہین نا بلد محض ونا واقف بحت ہون افسوس صد افسوس [illegible] اپنے (اور حال لیاقت مخاطب کا اغلاط چند الفاظ مثل مصارعت [illegible] سے ہمایت ہوگی چونکہ ذکر مصاہرت حضرت عمر ابن خطاب درمیان تہا اس لئے حضرت پیشوا مام صاحب کو دہوکا ہوا اور کمترین بہی اپنی کوتہ قلمی سے نادم ہوا کہ کیون تحریر سابق مین مینے ان روایتون کو نہ لکہدیا تا کہ جناب ممدوح کو استدلال عدم لیاقت کمترین کی ضرورت نہوتی یہ معلوم نہ تہا کہ اس بیچ پوچ دلعین ہمارے جناب کنان بیان صاحب فرماینگے اور اپنے زعم ویقین مین مجہکو ناواقف ٹہیرائینگے ورنہ توضیح ضرور ان امور کی کردیتا خیر یہ توضیح بتیئین بوجہ احسن وطرز زیبا تر ہوئی کہ وقوف تام وشعور کامل وتبحر دانی وعلم کاقی حضرت کا اس صورت مین سب پر روشن تر ہوگیا اب جناب کو اسکے جواب مین یہ شعر پڑہنا اور لکہنا چاہئے ؎ از قول خویش نادمم از فعل منفعل + شرمندہ ام ز گفتہ واز کردہ شرمسار — اور زیادہ تر حیا وحجاب حقیر کو اس عبارت لطیفہ جناب سے ہے کہ جسکو بہ نسبت میرے آپنے لکہی ہے اور جو سب مومنین وذاکرین سے وا دلی ہے کہ (فلم یمیز بین اللفظین مع کون بین مفہومہما بعد المشرقین) الی قولہ (ولذا تخبط فی التقریر وغلط فی الاملاء والتحریر) مگر بالکل آپ پر منقلب ہوگئی اور جو خجلت کہ آپنے مجہپر ڈالی تہی وہ الٹی آپکے سر پڑی اور طرہ یہ کہ اسمین الفاظ غیر مہذب کہ منافی علم وپیشوا مامی جناب ہین مندرج ہین مگر مجبوری ہے مجہکو بفحواے ؎ نیاوردم از خانہ چیزی نخست + تو دادی ہمہ چیز من چیز تست

اسی قسم سے الزام دینا پڑا۔ باقی رہا لفظ تشریع کہ وہ تشریع ہے سہو کاتب سے تشریع لکھا گیا نظر کا چوک جانا مقتضائے بشریت ہی کتابت و قرارت سے بڑا فرق ہے سہو قرارت سے سہو کتابت اکثرالوقوع ہے ہر قاری کم غلط پڑہتا ہے اور ہر کاتب بہ نسبت اوسکے زیادہ غلط لکھ سکتا ہے آپنے مصرع بہی نہ سنا ع عاقلان پیر و نقطہ نشوند۔ یہ اُمور متعلق بہ خط و نسخ ہین قابل گرفت و سزاوار احتجاج و استدلال نہین۔ ان اُمور کی اگر بحث فرمائیگا تو خود از ین قبیل بہت جگہہ الفاظ غلط تحریر فرمائے ہین اور اوس سے بہی متجاوز اکثر بہت جگہہ عبارت کو بسبب ترک الفاظ مخبوط کر دیا ہے اور قصاعداً بہت جگہہ ترکیب کلام کو مختل اور متزلزل کر دیا ہے کہئے یہ تینون قسم کی خطائین خصوصاً فساد و خلل تراکیب کلامیہ کہ جس پر اخذ معانی و استخراج حکم و استنباط مفہوم خبر و انشا موقوف ہے مشعر جہل متکلم ہین یا نہین مختصراً بعض استقام جلیہ صور یہ کو مشتے نمونہ از خروارے عرض کرتا ہون اگرچہ یہ امر خارج از ما نحن فیہ ہی مگر سہ

این سخن را خود تو مبدء بودۂ + گر فزون گردد تواش افزودۂ — اب کچہہ استقام گن لیجئے۔ (۱) آپ فرماتے ہین۔ الحمد للہ الذی جعلنی من امۃ محمد سید النبیین ومن شیعۃ علی سید الوصیین وبعثنا فی فرقۃ الحقۃ الناجیۃ الاثنا عشریۃ واحفظنا من شر ابالسۃ الخ اس فقرہ وبعثنا مین لفظ فرقۃ موصوف اور الحقۃ الناجیۃ صفتین ہین پس موصوف کا الف ولام کدہر ہے فرمائے نحو میر پڑہنے والے ہنسین گے یا نہین۔ گمان مضاف ومضاف الیہ کا تو ہو نہین سکتا کہ معنی مہمل ہو جائین گے۔ (۲) واحفظنا دو حال سے خالی نہین یا امر ہے یا ماضی۔ اگر اول ہی تو سراسر خلاف ہے کہ سوق عبارت اور مقتضائے مقام مقتضی نہین۔ دوسرے ایراد واو عاطفہ کیا غرض فساد علی الفساد ہی۔ اور اگر ماضی ہی تو ہمزہ اول مین کدہیا کیا باب افعال سے مصدر احفاظ قرار دیکر ماضی بنائی ہی پس یہ دونون شکلین بے محل اور مختل ہین تیسری صورت ہو تو دکہائیے اور معنی فرمائیے۔ (۳) آپ ذکر مصارعت ومصاہرت مین فرماتے ہین ومقصود المخاطب بہما مفہوم الثانی فلم یمیز بین اللفظین مع کون بین مفہومیہما بعد المشرقین الخ اس عبارت سے قوت ممیزہ آپکی سقیم سمجہی جاتی ہی یا میری۔ بعین بصیرت دیکہئے اس عبارت مین آپنے دو غلطیان کی ہین۔ اگر لفظ کون کو منون کیا ہی تو ترک جسفتر تعریف مین کیا اولویت ٹہیرائی ہے۔ دوسرے لفظ مفہوم مین کہ تثنیہ اور اختیار واحد حالت اضافت مین یعنی مفہومہما بجای مفہومیہما کیا معنی ذرا تو غور کیجئے ایسا استغراق آپکو معنی مین ہوا کہ لفظ کی خبر نہ رہی۔ معلوم ہوتا ہی محبت اہل بیت مین سارے قواعد نحو یہ ذہول ہو گئے۔ اگر یون فرماتے کہ

مع انہ کان بین مفہومیہما بعد المشرقین یا مع کون بینہما بعد المشرقین تو دونون سقم مٹ جاتے یہ کون سے الف ولام تعریف بہی باتباع آپکے لکہا گیا اور حب مراعات قافیہ وسجع نہ فرماتے تو یون بہی ہوسکتا تہا کہ مع کون بعد المشرقین بین مفہومیہما لیکن منافی شان براعت واجتہاد وامامت عالی تہا – (۴) آپ بسند بعض متکلمین عبارت نقل فرماتے ہین ا علموا ان المسماۃ بکلثوم اثنتان احدہما کلثوم بنت الراہب وثانیتہما کلثوم بنت علی ابن ابی طالب الخ اس مسماۃ کا آپنے کسقدر پاس ملحوظ رکہا ہے کہ آخر تک برابر رعایت تانیث کئے گئی مگر اول ہی بسم اللہ غلط کر دی کہ بجاسے احداہما لفظ احدہما لکہدیا یہی یہ تخالف وتہافت بہی آپکا اختراع واجتہاد فی السہو ہے

(۵) دوسرے مقام پر بسند بعض متکلمین آپ نقل کرتے ہین کہ حتی الجاۃ الی ان براہا اباہ تا اینکہ لاچار اور مضطر کیا علی کو اس امر پر کہ اسکو مجہے دکہادو الی اخر قولکم بہلا فرماییے براہا اباہ یہ کون گفتگو ہی بہاوہ پے تعدیہ بدو مفعول چاہیئے لہذا فعل رُئی کا استعمال واجب ہے جسکی جگہ بری لکہدیا۔ اسکے معنی (دیکہے) اور ارا س کے معنی (دکہاوے) –

(۶) جواب الحق یہ کرامت یا عیب اپنی کا ہے والشمس المنیر کیا آفتاب مین دہبا لگایا ہی وحفظاً لخاطر بعض الاحباب کیا پاس خاطر ہے –

ومن العجیۃ المنسوبۃ علیہا جوہا صاحب ہجرت کے تارک ہجرت قرار دینا معاذ اللہ کیا ذہن وذکا ہے بہت سے جزئیات چہوڑتا جاتا ہون کہان تک تتبع کرون –

(۷) قولکم - مع کون الطالبیین فیہم افضل القرشیین ومنصوص الخلافۃ – یہ الف ولام لفظ علی پر کہ از جملہ اعلام بشری ہی آپہی سے سنا گیا شاید اگلے نقلون کی کہ نہمین اکثر حرف تعریف چہوڑ چہوڑ دیا ہی کسر نکالی ہے کہ اس نام مشہور ومعروف کو بدل معارف اولی سمجھکر بالتخصیص تشریف تعریف عطا فرمایا – یا بنسبت حضرات ابی محمد الحسن اور ابی عبد اللہ الحسین کی اعرف واخص سمجھکر طرۃ تزئین وتحسین بڑہایا – یا فوز علاے اقدمی بنسبت حضرت علی اعلی کے تصور فرماکر ہم پلہ وہمدوش علی کبیر استعمال بنایا اور باینوجہہ تجویز ادخال الف ولام تعریف سے لباس تشبہ وتماثل پہنایا بہرحال عالم چونکہ عالم اختراع ہی لہذا سب آپ پر رواہی – (۸) پہر آپ فرماتے ہین کہ مع کون صہاریوہ کفرۃ اگر نقل حدیث

بحیثیت لفظی مقصود تھی تو اپنی طرف سے مع کون اسکے ابتدا میں کیسا - اور اگر صرف ادای مفہوم حدیث اپنے کلام میں مطلوب ہے تو بالفاظ حدیث ہمارا بوجہ کیسا ہمارا بیچ کیوں نہ فرمایا - یہ ایسا کون سے دریافت کرنے اور جواب طلب کرنے کی باتیں ہیں جو آپ سے ابتل واکمل سے پوچھی جاتی ہیں اگر قواعد کلامیہ سلب ہو گئے ہیں تو عبث عربی عبارت لکھنے کی زحمت آپ نے اٹھائی اردو کیا کم تھی کہ جسمیں سیکڑوں بالغز آپ نے کھائے ہیں -

(۹) قولکم - کما روی فی صحیح البخاری من عایشۃ بالاتفاق جاری اور متداول ہے کہ روایت وحکایت ونقل وامثالہا کا صلہ عن آتا ہی یہ من کہاں سے حضور کے ہاتھ لگا واقعی اجتہاد وامامت آپنے فن نحو وصرف و بلاغت وبیان میں بھی حاصل فرمائی ہے کہ جہاں چاہتے ہیں تصرف کر لیتے ہیں (۱۰) قولکم - ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری لکھتا ہی - ان عسقلانی بنا رشتہ سے آپنے کس ولایت میں ملاقات کی ہی شاید جابلقا و جابلسا میں آپکو زیارت نصیب ہوئی ہو معلوم ہوا تتبع کتب محدثین واسماء الرجال بھی آپنے خوب کیا ہی - (۱۱) میں نے اختلاف بالفاظ لکھا آپنے اختلاف بالفاء پڑہا کیسے کیا پڑہا اور کیا سمجھا ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا -

(۱۲) ایضاً قولکم فی خاتمۃ الجواب باینہمہ اگر شک اوسکا باقی رہے مجبوری ہے بلی فہو کالشاک الشاک الذی شاک فی نبوۃ الحق سید الانبیاء وخیر البریۃ فی الحدیبیۃ آپنے اپنے زعم میں حضرت اقدس اطیب خلیفہ ثانی کے خدام کرام پر تعریض کی اور خوش خوش بمقتضاے الکنایۃ ابلغ من الصراحۃ بکر فکر بالغ اپنے سے ایک مضمون تراشکر ایک فقرہ گڑہا کہ وہ بھی بگڑ گیا تو دیکھئے بعلم الیقین اور بچشم حق بین اس کالشاک الشاک کو اور انصاف کیجئے کہ یہ کون ترکیب منکر ومکروہ ہے لئے خدا کے لئے ذرا تو حق کی طرف پہر کے خود یہ حال اور ہیچمیرز قیل وقال - دوسرے لفظ فی نبوۃ الحق سید الانبیاء یہ کونسا تقریر ہے کچھ اصل وفرع کی ترتیب ترکیب یا عامل ومعمول کی نسبت کا ٹھکانا ہی نہیں کچھ باک ہی نہیں کہ میں کیا کہتا ہوں اپنا تو یہ حال ہے اور یہ کیا زبان کہوں - خیر اب آپ کسی مبتدی نحودان سے اس اخیر غلطی کو بھی پوچھ لیجئے - بہرحال آپ کی عبارت میں اسقام و اغلاط کی تو وہ بندی ہوئی ہے اون اغلاط بینہ کا قصداً تتبع نہیں کرتا ہوں - آپ اپنے ترصیع عبارات اور نسخ استعارات اور انتظام مفردات ومرکبات کلامیہ کو کسی اہل بصیرت اور ماہر فن نحو وصرف ولغت کو دکھائیں سمجھا کر بالقصد یہنے اس مقام پر جرح وتغلیط مناظرانہ سے کنارہ کیا صرف بعض مقامات کو امثلتاً لکھدیا کہ آپ متنبہ ہو کر تہذیب

عبارت عربی نہ فرمائین اور قلم کی جولانی زیادہ نہ دکھائین اور نقل عبارت مین احتیاط و تامل ملحوظ رکھین اور زوائد
وغیر ضروریات پر نقص و جرح نہ کر بیٹھا کرین۔ الخلاصہ مجھکو یقین ہی کہ یہ استقام و اغلاط محوّل بہ ناقل و ناسخ جواب
ہو جائینگے اُسی بیچارہ پر یہ چھپر دہرا جائیگا مگر عاقل سبب جان لین گے اور واقفین فن مان لینگے کہ تراکیب
فاسدہ کلمات کہ جنمین انتظام قوانین نحو وغیرہ درکار اور موثر تصرف قلم کاتب ہے کہ وہ بہی ناقل ہو ہرگونہ مبرّا ہین
اسمین خاص دخل متکلم ہے اسکا جواب کیا دیجئیگا۔ علاوہ اِسکے اکثر جا آپکے دست قلم خاص سے اصلاح اصل رسالہ
مین موجود ہی۔ معہذا مقدمہ کتاب خاص آپکی قلم کا لکھا ہوا ہی اس قسم کا الزام تو آپ سے منفک نہین ہوسکتا۔
بہرصورت آپ غور کرکے چپ ہو جائیے اور معروضات مابعد پر نظر فرمائیے جو مابہ النزاع ہے کیونکہ نزاع لفظی
بازاریونکی تو تو مین مین ہی اسکو مین پسند نہین کرتا ورنہ اگر جی چاہے اور اپنی غلطیون کو غلطیان نہ جانین تو ضرور
اثبات صحت محذوفات کلامیہ اپنا فرمائیے۔ مینے تبرکاً باعداد دوازدہ گانہ ائمہ اثنا عشر علیہم السلام یہ بارہ
سقم کلام مبارک سے التقاط کر لئے۔ باقی جواب سب و شتم کا کہ نسبت اصحاب رسولؐ اور بزرگان دین و علمای
کاملین وغیرہم کے لکھی ہین اگر مطابق اُسکے لکھون تو مخالف شرط اول کی ہو اور غیر مہذب اور مستہجن ہو جائے
اسواسطے اُس سے اعراض کرتا ہون دوسرے طوالت بہی منظور نہین ہی مختصر کلام پیش امام صاحب سے التقاط
کرکے کچھہ عرض کرتا ہون ورنہ آپ خوب تصور کرین کہ اُن کلمات بد کا جواب لکھنا کچھہ مشکل نہین مصرع
کین زر قلب بہر کس کہ دہی باز دہد۔ کتاب آئینہ حق نما مجتہد دلدار علی صاحب کی موجود ہی جو جو کلمات کہ نسبت
مرزا محمد اکبر آبادی اخباری کے لکھی ہین پیش نظر ہین۔ اور مرزا محمد اخباری نے جو معاول العقول فی قلع اساس
الاصول مین۔ یا صاحب رسالہ مذاق الفحول فی دبر الحائک المفعول نے حق مین جناب مجتہد صاحب کے تحریر کئے ہین۔
یا تحریر شریف ثمانینی کی اور شیخ صدوق وغیرہ کی۔ یا وہ کلمات جناب سیدہ نے نسبت جناب حضرت امیرؓ
حاشا عن جنابہما بعد مراجعت مسجد نبوی سے فرمائی۔ یا جناب امیرؓ کی مجلس حضرت خلیفہ اول مین تعبیراً تہمت
نالایق جناب سیدہؑ کہ جسکو ملا محمد باقر مجلسی نے حق الیقین مین لکھا ہی سب کچھہ موجود ہی مینے اشارتاً نام کتب کا لکھدیا
پیش امام صاحب خود ملاحظہ فرمالین بسبب غیر مہذب ہو جانیکے وہ الفاظ بہی نہین لکھے گئے کہ اعادہ کلمات
بد کا بد ہوتا ہی قطاعت و شناعت مقصود نہین ہے۔ در جدل و دشنام کار سوقیان باشد بلی ننگ دارد علم از کار رکیک الا کردہ آید

آتشِ خشمے کہ سوزد صاحبِ خود را نخست + در دلش ہمچون شرر در سنگ، ما واکردہ است فالعاقل تکفیہ الاشارۃ
الّا ایک امر واسطے دفع دخل کے عرض کرتا ہون کہ اگر جناب پیش امام صاحب نے بار دگر کلمات زشت و ناملایم
تحریر فرمائے تو باللہ الکبیر و انہ لقسم لو تعلمون عظیم ایسا کچھہ لکھونگا کہ ایک زمانہ تک جناب کو یاد رہیگا ع
بیش ازین گفتن مرا دستور نیست — اب اس جگہ سے جواب ایجازاً و اختصاراً متعلق بہ مبحوث عنہ خدمت پیش امام
صاحب مین عرض کرتا ہون جناب ممدوح فرماتے ہین کہ (نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ کا با ابن خطاب کتب فریقین
سے ثابت نہین) الخ اس مقام پر قطع نظر سقم ترکیب لفظی سے جو باعث اختلال معنی مدلولہ ہے کرتا ہون -
فی الحقیقت جناب ہمارے کو فن مباحث کلامیہ مین ممارست نہین ورنہ ایسا دعوی نہ فرماتے آپ لفظ فریقین
کو چھوڑکر صرف فرقہ شیعہ سے گفتگو کیجئے اور کمترین انشاء اللہ تعالی صرف کتب شیعہ سے ثابت کریگا کہ نکاح حضرت
ام کلثوم بنت فاطمہ کا ساتھہ حضرت خلیفہ ثانی کے خواہ بخوشی خواہ بجبر واقع ہوا اور جناب امیر علیہ السلام نے بطاہر
حضرت خلیفہ ثانی کو رضی اللہ عنہ قبول فرمایا آپ نے ناحق اتنی صعوبت تصحیح کتب اہل سنت مین اٹھائی آپ اہل سنت
کی احادیث یا روایات کو مطابق مضمون آیت شریف کے پس پشت فرمائیے نبذ فریق من الذین اوتوا الکتاب
کتاب اللہ وراء ظہورہم کانہم لا یعلمون ٥ یعنی پھینکدیا ایک فریق نے اُن لوگون مین سے جو دی گئی تھی کتاب
خدا کی کتاب اپنی پیٹھون کے پیچھے گویا کہ وہ کچھہ جانتے نہین - اور کتب خاندانی کہ جس پر مدار تشیع کا ہے اسکو ملاحظہ
فرمائین جلد اول آیات بینات جو ۱۲۸۷ ہجری مرزاپور مین طبع ہوئی ہے اُس سے مختصراً بتغیر عبارت گزارش کرتا
ہون اور اگر زیادہ شوق جناب کو ہو تو ازالۃ الغین کو ملاحظہ فرمائین کہ ساتھہ شرح و بسط کے لکھا ہے - مولف
آیات بینات عنوان بحث مین لکھتے ہین کہ شیعون نے اس نکاح کے ہونے سے انکار کیا ہے جیسا کہ مجتہد صاحب
اپنے ایک رسالہ مین لکھتے ہین - وانتساب تزوج حضرت ام کلثوم با بن الخطاب بحد شہرت نرسیدہ و قتل سید مرتضی
کہ قریب العہد از زمان ائمہ معصومین بود و ہمیر ابشان انکار بلیغ از آن نمودہ اند) یہی اعلی جناب نے فرمائی - بلکہ
حاشیہ صفحہ ۱۳ کتاب اپنی کتاب کا و انکار اس نکاح کا شیخ مفید سے فرمایا - اول ابطال قول مجتہد صاحب کا کرکے
بعد اسکے شیخ مفید صاحب کا قول [illegible] کریگا - علم الہدی صاحب کہ مشہور ہین مجتہد صاحب کے اب صاحب تحفہ یون فرماتے ہین
(سید مرتضی علم الہدی در کتاب تنزیہ الانبیاء اعتراف بوقوع این نکاح فمنہا ذکرہا فی کتاب الشافی و الجواب عن ہذا الباب

مشروحاً وبینا انہ علیہ السلام ما اجاب عمر الی نکاح بنتہ الا بعد توعد وتہدد ومراجعۃ ومنازعۃ وکلام طویل ماثور اشفق معہ من سوء الحال وظہور ما لا یزال یخفیہ) یعنی نکاح عمرؓ کا ساتھ ام کلثومؓ کے جسکو اہل سنت عمر کی فضیلت مین شمار کرتے ہین جواب ہم نے اپنی کتاب شافی مین تفصیل دیا ہی اور وہان ہم نے بیان کیا ہی کہ حضرت امیرؓ نے عقد اپنی بیٹی کا عمرؓ کے ساتھ بطیب خاطر قبول نہین فرمایا بلکہ یہ عقد بعد اسکے ہوا ہی کہ عمرؓ نے بار بار حضرت امیرؓ سے درخواست کی اور نوبت منازعت اور تخویف وتہدید کی پہونچی جب حضرت امیرؓ نے دیکھا کہ کار دین وملت خراب ہوتا ہی اور دامن تقیہ ہاتھ سے جاتا ہی تب بلا رضا اور بغیر اختیار کے جناب امیرؓ نے نکاح کر دیا- اس تحریر کو سید مرتضی کے جناب قبلہ وکعبہ کی تحریر سے ملائے اور اس فقرہ کو کہ مثل جناب سید مرتضی کہ قریب العہد از زمان ائمہ معصومین بود انکار بلیغ ازان نمودہ- تنزیہ الانبیاء کی عبارت مذکورہ سے مقابل کرکے جناب اجتہاد مآب کی صداقت کی داد دیجئے- بعد اسکے نقل عبارت مواعظ حسنیہ سے کہ جو آنکے والد ماجد کے مولفات سے ہی تکذیب قول مجتہد صاحب کی ہوتی ہی (سید مرتضی گفتہ است کہ تزویج ام کلثومؓ باختیار حضرت امیر واقع نشدہ واحادیث بسیار موید قول خود ذکر کردہ وہرگاہ باختیار حضرت امیرؓ واقع نشدہ محل اشکال است) جناب ہمارے ملاحظہ فرمائین کہ دعوی انکار بلیغ مجتہد صاحب کا خود سید مرتضی صاحب اور آنکے والد ماجد کی تحریر سے باطل ہوگیا رضامندی یا عدم رضامندی اور چیز ہی اور انکار بحث اور چیز- اس جگہ جناب قوم کو لازم ہی کہ پدر والا قدر یعنی جناب مجتہد دلدار علی صاحب کو جا بجا مجالس مین لیکر بقانون سخن فہمی ساتھ اس کلام کے مترنم ہون شعر- یا لیت کان من نبالہ یستنفی حنینا اخواتہ اور فرزندان عالیجناب کو مناسب ہی کہ بین خدمت کی جگہ اس شعر کو ساتھ آہنگ کتاب خوانان ایران کی ادا کرین ع- مردمان جملہ ناخلف پسر اند ٭ من بیچارہ ناخلف پدرم- اسیاہم کتب حضرات شیعہ سے نکاح حضرت ام کلثومؓ بنت فاطمہؓ کا ساتھ حضرت خلیفہ ثانی کے ثابت کرتے ہین اور اسی کے ذیل مین جا بجا پیشوا امام صاحب کی تحریرات کا جواب دیتے ہین- اول قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین مین ساتھ ان الفاظ کے فرمایا ہی (اگر نبی دختر بہ عثمانؓ داد ولیؓ دختر بہ عمرؓ فرستاد) پس اُس حدیث استیعاب کا مضمون کہ فارسل الیہ ہی قاضی صاحب کے قول سے ثابت ہوا- دویم ابو القاسم قمیؒ نے شرح شرائع مین لکھا ہی کہ زوج علی بنتہ ام کلثوم من عمر یعنی نکاح کیا علیؓ نے اپنی بیٹی ام کلثومؓ کا ساتھ عمرؓ کے- اس روایت سے وہ شبہہ پیشوا امام صاحب کا کہ جسکا

ساتھ اس عبارت کے کہ (بعض متکلمین نے اپنے رسائل میں یوں تحریر کیا ہے کہ ابن ماجہ اور ابن داؤد محدثان
اہل سنت لکھتے ہیں اعلموان المسماۃ بکلثوم اثنتان احدھما کلثوم بنت راھب وثانیتھما کلثوم بنت علی ابن ابی
طالب کرم اللہ وجہہ فوقعت نکاح کلثوم بنت علی مع محمد بن جعفر الطیار ووقعت نکاح کلثوم بنت راھب مع عمر ابن
الخطاب تحریر فرماتے ہیں جاننا چاہیے وہ بیٹی راہب کی نہ تھی بلکہ دختر نیک اختر حضرت علیؑ ابن ابی طالب کی تھیں۔
اور حیرت یہی ہے کہ جس نکاح کیواسطے اتنا اہتمام ہوا اسمیں کوئی صاحب اس نکاح کو ساتھ غضب کے نسبت دیتے ہیں۔ کوئی
صاحب حضرت لوط کی بیٹیوں کو مثال میں لاتے ہیں۔ کوئی فرماتے ہیں کہ یہ نکاح بہ طیب خاطر نہیں ہوا۔ کوئی یہ
کہتے ہیں کہ حضرت عباسؓ نے اپنی طرف سے کر دیا۔ کوئی بجائے ام کلثوم کے سخیفہ جنیہ کو واسطے ہمبستری کے لاتا ہے
کوئی کلثوم بنت راہب۔ کوئی کلثوم بنت ابی بکرؓ بتاتا ہے۔ کوئی حضرت عباسؓ کے فعل کو ساتھ الفاظ وکالت فضولی
کی تعبیر کرتا ہے۔ کوئی زفاف سے انکار کرتا ہے۔ یہ کیا ماجرا ہے۔ باقی رہے جناب پیشوا امام صاحب تو انکے ایک عوسی
بے سر و پا سے کو (بعض متکلمین نے اپنے رسائل میں لکھا ہے) اپنے دلکو خوش کرتا ہے وہ کون متکلم ہیں نام ونسب سے انکی
آگاہ کیجئے بجای دفع المغالطہ آپ ہی سے سزاوار ہے آپ آفتاب کو ایک مٹھی خاک سے چھپاتے ہیں لیکن بمصرعہ
ما شمعہ الشمس بالھوجاء نیطفۓ حضرت امیرؓ کا گھر آیا قلعہ ارسلان تھا یا حکیم مہدی کا امام باڑہ کہ بھول بھلیوں
میں حضرت ام کلثوم کو چھپا دیا اور بیٹی راہب کی بیاہ دی۔ آخر وہی گھر تھا جو بقول پیشوا امام صاحب کے خلیفہ ثانی
نے جلا دیا معاذ اللہ وہی گھر تھا کہ جسمیں گھسکر نعوذ باللہ جناب امیرؓ کے گلے میں رسی باندھکر لے آئے۔ وہی گھر تھا کہ جس کا
دروازہ گرا دیا گیا۔ افسوس محبت اہل بیت کا بھی دم بھرا جاتا ہے اور انکو حیلہ گر اور مغلوب بتایا جاتا ہے نعوذ باللہ
من ھذہ الھفوات سے ستم در پردہ کرتے ہو بظاہر پیار کرتے ہو۔ خدا کا خوف کیجئے رسول سے شرمائیے خلیفہ
ثانی تو درخواست نکاح حضرت ام کلثومؓ بنت فاطمہ کی فرمائیں اور جناب امیر دختر راہب خواہ حضرت خلیفہ اول
کی بیاہ دیں یہی کام ان قدسی صفاتوں کا ہے کہ جنکے قول و فعل سے دیوار دین کی قائم ہے اور بیخ شجرہ طیبہ شریعت
مصطفوی کی مضبوط ہے مصرعہ جو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ سیوم حضرت قاضی صاحب سید ابوالحسن علی
بن اسمٰعیل اثنا عشری مجالس المومنین میں فرماتے ہیں (اور از چند امر پرسیدند کہ از انجملہ مقدمہ نکاح خلیفہ ثانی است
جواب داد کہ دادن دختر بعمر کہ جناب امیر المومنین را اتفاق افتاد باین جہت بود کہ اظہار شہادتین می نمود و زبان

بہ اقرار فضیلت میکشود و دران باب غلظت و فظاظت او نیز منظور بود) اس عبارت سے بھی دعوی کمترین
کا اور تحریر ناسخ التواریخ کا مضمون ثابت ہوگیا اور تہمت سرقہ کہ جو بہ نسبت اس کمترین کے فرمائی ہی جاتی رہی افسوس
کہ جناب کو اپنی تحریر کے دیکھنے سے کچھ خیال ندامت آتا ہو گا جسکا اشارہ بلکہ نشان صفحہ کا ماسبق عرض کیا۔ چہارم
وہی قاضی صاحب مجالس المومنین میں فرماتے ہیں (محمدؒ بن جعفر طیار بعد از فوت عمر بن خطاب بشرف مصاہرت
حضرت امیر المومنین مشرف گشتہ ام کلثوم راکہ از روی اکراہ در حبالہ عمر بود مزوج نمود) اس سے فی الجملہ ثبوت عبارت
بیہقی وغیرہ کا کہ جسکو الحاق کرکے لکھا ہی ہوگیا اور نکاح کا ہونا ساتھ خلیفہ ثانی کے ثابت ہی جسکے ثبوت سے اس
کمترین کو غرض ہی پنجم کتاب تہذیب میں یہ حدیث موجود ہی جسکو ساتھ سند ائمہ کرام علیہم السلام کے اس محدث نے بیان
کیا ہی قال عن محمد ابن احمد بن یحیی عن جعفر بن محمد القمی عن القداح عن جعفر عن ابیہ علیہم السلام قال ماتت ام کلثوم بنت
علی علیہ السلام وابنہا زید بن عمر الخطاب فی ساعة واحدة ولا ندری ایہما ہلک قبل فلم یورث احدہما من الاخر
وصلی علیہما جمیعًا۔ پس ثبوت عبارت شاہ صاحب کا کہ (در ینجا خود بالقطع والتواتر ثابت است کہ زید بن
عمر از بطن آن سیدہ بوجود آمدہ) ہوگیا اور خدشہ جناب کا کہ ام کلثوم معرکہ کربلا میں موجود تھیں جاتا رہا اور جب کتاب تہذیب
سے صاحب اولاد ہونا ام کلثوم بنت فاطمہؓ کا ثابت ہوا تب وہ فقرہ جناب کا) کیونکہ کلثوم بنت فاطمہ کا صاحب اولاد ہونا کتب
سے ثابت نہیں لا محالہ زید بن عمر بطن کلثوم بنت راہب سے متولد ہوا ہو گا اور یقینًا در صورت صدق ہی بنت راہب یا کلثوم بنت ابی بکر
از بطن اسما بنت عمیس کما سیاتی ذکرہا منکوحہ عمرؓ ہو گی نہ کلثوم بنت فاطمہؓ) باطل ہوگیا اور فقرہ آپکا لفظ لامحالہ
سے تا لفظ منکوحہ عمرؓ ہو گی قیاس اور ظن فاسد بلکہ وہم کاذب پر دلالت کرتا ہی کیونکہ اتنا بڑا امر کہ جسکے واسطے اسقدر
اہتمام ہوا اور سنی اور شیعہ اپنی کتب احادیث میں درج کریں بلکہ فرقہ ثانی مانع اسکا ہو پھر بھی غلط ہوا ہو گا اور رہی ہو گی
جو کہ مفید ظن بلکہ شک اور منافی یقین ہو تحریر کیا جاوے اور اپنے دعوی وہم مطلوبی پر صرف استقرار فرمایا جائے ع
ہمیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہی۔ وہ ادلہ عقلی و نقلی کہ جسمیں ظن اور قیاس کو دخل ہو ارشاد کیجئے یوں تو ہر امر میں
ہر شخص کو اختیار ہی کہ فلان امر ہوا ہو گا اور فلان چیز ہوئی ہو گی کہہ سکتا ہی۔ اب کمترین مطابق روش جناب کے عرض
کرتا ہی کہ نکاح دختر حضرت ابو بکرؓ کا ساتھ حضرت عمرؓ کے لا محالہ ہوا ہو گا اور نکاح دختر حضرت علیؓ کا بھی یقینًا ہوا ہو گا
کیا دو عورتیں ایک نام کی ایک شخص کے نکاح میں نہیں آسکتیں ایسی ہی تحریر جناب کو دعوی جواب لکھنے کا

ہوا اگر آپ مجبور ہین صاحب نقاب نے ایسا ہی لکھا ہی زیادہ اس سے ثبوت آپ کہان سے لائینگے مصرعہ
آنچہ اوستاد ہمین گفت ہمان میگویم - کتب تواریخ و سیر مین جس جگہہ ذکر ازواج و اولاد حضرت خلیفہ ثانی کا مندرج
ہی وہان دو نام ام کلثوم کے لکھے ہین - بعض نے لکھا ہی کہ ملیکہ بنت جرول بن مالک آپکی زوجیت مین تھے -
بعض نے نام اوسکا ام کلثوم بنت جرول بن مالک لکھا ہی - مسیب و زید اصغر و عبد اللہ اُسکے بطن سے تولد ہوئے
اور حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ سے بہی ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئی اُسکا نام زید اور بیٹی کا نام رقیہ تہا ایسی
حالت مین قیاسی اور ظنی اور وہمی باتون سے استدلال کرنا انصاف سے بعید ہی خلاف دأب اہل بصیرت و مناظرت
کے ہے - باقی رہنا ام کلثوم بنت فاطمہ کا معرکہ کربلا مین اس جگہہ وہ نقل یاد آئی جسکو مولانا حیدر علی صاحب مدظلہ العالی
نے رسالۃ المکاتیب فی دویۃ الثعالب والغرابیب مین لکھی ہی (زنے بود کہ بعد از شنیدن مناقب فاروقی قرابت
مجیدہ او در دودمان اہل بیت طاہرین سر خود را میکوفت و میگفت کہ باور مرا نمی آید و عقل زرین این مناقب را تجویز
نمی نماید کہ عمر در معرکہ کربلا آب فرات را بر ذریت سرور کائنات قورق کردہ و بر پارہ ہاے جگر رسول مقبول و حضرت
بتول انواع ظلم و جفا روا داشتہ یکے از یاران فقیر گفت کہ اے زن ناقص العقل آن عمر کہ فوج کشی بر جہانان کربلا نمودہ
و ابواب ظلم بروی ایشان کشودہ عمر بن سعد بود مورد این مدائح عمر بن خطاب است کہ در ملا زمین رسالت مآب صلعم
کالشمس فی وسط السماء و مقتدائے اہل صدق و صفا است و قبل از شہادت شیر خدا بہ سالہای دراز و نہا شہید
گشتہ زینہار این در واقعہ کربلا حاضر نبود زن فریاد میکرد و زار زار میگریست کہ ہرگز باور مرا نمی آید زیرا کہ من از علماے
معتبرین شنیدہ ام کہ این ہمہ جور و جفا از ہمین خلفا صدور یافتہ و از ینجا است کہ در ایام محرم وغیرہ بر ایشان زبان سب و
تبرا میکشائید) بعد تہوڑے فاصلہ کے لکھتے ہین (اکنون توجیہا نیکہ در این امور بکتب قدیم و جدید یافتہ کردہ عوام را
بہ انتساب واقعہ کربلا سوی خلفا از راہ بردہ اند باید شنید مجملش درچند حرف آنکہ سبب قتل و اسیر اہل بیت در کربلا
واجماع سقیفہ و امر شوریٰ است کہ بانی و مبانی آن عمرؓ است و شعرائے ایشان درین باب بہ عربی و فارسی صدہا اشعار
نظم کردہ - قاضی نور اللہ شوستری و امثالش در تصانیف خویش آوردہ اند ایرادش خالی از اطناب نیست مصراعی
از ان این است ع آن کشتۂ سقیفہ و شوراء و کربلا - اگر اوپر اس مصرع کے جناب کو تسکین نہو وے تو رسالۂ رجعتیہ
ملای مجلسی صاحب ملاحظہ فرمائیے کہ حدیث ہشتم مین یہ فقرات تحریر فرمائے ہین (پس ہر ظلمے و کفرے کہ از اول عالم

تا آخر شدہ گناہش را برایشان لازم آورد وقتل زدن سلمان فارسی و آتش افروختن بہ در خانۂ امیر المومنین و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام برائے سوختن ایشان و زہر دادن امام حسن و کشتن امام حسین و اطفال و پسر عمان و یاران او علیہم السلام و اسیر کردن ذریت رسول و ریختن خون آل محمد صلعم در ہر زمانے و ہر خونے کہ بنا حق ریختہ شدہ و ہر فرجے کہ بحرام جماع شدہ و ہر سوختہ وحرامے کہ خوردہ شدہ و ہر گناہ و ظلم و جورے کہ واقع شدہ تا قیام قائم آل محمد صلعم ہمہ را بر ایشان بشمارد انتہت بلفظہا پس ازین قلیل جناب نے بھی رہنا ام کلثوم کا معرکۂ کربلا میں تصور فرمایا اگرچہ یہ خطا جناب کیطرف عاید نہین ہوسکتی کیونکہ صاحب ایقاب نے ایسا ہی لکہا ہی آپنے اسکے لکہنے کو معتبر اور راست تصور فرمایا صرف نقل کردیا منقید او تحقیق نہین فرمائی۔ تحریر الشہادتین کو جناب نے نہین ملاحظہ فرمایا ورنہ ایسا وہم کا آپکو نہوتا اُن بزرگ نے اُس کتاب مین التزام روایات صحیحہ کا نہین کیا ہی بہت سے روایات ضعیفہ و مختلفہ اسمین موجود ہین وہ کتاب مرثیہ کی طرز پر بیان کی گئی ہی اصل سر الشہادتین مین جناب شاہ صاحب قدس سرہ نے البتہ التزام صحت کیا ہی اسمین اس روایت کا اثر بھی نہین ہی۔ علاوہ اسکے خود تحریر الشہادتین مین بعد لکہنے اُن روایات کے اُن بزرگ نے لکہدیا ہی۔ بالجملہ ازین روایات و امثال آن بعضے ازآن خالی از ضعف نبودہ باشد۔ پس ایسی حالتین بمصداق مصراع مشہور ع وا ماندہ ز اصل کار و مشغول بفرع۔ یہ طریقہ کام محققین اور مدققین کا نہین۔ اگر ایسی روایتون پر آپ تشبث فرمائین گے بہت سی روایتین مرثیون مین مرزا دبیر صاحب و میر انیس صاحب کی آپکو ملجائین گی کہ جس سے جواب جناب کا بخوبی درست ہوجائیگا بقول صاحب آیات بینات کے (جو مضمون اُنکی ذہن مین آیا اُسی وقت ایک روایت اپنی طرف سے جو مثل سچی بنالی اور اپنی شاعری دکھلائی) جناب نے ناحق تحریر اور تقریر کا حوالہ دیا شعر مشہور کہ جسکو ہر مہینے مین کئی بار سننے کا اتفاق ہوتا ہوگا ؎ شامیان بستند بازو زینب و کلثوم را ۔ الفلک آن ابتدا این انتہا اہلبیت زیب تسطیر فرمایا ہوتا۔ اب اُس عبارت عالی کو فما ہو الا افتراء ہم تا رب الجزاء کسکی جانب پہیرون جناب کیطرف تو پہیر ہی نہین سکتا کیونکہ اسمین الفاظ سب او ر دشنام کے مندرج ہین اگر ارشاد ہو تو صاحب تہذیب کیطرف پہیر دیجائے کہ اُن بزرگ نے جناب کے جواب کو بالکل خراب کردیا کہ وفات ام کلثوم اور زید کا قبل معرکہ کربلا اسکے لکہدیا۔ اب رد و قدح اوپر روایت استیعاب کے کہ جسکو ایقاب نے لکہا ہی اور روایت مودت کو وہ بہی کتاب مذکور سے کچہ عربی کی اردو اور کچہ عربی کی عربی تحریر کی ہی یہ سوال و جواب باخود ہا کتب علیہ بعد سنہ گریبان ہوچکے ہین اون

کہتا ہوں کو ملاحظہ فرما کر تسکین اپنی فرماسکتے ہیں ایسے ڈھکوسلوں کو پسند نہیں کرتا مقصود اصلی میرا یعنی نکاح حضرت
ام کلثوم بنت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا ساتھ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے تہا سو کتب حضرات شیعہ سے ثابت ہو گیا گفتگو پریشان
کہ خارج از بحث ہو بیفائدہ جانتا ہوں ۔ مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپکو اتنی بھی تحقیق نہیں کہ یہ روایت استیعاب
کی ہے یا اسد الغابہ کی کہ اصل کتاب اصابہ فی معرفۃ الصحابہ ہے چونکہ آپکے سامنے سوائے انتقاب کے اور کوئی
کتاب نہیں پس جو صاحب انتقاب نے لکھا ہے اسکی نقل آپنے کر دی اور غضب یہ ہے کہ پوری عبارت بھی نقل نہیں
فرمائی کہ جس سے دلوں کی تشفی آپکے بیکار ہو جاتی ۔ آپ غور کریں کہ کسقدر الفاظ جو مضر اور منافی مطلب آپکے تھے آپنے
ساقط کر دیئے یا یہ کہ آپکو علم اسکا نہ تھا بہر حال اصل روایت ازالۃ الخفا سے لکھتا ہوں وھی ھذہ بنت علی ابن ابی
طالب امھا فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم ولدت قبل وفات رسول اللہ صلعم خطبھا عمر ابن الخطاب الی ابیھا علی
فقال انھا صغیرۃ فقال عمر زوجنیھا یا ابا الحسن فانی ارصد من کرامتھا ما لا یرصد بہ احد فقال لہ علی انا ابعثھا الیک
فان رضیتھا فقد زوجتکھا فبعثھا الیہ ببرد فقال لھا قولی ھذا البرد الذی قلت لک فقالت ذلک لعمر فقال قولی لہ
قد رضیت رضی اللہ عنک ووضع یدہ علیھا فقالت اتفعل ھذا لولا انک امیر المومنین لکسرت انفک ثم جاءت اباھا
فاخبرتہ الخبر وقالت لہ بعثتنی الی شیخ سوء فقال یا بنیۃ فانہ زوجک فجاء عمر فجلس الی المھاجرین فی الروضۃ وکان
یجلس فیھا المھاجرون الاولون فقال زفونی فقالوا بماذا یا امیر المومنین قال تزوجت ام کلثوم بنت علی سمعت رسول اللہ
صلعم یقول کل سبب ونسب وصھر ینقطع یوم القیامۃ الا سببی ونسبی وصھری وکان لی بہ النسب والسبب فاردت ان
یجمع الیہ الصھر فرفؤہ وتزوجھا علی اربعین الفا فولدت لہ زید ابن عمر الاکبر ورقیۃ وتوفیت ام کلثوم وابنھا زید فی وقت
واحد وکان زید قد اصیب فی حرب کان بین بنی عدی خرج لیصلح بینھم فضربہ رجل منھم فی الظلمۃ فشجہ وصرعہ
فعاش ایاما ثم مات وامہ وصلی علیھما عبد اللہ بن عمر وحسین ابن علی ولما قتل عمر تزوجھا عون ابن جعفر انتھی از این
عبارت چنانکہ دانی واضح شد کہ چون ام کلثوم بمقتضای سن عدم علم بوقوع نکاح شکایت زوج معلم فاروق کہ دست
خود را بر ام کلثوم نہادہ بود پیش جناب مرتضوی بر حضرت امیر بعمل فاروق ملامت نفرمود بلکہ بر ام کلثوم ارشاد
نمود کہ ای دختر چنین مگو و شکایت او درین باب مکن کہ او شوہر تست پس استغاثہ و فریاد ابن ہوزیا دلیس مرجاءت
کرد و آخر قول خود رسمودہ منحالف جناب مرتضوی و عین عداوت اہل بیت و منشاء آن جہل یا تجاہل خواہد بود ۔

نعوذ باللہ از زبان درازی این کوتہ اندیش در بارۂ اہل بیت عظام واصحاب کرام انتہی بہا بہا اب غور فرمایئے کہ اس روایت مین کسیطرح کی شناعت پائی نہین جاتی آپنے عبث غیظ وغضب فرمایا آخر معاشرت ہندو وعرب مین فرق ہی یہان معیوب ہان مستحسن خصوص زمانہ رسول صلعم مین معتد احادیث کلینی سے عدم امتناع رویت مخطوبہ عند الفریقین ثابت کرتا ہون باقی جواب ان گالیون کا جو نسبت حضرت غوث الاعظم وحضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ کے ہین اگر لکہون خلاف اس شرط کے واقع ہو جسکو اوپر لکہہ چکا ہون ۔ جنابمن ۔ یہ کام فرومایہ لوگونکا ہی کہ جب جواب دینے سے عاجز ہوتے ہین گالیان دیتے ہین آپکی ذات امام المومنین کہلاتی ہی تعجب ہے کہ آپ ایسی الفاظ ناملایم سے وہ زبان کہ جس سے حمد وثنا خدا ورسول کی فرماتے ہین آلودہ کرین در آیہ وافی ہدایہ قل انما حرم ربی الفواحش ماظہر منہا ومابطن کی خلافت عمل کرین اس کمترین کی نیازمندی کو آپ ملاحظہ فرمائین کہ باوجود مواقع کثیرہ اپنی زبان کو ساتھ ایسے الفاظ زشت کے ملوث نہین کرتا آپ اسکا آیندہ لحاظ رکہین الا اشارۃً عرض کرتا ہون کہ بفضلہ اہل سنت والجماعت ان امور سے مبرا ہین علماء قوم شیعہ کے یہان الذیہ متعہ بحت اور متعہ دوری جاری و ساری ہی لبسم اللہ خانم اور انکی مماثل کا حال سب پر روشن ہی ؎ باوضوی صبح خفتن میگزارد + نامرادان راکہ وادی مراد گم شدی خالی دو آتش از قلم + بر مراد ہر کسے مینر درقم ۔ رحلہا موفوعۃ للفاعلین + بابہا مفتوحۃ للداخلین ۔ فافہم ولاتکلم باقی رہا شبہ صغر سنی اور تقبیل کا اسکا جواب ازالۃ الغین مین بشرح وبسط لکہا ہی ملاحظہ کرلیا جائے اسمین گفتگو کرنا میرے نزدیک فضول ہی کہ یہ پرانے ڈہکوسلے اور قدیم ہو چلے ہین ہین ہرگز اسطرف متوجہ نہین ہوتا مگر واسطے تسکین طبع آپکی مختصراً عرض کرتا ہون کہ آپنے تقلید قوم اختیار کی ہی کیونکہ مرزا محمد کشمیری صاحب نے بہی کئی سال پیشتر یہ راگ گایا ہی اور صاحب القاب تو آپکے مقتدا ہین مرزا صاحب کشمیری اپنے نزہ مین وجہ چہارم مین اس تشنیع سے زبان آلودہ کرتے ہین اور مولانا حیدر علی صاحب نے بجواب اسکے جو کچہہ فرمایا ہی وہ ایسا ہی کہ زنگ شبہات اہل نفاق قطعی قلوب مظلمہ انکے سے صاف وپاک ہو جاتا ہی اور گرد وکدورت کفر والحاد بالکل دہلجاتا ہی مگر چونکہ قلوب اہل شقاق مختوم من جانب اللہ اور ظلمت وقساوت فطری سے سیاہ وتباہ ہین لہذا اثر اسکا مفقود اور وہی کثافت وتیرگی مشہود ہی بقول قائل ؎ حق عیان چون مہر رخشان آمدہ + لیک اندر شہر کوران آمدہ ۔ دیدۂ حق بین لا در قلب صالح الیقین پیدا کیجیئے اور دیکہیے کہ مولانا صاحب فرماتے ہین ۔ قبل ازین مجملاً بگوش رسانیدم کہ این تقریر زنہار صلاحیت معارضہ ندارد دو شرح ابہام وبسط

این حرام آنکه از روایات متعدده و اقوال معتبره علماء فریقین بوضوح پیوسته که هر کس که ارادهٔ عقد نکاح با زنی داشته
باشد و آن زن اگرچه بحد بلوغ رسد دیدنش در حالت قعود و هم در حالت قیام و سکون و مشی همه درست است بلکه
محاسن و معاصم او را نیز توان دید فکیف مخطوبه بجاریهٔ صغیر باشد که پنج و شش ساله بود چنانکه خواهی دانست انشاء الله تعالی
اکنون ادلهٔ این دعوی از اسفار معتمدهٔ شیعه و سنی باید شنید کلینی اعور که امام الائمه محدثین ایشان است در کافی و ابوالحارث
اعمی مقتدای اسناد این واحد العینین از محمد بن مسلم روایت میکند قال سألت اباجعفر عن الرجل یرید ان یتزوج المرأة أینظر
الیها قال نعم انما یشتریها باغلا الثمن و ایضاً اعور قوم از حضرت ابوعبدالله روایت نموده قال قلت له اینظر الرجل
الی المرأة یرید تزوجها فینظر الی شعرها و محاسنها قال لا باس بذلک اذا لم یکن متلذذاً بلفظه یعنی حضرت امام صادق
فرمود که هیچ باکی نیست روی مخطوبه دیدن و محاسن و موی او را مشاهده کردند وقتیکه تلذذ گیرنده نباشد و اراده تزویج
دارد و ابوالقاسم قمی صاحب شرایع الاسلام استاد امام اعظم امامیه آنچه گفته محصولش در فارسی اینست که جائز است روی
آن دیدن که نکاح او مطلوب باشد اگرچه بدون اذن زن باشد و هم بار بار دیدن روی و کفهای دستها درست
است خواه آن زن ایستاده باشد خواه نشسته خواه ساکن خواه متحرک و همچنین نظر کردن بموی و محاسن او در کتب فقیهه
اهل سنت موجود است و همچنین صحاح سته و شروح آن مملو باین احکام است بعد ازین از احادیث و قول بعضے از علمای
معتبرین هم تصریحے بگوش سامعین خواهد رسید انشاء الله تعالی و از کتب روایات علماء معتبرین مالکیه چنان بوضوح میگراید که
هنوز در دیار مغرب قضاة و مفتیین خطبهٔ نکاح را کی خوانند تا ندانند که مرد زن مخطوبه را بچشم خود دیده و بدو راضی گشته و در
استحسان این کلامے نیست - اینهمه که شنیدی حال آن زن بود که بالغه باشد و دیدنش باعث التفاظ بود و پس طعن و تشنیع
این مرد که خرف یعنی کشمیری نقل بر حضرت خلیفهٔ ثانی در باب روایت ام کلثوم که در آن دوران پنج و شش ساله بود از عجائب خرافات
است و هیچ فحش و سوء ادب را درین باب محلی نیست و لا انسلم که حضرت عمر اجنبی بود و بلی فحش و سوء ادب این است که امری جائز بلکه
مستحسن را مقبوح دانستن و بار اعتراض بران مفتوح کردن و پس از انشاء این تشنیع و تقبیح بر حضرات اهل بیت بلکه پیشوای ایشان از جانب این کافر
نعمت است علیه ما یستحقه و خصلت خبیثه و شیمهٔ قبیحه ساخته هوش باید داد که جائز از اصح الکتب بعد کتاب الله بعضے عنوانی ثابت است که اگر امامیه تمام جزئیه
به هیئات مجموعی فراهم آیند و خواهند که این شناعت را از کتب دین و ایمان خود برآرند باز هم ممکن نیست و باین معنی هیچ
قباحتے شرعاً و عقلاً بخیال کسی از فریقین نباید نمیشود که مخطوبهٔ خود را پنج و شش ساله بود از راه شفقت و کرامت یا بوسد یا

قبل ازین اشارہ رفتہ یکبار نشناختند و برائے تعظیمش برخیزند و بر پیشانی بوسہ دہند تقبیل اطفال و نشانیدن ایشان بکنار
وچسپانیدن اینہا ہمیشہ و مانند آن در ہر زبان بہ اعتبار قواعد اسلامیہ روا است لیکن ہا اگر بمقام استغاثہ و فریاد
کما لا یخفی انتہی بلفظہ تغییر الفاظ اقتباس حضرت مولانا حیدر علی صاحب کی حکمت سمجھے الا جو تقبل تصرف بزا مناسب معلوم ہو
معاف فرمائیگا - افسوس یہ ہے کہ آپکو باوجود پیش بہا ہی کے مسئلہ ضروری پربھی عبور نہیں تا بامور دقیقہ چہ رسد باقی
روایت اسقاط محسن جو آپنے بحوالہ صاحب ملل و نحل ترقیم فرمائی ہے ع مردم اندر حسرت فہم درست شیعی کی روایت
کو سنی پر تھوپنا یہ نتیجہ آپکی ناواقفیت کا ہے اس بارہ میں جو جوابات مولوی رشید الدین خان صاحب مرحوم اور مولوی
حیدر علی صاحب و دیگر علماء متکلمین کیطرف سے صادر ہوئے ہیں اگر ملاحظہ فرماتے تو کبھی ایسا دہوکا نہ کھاتے الا آپ
کیا کریں بمطالعہ القاب ع آنچہ استاد ازل گفت ہمان میگویم - جو آپنے پڑہ لیا وہ لکہ دیا میں ایسے حشویات و مہفوات
سے اعراض کرتا ہون اگر آپکو شک ہو کتب کلامیہ واسطے تسکین کے ملاحظہ فرمالیجیئے رہا باقی جواب توضیح الانوار اور
میزان ذہبی کا آپکو نام کتاب لکہنا اور ترک عبارت کرنا یہ کیسے سکہایا ہے میں جانتا ہون وہی حال اندوختن کتابوں
کا ہوگا آپ عبارت کتب مذکورہ لکہئے تب آپکو جواب باصواب دیا جائے باقی شہادت ام کلثوم در باب فدک جو
بتصریح صاحب مواقف آپنے لکہی یہ بہی دعوی بے دلیل ہے حضرات اہل اجمال سے کام نہیں نکلتا دیکہئے قصور معاف
کتنے مغالطے آپکی بینے نکالے ہیں کہیں شیعی کی روایت کو منسوب بہ سنی کہیں عبارت میں تصرف کہیں عبارت کو ترک
کہیں ایک کتاب کیجگہہ دوسری کتاب کا نام آپ ذراسی دست رنجگی فرماکر عبارت لکہدیتے تو ابہی تسکین خاطر کردیتا
اور یہ یاد رہے کہ جو روایت خلاف عقل و نقل ہو وہ روایت قابل استدلال نہیں ہوتی بلکہ ترک اسکا واجب ہوتا ہے
آپنے اتنا غور نہ کیا کہ ہنگام طلب فدک حضرت ام کلثوم کیونکہ قابل گواہی دینے کی ہوئیں حضرات حسنین علیہما السلام تو
باوجود اکبریت کی بموجب روایت سنی صغیر السن تصور فرمائے جائیں اور حضرت ام کلثوم باوجود صغر سنیت کے اس
وقت میں کبیر السن قابل شہادت قرار پائیں - علاوہ ازین حسب روایات جابرہ علماء شیعہ ولادت حضرت امام
حسن علیہ السلام کی ۳ھ میں اور ولادت حضرت امام حسین علیہ السلام کی ۴ھ میں صحیح ہے پس ۵ھ سے اوائل ۱۱ھ تک ولادت
حضرت زینب کبری و حضرت زینب صغری مکناۃ بام کلثوم و رقیہ و محسن کی ہوئی اور یہ شہادت فدک ۱۱ھ میں واقع
ہوئی پس ۵ھ سے ۱۱ھ تک میں کسی سنہ میں ولادت حضرت ام کلثوم کی فرض کیجائے باعتبار کسی سنہ کے

ان بنتین مذکورہ میں سے ام کلثوم قابل شہادت نہیں ہو سکتیں بالفرض اگر ۵ھ میں جو اول سنہ ہی ثابت ہو
تو بھی ہفت سالگی ناقص سمجھی جاتی ہی اور ایسے وقت میں شہادت باشروط شہادت البعد واعجب او رآپ سے
طعن لا ریاح بھی مجتہد صاحب کی ملاحظہ نہیں فرمائی کہ ان حضرت نے بجاے ام کلثوم ام ایمن کو صحیح تصور فرمایا ہے
اگر باب کلمہ و کلام مفتوح رہا تو عبارت طعن لا ریاح وغیرہ پیش کیجائے گی - الّا جناب نے حدیث اول فرج غصبنا کو
غیر ثابت کتب شیعہ سے لکہا ہی اور مفتریات سنّیان شمار کیا ہی بڑے غضب کی بات ہی کہ باوجود مرتبہ پیشوا ئی
کے آپ اس کو جیسے لیسے ناملیذ نا واقف ہیں دیکھئے روایت شیخ مفید صاحب کو جلد اول الانوار النعمانیہ میں کہ
جو بہاء الدین علی بن عبد الحمید حسینی نجفی سے ہی ایک حدیث طویل مشعر قصہ نکاح حضرت عمر و ارسال جنیہ بصورت حضرت
ام کلثوم کہ جسکے فقرہ میں نتیجہ اسکا یہ ہی - اقول وعلى هذا الحديث اول فرج غصبنا محمول على التقية والاتقاء
من عوام الشيعة كما لا يخفى - انتہی بلفظہ اور کمترین نے اسکو کتاب مجمع البحرین سے کہ جسکو سید احمد حسین عظیم آبادی
شیعی مذہب نے اقوال فریقین جمع کرکے مرتب و مطبوع کیا ہی صفحہ (۱۴۱) کتاب مذکورہ کا ملاحظہ کر لیا جاے کہ اس
کتاب مذکورہ میں اور روایات بھی تائید استدلال کمترین و ابطال اقوال جناب موجود ہیں اس روایت سے وہ دعوے
جناب کا کہ شیخ مفید منکر اس حدیث کی ہیں جاتا رہا دوسرے قاضی نور اللہ شوستری مصائب النواصب میں بعد قصہ
حضرت عباس کے فرماتے ہیں جسکا ترجمہ ازالۃ الغین سے لکہتا ہوں - واصحاب حدیث این روایت را قبول نکردہ اند
لیکن خالی نیست بیان ایشان از ینکہ عباس تزویج نمودہ ام کلثوم را بہ عمر بعد از طول مطالبہ و مدافعہ پس میگوییم کسی را کہ
انکار کرد این حکایت را از فعل عمر آنکہ تزویج عباس ام کلثوم را نہ بود مگر از جہت چیزیکہ روایت کردہ اند از مشائخ ما
چنانچہ حکایت کردیم و این مشاکل روایتے است کہ از صادق علیہ السلام کردہ اند کہ گفتہ اول فرجے است کہ از ما
غصب کردہ اند - اور دوسرے مقام پر پہر قاضی صاحب فرماتے ہیں - چون عمر خواستگاری ام کلثوم نمود علی متفکر
شد و گفت اگر مانع شوم او قصد قتل من خواہد کرد و اگر قصد قتل من کند و ممانعت کنم او را از نفس خود بیرون روم از
اطاعت رسول خدا پس تسلیم انسب درین حال اصلح بود از قتل او و بیرون رفتن از وصیت رسول خدا پس تفویض نمود
امر او را بخدا و دانستہ بود آنچہ عمر غصب کرد از اموال مسلمانان و ارتکاب کرد از انکار حق او و قعود بجاے رسول
خدا اشنع است از اغتصاب این فرج پس تسلیم کرد و صبر نمود تیسرے صاحب نزہہ جواب میں اس لفظ کے تحریر کرنے

ہین - مراد ازین کلام آنست کہ این نکاح اول نکاحی است کہ از خاندان عالیہ بغیر طیب خاطر اولیا بطریق اجبار و
اکراہ بنا بر مصلحت وقت واقع شدہ و بسبب وقوع آن با جبار و اکراہ تعبیر ازان بغصب فرمودہ اند و ہمین معنی ہیچگونہ
شناعتے نیست مع وضوح المرام الاعبرۃ بالالفاظ اعتقاد نکاحیکہ بغیر طیب خاطر باشد اصلا مستلزم زنا نیست پس ایسے واضحات کو
کہ علمای معتبر آپکے کھلم کھلا بفخر و مباہات پکار رہے ہین کہ جو کچھ ہو غصب ہو یا معاذ اللہ زنا ہو (دریمعنی ہیچگونہ شناعتے نیست) آپ اس واقعہ
کو بکلمات شناعت و تفضیح آلودہ کرتے ہین - مقام عبرت ہے کہ خاندان رسول کی کسطرح ہتک حرمتی کیجاتی ہے آپ انصاف کی
نظر سے دیکھین ایسی کو محبت اہل بیت کہتے ہین اسکی جرح و قدح مین اگر کچھ لکھون تو علماء جناب کی شان مین
کلمات سخیف تحریر ہون اسواسطے اس سے اعراض کرتا ہون اور جناب کے انصاف پر محول کرتا ہون مصرعہ
بس اک نگاہ پہ ٹہیرا ہے فیصلہ دل کا - بنظر نیازمندی عرض کرتا ہون کہ آپ ہی دیکھئے سمجھیے ایسی بات نہ منہ سے نکال یا
کیجئے کہ حدیث غصب کے مفتریات سمجھے - قاضی صاحب و کشمیری صاحب دونون جیسے کہ اپنے مذہب مین سخت ہین
آپ پر روشن ہے ایسے ناواقف محض تھے کہ اتنی بڑی تہمت کو کہ جس سے جناب اپنے کو بچاتے ہین اور سنیون کے سر تھوپتے
ہین وہ دونون صاحب ایسی تہمت کی کچھ ہی حقیقت نہین سمجھتے اور فقرہ (ہیچگونہ شناعتے نیست) کہکر کیا غیر تدارکیو
کام فرماتے ہین جناب کو صاحب آیقاب نے دہوکہ مین ڈالدیا ورنہ کبھی آپ ایسا دعوی بلند نہ فرماتے خیر مجبوری ہے
آیندہ لحاظ رکہئے گا - اب کمترین کو معنی اول فرج غصبت منا کے لکھنی کی کہ جو جناب بہ تقلید صاحب آیقاب لکھتے ہین
ضرورت نہین ہے کہ خود صاحب تحفہ نے معنی اسکے فرما دئے (مراد ازین کلام آنست کہ این نکاح اول نکاحیست کہ از
خاندان عالیہ بغیر طیب خاطر اولیای بطریق اجبار و اکراہ بنا بر مصلحت وقت واقع شدہ) اگر فرج خاص اہل بیت پر
اس لفظ کا اطلاق ہوتا تو لفظ از خاندان عالیہ کا ملا کشمیری صاحب نہ استعمال فرماتے مثل صاحب آیقاب کے کو دن تہے
کہ ہذیانات بکنے لگتے آپنے عبث بہ تقلید صاحب آیقاب قاعدہ نحو جاری فرمایا اور اپنے زعم مین خصوصیت فرج اہل بیت
کو ثابا اپلہ فریبی تو کہہ نہین سکتا کہ منافقین اور اہل مکیدت کا شعار ہے بجز نقل محض کے کہ بموجب مثل مشہور نقل را چہ عقل
آپنے سادگی کو کار فرما کر محض نقل کر دیا اور انجام نہ سمجھے کہ اہل تحقیق کیا کہین گے وہ پرکار تہا آپکو بچا گیا آپ بیچارے
سادہ پن سے اس دعوی کو نقل کر کے پہنس گئے خیر آپ بنظر امعان مطالعہ فرما لیجئے اور صرف ذوق سلیم کہئے کہ تعلق
منا بہ غصب اور تعلق منا بہ فروج مین کیا فرق ہے مناسب تہا کہ کوئی ما بہ الامتیاز منجملہ قواعد نحو یا بلاغت اگر ساتھ اس دعوے

کے درج فرمایا ہوتا جس سے خصوصیت یا عمومیت معلوم ہوتی تو ایک بات تہی کہ ہم بہی جان لیتے بلکہ مان لیتے اور یون دعوی کرنا اور ظاہر ثبوت و وجوہ مفقود ہین بلکہ مکرر اس دعوی کو ملبس اور مشتبہ بہ ثبوت کرنا یہ کب قابل تسلیم اہل تنقید و تحقیق ہو سکتا ہی چونکہ خود آپ منزل الاذعان والتصدیق اس دعوی مین تہے لہذا گہبرا کر آخر فرما ہی دیا اور متنزل ہو گئے کہ (وان تنبت فالمراد منها الربیبۃ) الی آخرہا پس درصورت تنزل خصوص مطالعہ عبارت صاحب نزہ کہ شرح مناقب خاندان عالیہ کرتا ہی اب زیادہ کونسی صورت خصوصیت کی دکہائی جائے اور وہم اور سفسطہ آپکے دشمنون سے مٹا یا جائے عوض خاموش ہو جائے اور ان فرع و فضل مین زیادہ غور نہ کیجئے۔ اگر درخانہ کس است حرفے بس است ع بیش ازین گفتن مرا دستور نیست۔ باقی جواب شرف دامادی خلیفہ ثانی کا مختصراً یہہ ہی کہ یہ وہ دامادی تہی کہ جسکے مادر مکرمہ کے نکاح مین فرشتون نے اور خدا نے مباہات کیا ہی جسکے مہر مین خدا نے ساری دنیا عنایت فرمائی ہی جسکے فضائل کتب مین مملو اور مشحون ہین کیا حضرت عقیل برادر حقیقی حضرت علی کے نہ تہے نسب مین تو ہمقرین رسول مقبول مثل حضرت امیر کے تہے کیون جناب امیر کا سا شرف حضرت عقیل کو حاصل نہوا۔ جناب من وہ لخت جگر رسول ہین کہ جو فخر انبیاء و رسل تہے ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کیا جناب کو نہین معلوم کہ جسوقت سیدۃ نساء العالمین نے معاذ اللہ بقول ملا مجلسی حق الیقین مین جناب امیر کو یہ کلمات فرمائے کہ (مانند جنین رحم پردہ نشین شدہ و مثل خائنان درخانہ گریختہ) الی آخرہا قال خود را ذلیل کردی روزیکہ دست از سطوت خود برداشتی گرگان میدرند و تو از جاے خود حرکت نمیکنی) اسکے جواب مین جناب امیر بزبان ملاے مذکور فرماتے ہین (ای دختر برگزیدۂ عالمیان و اے یا قیما ندۂ ذریت پیغمبری) آپ ہی ان کلمات کا موازنہ کر لیجیے کہ زین تو بہ جنبشے ادبی۔ کے کچہہ عرض نہین کر سکتا خلیفۂ ثانی رضی اللہ تعالی عنہ اس دامادی کا فخر کیونکر کرین کہ اس دامادی مین رسول و بتول و علی و حسنین علیہم الصلواۃ والسلام پنجتن شامل ہین۔ علاوہ اس کے عبارت حدیث کتاب اسد الغابہ سے شرف اس دامادی کا خود بزبان حضرت خلیفۂ ثانی ثابت ہی بعد اس کے کلمات زشت اور نا ملایم کا جواب کہ العیاذ باللہ سے تا ابتاع الظن آپنے تحریر کئے ہین مطابق شرط لا سبق کے دے نہین سکتا۔ باقی تعریض عدم طیب ولادت اوپر خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے جو آپنے تحریر فرمائے اسکے جواب مین صاحب تفسیر مظہر العجائب نے جو کچہہ لکہا ہی ملاحظہ کر لیا جائے افسوس صد ہزار افسوس کہ آپ ایسی پوچ اور لچر باتین

لکھکر خواہ مخواہ مذہب شیعہ کی مٹی خراب کرتے ہین۔ آپ اوپر ولادت حضرت صاحب الامر والزمان کہے کہ جنکے
جلو مین تمامی ائمہ سابقین بلکہ رسول رب العالمین تک تشریف لاوینگے اور سب سے پہلے آنحضرت صلعم بیعت کرینگے
بلکہ آنکے پیش دست بنینگے نظر نہین ڈالتے کہ جس سے تمامی مذہب شیعہ درہم اور برہم ہوجاتا ہے۔ اُن جناب مستطاب
کی ولادت نعوذ باللہ اگر اصول شرع سے دیکھی جائے جیسا کہ حضرات شیعہ لکھتے ہین جانتا ہون کہ کوئی ناصبی اور
خارجی بلکہ غیر مسلم بھی ایسی ولادت کو گوارا نہ کریگا ملا مجلسی نے جو حق الیقین اور رسالہ رجعیہ مین لکھا ہے خلاصہ اسکا
رسالہ تموز نیمروز سے عرض کرتا ہون اگرچہ اوسمین کلمات کسیقدر رقیق تحریر ہین الا بہ سبب عدم جواز تصرف و
تحریف فی النقل اصل عبارت کی تغیر سے مجبور رہون بلفظہ لکھتا ہون (اور حضرات شیعہ کہتے ہین باپیا اُن کے
حسن ثانی اور ماں نرگس نصرانی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خواب مین نکاح باندھنے کو آئے دھوکا پڑ گیا
یہ بھی خیال نہ آیا پوچھین کہ نرگس قیصری کا دین کیا ہے وہ بیچاری تو مشرکہ تھین اور حضرت عیسیٰ اور مریم کے اپنے والے
حضرت نے خواب نرگس نے خواب مین نہ ذات سے سوال کیا نہ صفات سے حساب لیا اور آنکی جانب داروں کو شاید
غنیمت ہوگیا کہ یہ پیوند تو خوب لگا ولیکن سبحان اللہ جناب فاطمہ زہرا کی ہوشیاری پر قربان جائے کہ یہ بھید
اونپر آشکارا ہوا کیونکہ وہ بعد حضرت کے مہبط مصحف ہوئین اُن پر گئی جو گتی قرآن مجید سے بعد حضرت کی کتاب آتری
وہ کیونکر موشگافی نہ فرماتین صاف صاف دوسرے خواب نرگسی مین بولین اے نرگس چپ سے مجھ مین خوشبو
کہان ابھی تو بو سے شرک آتی ہے میرا پیروتا عسکری دیکھنے کو تیرے کیونکر آئیے مگر جب تیرا شرک و کفر جائے وہ تو
اُن ماہ لقا کی شیدا تھین ناچار کلمہ اسلام پڑھا مثل مشہور ہے مرتا کیا نہین کرتا۔ یہان محبوبہ خیال نکرنا کہ حضرت رسول خدا
کو صرف یہی دھوکا پڑا اور جناب فاطمہ زہرا نے تدارک فرمایا گر وہ گھنڈال سب کے جو مجلسی ہین اور اماموں کی نکاح مین
بھی ایسا ہی حال حضرت کے دھوکا اور اُسکے مٹانے کا حضرت فاطمہ زہرا سے نقل فرماتے ہین کچھ نئی بات نہین
ہے۔ الغرض اُسی نکاح پر جو شرک کی حالت مین واقع ہوا تھا شکر خواب مین زفاف ہوا اور امام نرگسی پیدا ہوئی)
انتہی کیون جناب ایسے ہی شخص کو محب آل عبا کہتے ہین اسی کو شیعہ علی کہتے ہین اسیکو راکب سفینۂ اہل بیت کہتے
ہین اب وہ عبارت افتراق سراپا غلظت نفاق کہ۔ کجا گوہر صدف عصمت طہارت کجا خزف کوی کفر وضلالت
الخ کم تنگ بندی ہے بالکل بیکار گئی اور دس سطر کے قریب ناحق صفحہ سادہ و سیاہ ہوا ان حضرات کے ہاتھ

سے جو نہو وہ کم ہی ہے بدنام کنندہ نکونامے چند - باقی جواب انکار علماء شیعہ کا اس نکاح سے اوراق سابقہ
مین عرض کرچکا ہون اور اگر اشتیاق اور سننے کا باقی ہو تو کتاب سیف صارم سے جو بعد ملاحظہ مجتہد صاحب ۱۲۶۷ء
مین مطبع جعفری مین طبع ہوئی ہی ثابت ہونا نکاح کا عرض کرتا ہون دیکھئے اور تصدیق بالقلب و اقرار باللسان کیجیے
اور مین بعد تعصب اور نفسانیت کو دخل نہ دیجیے و ہو ہذا بلفظہ تو اب کالشمس فی وسط النہار ظاہر و ہویدا ہی کہ
ایسے صغیر سن معصومہ کا نکاح ایسے شخص مظہر الاسلام اور مظہر اور مقر کلام مرقومہ سے قربت و صلت کا بھی مفید نہین
صرف بنظر ظہور اعتبار شیخ فانی تہا اور اذیت رسانی اور مضطر کرنا اور بظاہر تہتک حیثیت تہا نفس رسول کو اور اظہار تمام
حجت اور ثبوت غلبۂ غالب کل غالب تہا نفس پر کہ اگرچہ درحقیقت قربت معصومہ طاہرہ یعنی وقوع اتصال و مواصلت
بسبب کہ ظاہر مین غایت مناکحت ہی بموجب اقرار شیخ فانی اور نیز بسبب صغیرہ ہونے معصومہ کے ممتنع الوجود یقینی تہا اور
باعتبار ظاہر کے بھی اور باعتبار باطن کے از روی علم باطنی کے بھی حضرت ولی پر ہویدا تہا اور مظہر اسلام بظاہر اسلام
مقر رسالت و شرایع رسول انام سے قطع نظر ایسے کے بھی مناکحت ممنوع شرعی نہین تہی لیکن باعتبار ظاہر حال بنظر خواص عوام
البتہ کمال انتہاک حرمت ولی خدا ظاہر کرا ایک ستمگر بیٹی ایسی صغیرہ کا با وصف دامادی اور ابن عمی رسول اور
ملقب ہونے ساتھ نفس رسول کے اور خیبر گیر اور غالب کل غالب ہونیکے اور مخاطب بہ لافتی الا علی لا سیف الا
ذوالفقار ہونیکے ایک شیخ فانی سے نکاح کرنا اور باوجود در پیشی استمرار اختلال و تکرار کے ایسے سید عرب و عجم امیر المومنین
کہ اس لقب کے خود صدیق اور فاروق و صدیقہ تو اسوقت تک گواہ ہین لوگونکی نظر مین ایک شیخ مسلم ظاہری سے
مغلوب دکھلائی دین اور مجبور دکھلا دین حتی کہ بیٹی حوالہ کردین کہ نفس سرکش ہر گز بشر کا با وصف ظہور علت اباحت شرعی
کے اس تہتک کو نہین گوارا کرسکتا سوای انبیاء اور اوصیا کے کہ با وصف عطاء قوت و معجزہ صبر و تحمل بھی ایسا ہی
انکو عطا ہی کہ یہ استعداد اور حوصلہ کسی اور بشر کو نہین حاصل کہ نفس پر اتنا غالب ہوسکے کہ انتہاے مرتبہ اور غایت کمال
ہی غالب کل غالب ہونیکا - اس مقام پر جو تحریر صاحب آیات بینات نے لکہی ہی قابل ملاحظہ ہی انصاف کی نظر سے
دیکھئے گا - اے مسلمانو کہان ہو کس نیند مین سوئے ہو ذرا ہوش مین آؤ اور اوٹھکر بیٹھو اس بچہ نادان مولف
سیف صارم اور اسکے پیران نابالغ یعنی مجتہدین علماء کی عقل و حیا پہ نوحہ کرو انکی ایمان و انصاف کے جانی پر مرثیہ پڑہو انکی
حال زار پر رحم کرو دیکھو کیسی عقل و حیا انکی جاتی رہی ہی کہ عیب کو ہنر کرکے دکہلاتے ہین اور پردہ مین محبت اہل بیت

کی انکی شان مین کیا کچھہ بکتے ہین جنکے سُننے سے بدن پر رعشہ عبس پر خیال کرنے سے دلکو لرزہ ہوتا ہی خیال کرو کہ ننہ غیرتی
کو اُن حضرات عالی درجات پر جنکی شان مین آیہ تطہیر نازل ہوئی جنکی عصمت و عفت پر پاکی نے قسم کھائی انکی نسبت
کیا کیا کہتے ہین لے بہائیو صبر اسی کا نام ہی کہ ایک منافق بیٹی کو غصب کرے اور بجبر و اکراہ نکاح ناجائز کرا لے اور
حضرات علیہم السلام بیٹھے بیٹھے دیکھا کرین اور سوائے سکوت کی زبان سے ہی کچھہ نہ فرمائین اور با وصف عطائے قوت
معجزہ و کرامات کے صبر و تحمل کو کام فرماوین خدا کی قسم ہی کہ مین تعصب کو دخل نہین دیتا اپنے مذہب پر خیال نہین کرتا
بلکہ صرف عقل و حیا سے پوچھتا ہون کہ جسکا نام حضرات شیعہ نے صبر رکھا ہی اور جس حالت کو صبر و تحمل سے تعبیر فرمایا ہی
حقیقت مین وہ صبر و تحمل ہی یا اوسکی اور کچھہ حقیقت ہی میری سمجھہ مین تو یہی آتا ہی کہ اونھون نے وقاحت اور بیعزتی
کا نام صبر و تحمل رکھا ہی اور محبت کی حیلہ سے اہل بیت اطہار کو ذلیل کیا ہی نعوذ باللہ یہ کیا خرافات ہی جو شیعہ لکہتے ہین
ابہی کسی ادنی آدمی عامی کے گہر جاکر کوئی شخص گو کہ وہ شجاعت مین بینظیر اور قوت مین لاثانی اور مال و دولت مین
لاجواب ہو اُسکی بیٹی سے بجبر و اکراہ نکاح کرنے کا قصد کرے پہر تماشہ دیکھئے کہ وہ عامی چُپ چاپ رہتا ہی یا اپنی جان عزت
پر قربان کرتا ہی معلوم نہین کہ حضرات شیعہ نے امیر المومنین یعسوب الدین صاحب ذوالفقار جد ائمہ اطہار کی غیرت و حمیت
اور شجاعت کو ایک دنی آدمی کے برابر بہی خیال نہین کیا اور وقاحت کو بنام صبر و تحمل کے قرار دیا ہی اور طرفہ ماجرا
یہ ہی کہ ایسی وقاحت کی باتین انکی طرف منسوب کرنا چاہتے ہین اور ایسے الزام انکو دئے جاتے ہین اور پہر بہی اونکو
غالب کل غالب مطلوب کل طالب امیر البررہ قاتل الکفرۃ الفجرہ سید الابرار مخاطب بہ لافتیٰ الا علی لا سیف الا
ذوالفقار کہتے جاتے ہین نہ خدا سے شرماتے ہین نہ رسول خدا کا لحاظ کرتے ہین حقیقت مین دین و ایمان کو حضرات شیعہ
نے بگاڑا اور شریعت محمدی کو اونھون نے درہم و برہم کیا اور شیطان کا نام بدنام ہوا یہ باتین شیطان کے دادا کو
بہی نہ سوجہی ہونگی جو ان حضرات کو سوجہی ہین ؎ کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقان + مصلحت را تہمتی بر آہوی چین بستہ اند
انتہی - اب آپ انصاف کی نظر سے دیکہین اور مذہب کی طرفداری نہ فرمائین اس عبارت سیف صارم سے نکاح ہونیکا
اقرار پایا جاتا ہی یا انکار اور کیا غضب کی بات ہی کہ علماء جناب کے حضرت خلیفہ ثانی کو ساتھ الفاظ (مظہر الاسلام نظام
مقرر رسالت و شرائع رسول انام و اہل بیت کرام کا ہی لکہین میری سمجھہ مین نہین آتا کہ جناب مجتہدین نے شریعت سول انام
کو یہان متی کا تماشہ بنایا ہی کہ کبہی درخت بناکر دکھلا دیا اور کبہی گٹھلی کبہی تو علماء جناب کے اسلام خلفا کا قبل ارتحال

حضرت رسول فرماتے ہین جیسا کہ عنوان مین اس رسالہ کے عبارت صاحب استقصار سے کہ جسکے علما ذوفضل کے جناب
مقر ہین عرض کر چکا ہون واسطے نشاط جناب کے مکرر عرض کرتا ہون۔ آیہ امامت نواصب و خوارج راہی جناب خلیفہ
بالتحقیق حضرت عتیق مسلم و در ارتداد شان حرفی نیست لیکن سنداین امامت را بعد ارتحال جناب رسالت مآب بنت اُو
و در زمان نکاح اسما جامہ اسلام را از بر کشیدہ و در عداوت اہل بیت نبوی بر ملا نکوشیدہ و تلخی ازرگہ خصومت لداد
علانیہ دران زمان نگردیدہ۔ اور مقدمہ نکاح حضرت ام کلثوم مین کہ جو بعد ارتحال رسول کے واقع ہوا تب ہی مظہر الاسلام
ابطاہر مقر رسالت شرایع رسول انام۔ جانتی ہین ؎ سمجھہ ہی مین نہین آتی ہے کوئی بات ذوق اوس کی۔
کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے۔ وُورکیون جا ئے جناب ہی اپنے رسالہ مین خود تحریر فرماتے ہین۔ کہ
جسمین اولاد رسول کی تذلیل اور اذیت مباح سمجھی جاتی تہی اور ذریت رسول کی حق تلفی ہوتی تہی دروازہ گرایا جاتا
تہا خانہ اہل بیت رسول پر نکالا جاتا تہا کتاب خدا جلائی جاتی تہی۔ واسطے خدا کے آپ اپنی تحریر کو دیکھین کہ جو شخص اولاد
رسول کو ذلیل کرے اور جو شخص اولاد رسول کی حق تلفی کرے اور جو شخص دروازہ حضرت سیدہ پر گرادے اور جو شخص کتاب
خدا کی جلاوے وہ شخص بیٹی حضرت امیر المومنین کی بیاہ لے اور حضرت امیر ایسے شخص کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کر دین حیرت ہو
بجو شی خواہ بجبر کما مر ذکرہ بخدا ان تحریرات کی دیکھنے سے طبیعت ہاتھ سے جاتی ہے اور یہ دلمین آتا ہے کہ علما حضرات شیعہ
کی نسبت کچھہ لکھون تا کہ جناب کے دل پر چوٹ لگے بفحوای شعر مشہور ؎ جراحات السنان لھا التیام + ولا یلتام ما جرح اللسان
الا اس شرط سے مجبور رہون کچھہ لکھہ نہین سکتا ؎ منشی قلم کو روک ادب کا ہے یہ مقام + آگے نہین تو نیک ہے بس ہی کا افشار راز ہے
باقی جواب نمبر ابن بکار کا جیسا کہ آپ تحریر فرماتے ہین۔ اور کافی مین بہی روایت متضمن نکاح بروایت زبیر بکار معہ تضعیف
روایت منقول ہے الی اخرما قلتم چنانچہ اسی تضعیف کا اشارہ جناب مرزا محمد صاحب نے شاید نہم اثنا عشریہ مین کیا ہو جس کو
مخاطب کہتا ہی مین نہ مانونگا نہم وقت تحریر موجود نہ تہا جو دیکھا جاتا۔ یہ تحریر جناب کی دلیل اوپر عدم تصفح کتب کے ہے اول
یہ حدیث کافی کلینی مین جسکو حضرات شیعہ اصح الکتب لکھتی ہین انہین الفاظ سے حضرت امام صادق سے مروی ہے اور دلیل
صحت کلینی پر تحریر مجتہد دلدار علی صاحب کہ جسکو صوارم یا حسام مین لکھا ہے عرض کرتا ہون در کتاب کلینی کہ در مذہب امامیہ
بہتر و معتمد از ان کتاب نیست و اگر مذہب اثنا عشری حق است آن کتاب حق است انتہی بلفظہ اور مواعظ حسنیہ مین سا تہہ
ان الفاظ کے فرماتے ہین۔ کتاب کافی کہ مذہب شیعہ کتابے معتمد تر از ان نیست۔ تو ایسی کتاب کی روایت کو کون شیعہ

نہ مانیگا دوسرے قاضی صاحب نے مصائب النواصب مین اس حدیث کو چند جگہ جہان بحث فاروق اور ام کلثوم کی ہی لکہا ہی ترجمہ اُسکا ازالۃ الغین سے عرض کرتا ہون۔ اما خامسًا بواسطہ آنکہ قول امام صادق علیہ السلام کہ این اول فرجیست کہ غصب کردہ شد از ما مستلزم وقوع زنا نیست۔ اور پہر اسی بحث مین صاحب قول استغاثہ کو نقل کرکے اسطرح فرماتے ہین۔ خبر دادہ اند ما را جماعتی از مشائخ ثقات ما از ایشان جعفر ابن محمد ابن ملک کوفی است از احمد بن فضل از محمد بن ابی عمیر از عبد اللہ ابن سنان گفت سوال کردم جعفر ابن محمد صادق را علیہ السلام از تزویج عمر از ام کلثوم پس گفت این اول فرجیست کہ غصب کردہ شد از ما۔ اور جہان جناب امیر علیہ السلام کے صبر اور تحمل کا ذکر ہی اُس جگہ فرماتے ہین چون عمر خواستگاری ام کلثوم نمود الی آخرہ کما مرّ ذکرہ تیسرے خود مجتہد صاحب مواعظ حسنیہ مین فرماتے ہین در باب عقد حضرت ام کلثوم اختلاف شدہ صاحب اعلام الوری گفتہ کہ ام کلثوم پس او را خلیفہ ثانی در عقد خود آورد و اصحاب ما ذکر کردہ اند کہ این نکاح واقع شدہ است مگر بعد مدافعت بسیار و امتناع شدید تا این کہ حضرت امیر ملجا شدند و ام حضرت کلثوم را تفویض کردند بعم خود حضرت عباس ام کلثوم را بہ خلیفہ ثانی تزویج نمودند انتہی بلفظہ چوتہے مولانا حیدر علی صاحب معارضہ مین صاحب تزہر کے ازالۃ الغین مین لکہتے ہین تضعیف این روایت از عجائب توہمات است زیرا کہ این حدیث از حضرت امام صادق المصدوق رضی اللہ عنہ خود در کتاب کافی کلینی کہ اصح الکتاب شان است مروی است و ہم در اسفار معتبرہ دیگر از تصانیف مجلسی و سبزواری و ماخذ ایشان بطرق متکثرہ محکی و علمای امامیہ مضمون آنرا در وصایای الٰہی و حضرت رسالت پناہی کہ بہ جناب امیر القا فرمودہ بودند در مقام اعتذار از جناب شان آوردہ گفتہ اند کہ از این جہت امیر المومنین بر غصب فلان سکوت ورزیدند و گردن مخالفت خلیفہ ثانی و قتل و قتال او دیگر دیدند و ہتک ناموس قبول نمودند پس چنین احادیث محمول بر جہل یا تجاہل خواہد بود تا عوام بدانند کہ این الفاظ در طرق امامیہ بدرجہ صحت و ثبوت نرسیدہ و اہل سنت کہ انتساب آن مصدر تہمت و افترا میشوند نعوذ باللہ من ذلک اس عبارت ازالۃ الغین سے تصدیق عبارت قاضی صاحب و صاحب کافی کلینی و شیخ مفید وغیرہ کی ہوتی ہی اور وصیت نامہ کو جو قریب وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جبرئیل امین ساتہہ فرشتگان رب العالمین رسول مقبول کو لائے تہے حیات القلوب ملا محمد باقر مجلسی کی موجود ہی بسبب طوالت کی نہین لکہتا مختصر بعد عہد و پیمان حضرت امیر و سیدہ و ائمین علیہم الصلوٰۃ والسلام تو صاحب لکہتے ہین کہ شنیدم یعنی جناب امیر از جبرئیل کہ میگفت یا رسول خدا کہ یا محمد اعلام کن او را کہ ہتک حرمت تو

خواہند کرد۔ بعد تھوڑے فاصلہ کے فرماتے ہین۔ پس حضرت امیر المومنین فرمود کہ چون این کلمہ را شنیدم از حضرت
جبرئیل امین بیہوش شدم و بر روی افتادم و گفتم کہ بلے قبول کردم و راضی شدم ہر چند ہتک حرمت من کنند۔ بعد
اسکے حضرت امام موسی رضا علیہ السلام کی زبان سے ملا صاحب لکھتے ہین حضرت فرمود بیلے والدم جمیع انچہ کردند کہ
دران نوشتہ بود اب آپ زبیر بن بکّار کی روایت کو کہ ناصبی تھا یا خارجی یا شیعی مت مانئیے اقوال قاضی صاحب اور
ملّا صاحب اور مجتہد صاحب کہ شیعہ حیدر کرار ہین اور ارشاد جناب معصوم کا جو ساتھ قسم شرعی کے ہے قبول فرمائیے مجکو
معلوم ہوتا ہے کہ جناب کو تحریر مباحثہ کا کبھی اتفاق نہین ہوا مشق اول ہے جیسا کہ عنوان تحریر مین آپ (ہر چند کہ خفیف
را چندین لیاقت درین فن حاصل نیست بلکہ در جمیع فنون قصیر الباع است) فرماتے ہین ہمنے ہمکو کسر نفس کا سمجھا ہوا
تھا اس بیان سے جناب کے معلوم ہوا کہ واقعی جناب کو اس فن مین مہارت اور واقفیت نہین ہے اگر کتاب لب لقاب
حضور کے پاس نہوتی تو آپ اسقدر بھی نہ لکھتے کسواسطے کہ جہان لب لقاب کی عبارت سے زیادہ کچھ تمین جناب نے لکھی
ہین ہین انکو بہت بڑا دھوکا ہو گیا ہے اور تحریر مین جناب کے تشنگی ہو گئی ہے آپ ایک ہی حدیث غصب پر مضطر
ہو گئے بے مبالغہ عرض کرتا ہون صدہا اور ہزارہا روایتین اور حدیثین اس سے زیادہ اشنع و افظع کتب حضرات شیعہ
مین موجود ہین سہ نالے دو چار سناؤن تمہین لے ہیلیے + نہ سنے ہون کبھی تم نے لبنے سی ایسے۔ ذرا ایک
روایت بطور نمونہ کے عرض کرتا ہون معاذ اللہ حضرت عباس عم خیر الناس صلوۃ اللہ علیہ وسلامہ کی حقمین عدم طیب
ولادت کی روایت زبان امام حاشا عن جنابہ ملا مجلسی حیات القلوب مین فرماتے ہین کہ ابو جعفر طوسی بسند معتبر
روایت کردہ از امام صادق ع کہ نفیلہ مادر عباس کنیز مادر زبیر و ابو طالب و عبد اللہ ابنای عبد المطلب بود و عبد المطلب
با او مقاربت کرد کہ عباس از ان بہم رسید زبیر با عبد المطلب دعوی کرد و بہ پرخاش برآمد کہ این کنیز از مادر بما میراث
رسیدہ است تو بے رخصت او با او مقاربت کردی و این فرزند کہ بہم رسید یعنی عباس بندۂ ماست پس عبد المطلب
اکابر قریش را بشفاعت نزد وے فرستاد کہ تا آنکہ زبیر راضی شد کہ دست از عباس بردارد و بشرطیکہ نامہ نوشتہ شود
کہ عباس و فرزندانش در مجلسی کہ ما و فرزندان ما نشستہ باشند ننشیند و در ہیچ امرے با ما شریک نشود و حصہ نبرد پس
باین مضمون نامہ نوشتہ شد و اکابر قریش مہر کردند و این نامہ نزد ائمہ علیہم السلام بود و باقی روایات نگار و بندی انگشتری
و درانگشتی و تکلکوبی و محسن کشتی کی انکی کتب معتبرہ مذہبی مین ایسے مشہور اور معروف ہین کہ خود جناب نے بھی بعض کا

اعتراف کیا ہی۔ کیا غصب کی روایت سے یہ روایتیں آپکی نزدیک درجہ اور رتبہ مین کم ہین۔ کیا ان غلط اور بی اصل
روایتیون سے ہتک حرمت خاندان رسول کی آپکے نزدیک نہین ہوتی ہی زیادہ کہان تک عرض کرون کہ ادب
مانع ہی ورنہ بقول مرزا غالب مرحوم سہ پہ ہو گمین شکوے یون آگ سے جیسے باجا + اک ذرا چھیڑئے پھر دیکھئے کیا ہوتا ہی۔
باقی جواب مواعظ حسنیہ کا جو جناب کے نزدیک بہت شگرف او متین ہی یہ اعتراض کہ جو سابق عرض کر چکا ہون ایسا نہین
کہ جناب اسکو دفع کرین ہر ملحد او زندیق اس قسم کا جواب بہ نسبت اپنے اکابر کے دیسکتا ہی اپنے گھر مین ایک شخص کا
نام سلطان ہفت اقلیم اور نواب ہفت کشور رکھہ سکتا ہی اس کہنے سی کیا ہوتا ہی جبتک مقبول خلایق نہو وہ قابل اعتبار
نہین ہو سکتا جب بقول مجتہد صاحب جناب امیر کے سب اقوال و افعال نص الہی تھے اور ہر دم آپکو ہر بات کا اختیار
تھا توکیون نہین وقت احراق بیت فاطمی یا گلو بندی یا محسن کشی کو ایک معجزہ مثل جنبیہ نجران کے ظاہر کیا کہ یہ سب صدمات
اسیر ہوتے یا یہ سبب تھا کہ حضرت سیدہ بیٹی رسول کی تھین اور حضرت ام کلثوم بیٹی اپنی بقول کسی شاعر کے مصرع
رشتہ دیگر رگ جگر دگر است — لایق اس مقام کے ایک مقولہ مولوی حیدر علی صاحب کا یاد آیا عرض کرتا ہون۔ اگر این
قطب امامیہ در سانحہ سقط شدن محسن و زدن تازیانہ بر جناب سیدہ معاذ اللہ نیز این قسم حکایات را از زبان خویش یا
قدماے خود بر می آورد و میگفت کہ ہرگز جناب سیدہ لگدکوب نشدہ بودند و این صدمہا بران جنبیہ رسیدہ و این ہمہ اعجاز
مرتضوی بود کہ یکی از جنبیہ بصورت فاطمی متمثل گردیدہ ہرگز ندمے کہ رسید باو رسید در روز سوختن خانہ ہم طلسمے از خم غدیر
برآوردہ بودند کہ در نگاہ ناظرین حرق بیت نمودار می شد و در نفس الامر آسیبے نرسید طوق ولایت و اعتقاد قطبیت او
را بگردن خود می انداختم و بیقین میدانستم کہ این شخص از زمرہ حضرات رفضہ بولاے اہل بیت مصطفوی منتفی است کہ
این فواحش والواث را بسوی اہل بیت و سلالۂ ایشان یعنی جناب امیر کہ بر اصول شیعہ نہ عصمت آنجناب باقی میماند و نہ
عدالت بلکہ حرفے در دین و ایمان میرود باز میگرداند و این حضرات را از این امور ناشایستہ پاک و پاکیزہ اعتقاد می نماید پس
نقصانی کہ در ولایت و قطبیت این قطب الاقطاب است ہمین است کہ دم ندارد چنانچہ گفتہ اند کہ چون زن رام معبود
ہندوان را یکے از عشاق ربود و قوم او بدیدنش آمدند و فریفتہ جمال او شدند صاحب دلی گفت کہ در حسن و جمالش سخنی نیست
مگر افسوس کہ دم ندارد اگر بالفرض بقول مجتہد صاحب آپکو مانا ہی جاے کہ ہر فعلیکہ از معصوم صادر شود آنرا ناشی از حق
سبحانہ باید دانست۔ توسنیون بیچارون نے کیا قصور کیا ہی جو اپنے خلفاء راشدین کے فعل کو منصوص من اللہ اور

ناشی از حق سبحانہ تعالی نہ سمجھیں کہ جنکی شان میں خطاب مستطاب یون وارد ہی اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم پس بقول حضرات شیعہ رسن بندی و محسن کشی و درانگی و غصب خلافت وغیرہ یہ سب ناشی از حق سبحانہ تعالی باید دانست باقی رہا مفہوم معصوم وہ آپکی کتابون سے مفقود ہی کما لا یخفی علی من تتبع اسفارکم تو آپکے علماء جسقدر ذلیل و ناشایستہ باتین اپنی کتابون مین لکھتے ہین اور منسوب طرف ائمہ معصومین کی کرتے ہین وہ سب باتین منصوص الہی ہوجاتی ہین بالفرض پیشینہ تا اگر وہ باتین منصوص الہی ہی ہین وہ سب آپکی واسطے منصوص ہونگی یا دوسرے لوگون کیواسطے علاوہ اسکے خلاف شرط وصیت نامہ کی ہوتا ہی اسمین تو یہ شرط مندرج ہی کہ تیسکے حرمت تیری کرین کرنے دینا اور دم نہ مارنا بلکہ رسول مقبول نے اس بارہ مین وعدہ واثق جناب امیر سے لیا تہا تک کہ فرشتون کو گواہ گردانا اب زمانہ کہ جلیہ کی کھینچے مین تو بہتک حرمت موعودہ موثوقہ نہ ہوئی پس یہ فعل خلاف حکم خدا و رسول واقع ہوا ہے آزاد از سواد سخن سرسری مرو + صد بار اگر نگہ زدہ باز کن نگاہ - اور ایسے بیان مین قصہ حضرت لوط علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دختران کا ساتھ فرض محال کی مثال مین حضرت ام کلثوم کے تحریر کرنا آپکی دانش سے بعید ہی جواب فرض محال کا خود مجتہد صاحب اور انکی اسلاف کی تحریر سے دے چکا باقی جواب حضرت لوط کی بیٹیون کا مختصر یہ ہی کہ انکی بیٹیون کو معاذ اللہ کسینے غصب کیا تہا یا کوئی چہین لے گیا تہا یا کسی نے زبردستی نکاح کر لیا یا کرا دیا تہا یا انکے نکاح کرنیوالے کی حقیقین کلہ و کالت فضولی کا بیان کیا گیا تہا حضرت لوط کی شریعت مین تو نکاح ساتھو کافر کے جائز تہا بعد آیہ تحریم کے حضرت کی شریعت مین مخالفت کلی ہو گئی اور مطابق زعم جناب اور اسلاف جناب کے خلیفۂ ثانی تو دشمن رسول و اہل بیت رسول تہے انکے کیونکر نکاح جائز ہوگا اور اگر ضرورتاً جائز ہو جیسا کہ صاحب نزہہ اسی بحث مین فرماتے ہین - تجویز او تزویج درمقام ضرورت و اضطرار از باب رخصت است چنانچہ تجویز تناول میتہ درحالت مخمصہ و اضطرار پس اب آپ اقرار فرماتے اور بفرض محال نہ تحریر کیجیے اگرچہ مردار خوار ہی پر محمول کیون نہو واحسرتا کہ نکاح پوتی رسول کا ساتھ تناول میتہ کے مطابق کیا جاوے اور اوسپر دعوای محبت اہل بیت رسول ہی سے فمنک المراء ومنک الغلو + ومنک الریاء ومنک المطر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کب بیٹیان اپنی بعد آیہ تحریم کے کافرون کو دین تا کہ مثل حضرت ام کلثوم کی صادق آوے جناب کو ہمارے انکے اس مقام مین سخت تشویش ہی اگر آپ اس نکاح سے بطیب خاطر اقرار کرتے ہین تو مذہب بارہ سو برس کا بزعم جناب کے قیام

ہی درہم اور برہم ہوا جاتا ہی اور قول اس کمترین کا- اگر یہ امر واقعی ہوا ہی تو روایت مصارعت وغیرہ حضرت
کی اور بیلے ادبی حضرت خلیفہ ثانی کی اختلاق سے خالی نہین- صادق آتا ہی اور اگر آپ انکار فرماتے ہین تو
کذب ائمہ طاہرین اور افترا مجتہدین جناب کا لازم آتا ہی گستاخی معاف مثل ہندی کی صادق آتی ہی مثل دونون دیر
گئے پانڈے حلوا ملا نہ مانڈے- ایک نقل کتاب پنج آہنگ کی یاد آئی عرض کرتا ہون نقل کنیزے خورد سال بود
شبے عیدش نشاطی تازہ گرفت وبہ زمزمہ عید آمد عید آمد شادی برگرفت خاتون گفت تن زن اگر عید است یا رمضان توہم
سوختہ نان- اور کیا حیرت کی بات ہی کہ حضرت مجتہد صاحب مواعظ حسنیہ مین بطمطراق یہ ارشاد کرین کہ حضرت امام صادق
علیہم السلام متغیر ہوئے اور خفا ہوے کہ حضرت امیر المومنین ایسے ذلیل وخوار تھے کہ بیٹی اپنی عمر کو دیدیتے اور حضرت ملا
صاحب حیات القلوب مین یہ کہین کہ جو کچھ بیچ مین ہوا در پردہ دری ہو سب قبول کرنا لب نہ ہلانا آپ ہی فرمائین کہ کس
قول کو مانئے اور کسکے قول کو رد کیجیے ۵ جمال را نگرم یا خرام را بینم + کدام را بگذارم کدام را بینم- ایک بات وصیت
کی کہ جو متعلق اسی بحث کی ہے رہی جاتی ہی عرض کرتا ہون کہ حضرت امام حسین خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثناء نے بہا
وصیت نامہ پر گواہی ثبت فرمائی اور اقرار اور اعتراف جملہ مضامین وصیت نامہ کا فرمایا- پھر کیا ایسا امر پیش آیا جو
علیہ السلام زید پلید سے لڑ بیٹھے کیا صیانت نفس اور حرمت خاندان اس لڑائی مین نہین گئی صرف بہتر آدمی لاکھون
آدمیون سے لڑواے باوجود اقرار وشاہدی کی خلاف وصیت نامہ کی عمل مین لائے کیا خوب کہا ہی مولوی حیدر علی صاحب
نے رسالہ تموز نیمروز مین ایک شیعی نے کہا آپ تو ہر کتاب سے ہماری ہمکو قائل کرتے ہین بھلا یہ تو مجلس ہی چند
سی کوئی دلیل نکل سکتی ہی اُسوقت یہ بات بتوفیق الہی خیال مین آئی کہ اس کتاب سے عیان ہی کہ لشکر یزید کا
زیادہ تہا آخر اُسمین بھی لوگ تو علم رکھتے ہونگے کہا البتہ پھر مینے کہا کہ جب اُنہون نے حضرت امام حسین کو
سے شہید کیا اور آخر تک یہی حرف تہا کہ اگر بیعت یزید کی کر دو ہم لڑائی سے [illegible]
فاسق کی قبول نکی اور لاکھون [illegible]
کے تحریف کرنیوالے [illegible] جناب امیر نے اُنسے بیعت کی جو مرتد تھے بگاڑنے وا
[illegible] پلید سے یزید ہین کیا کہ بڑے پڑے ہین جو آپ بیعت تقیین کرتے اب بتاؤ امام کیا جا
تو معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین کو جناب امیر نے مستحق جانا تہا وہو المطلوب نہین تو امام حسین کا الزام کہانا لازم آتا ہی
معاذ اللہ آپ صرف غصب فدک کی حدیث کو مفتریات سنیان تصور کرتے ہین اور مین عرض کرتا ہون کہ غصب فدک

اور غصب خلافت اور غصب خمس اور احراق بیت اور اسقاط حمل اور رسن بگلو کرنا وغیرہ یہ سب کے سب اختراعات
عبد اللہ بن سبا سے ہیں اور اعتقاد کو درست کر کے ان سب ہفوات کو دل سے محو کرنا چاہیئے ؎
باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ ۔ این درگہ ما درگہ نومیدی نیست صد بار اگر توبہ شکستی باز آ
اسکی قول آپکا کہ اب ہم پوچھتے ہیں کہ مشتبہ کرنا حضرت عیسی کا قوم یہود پر چنانچہ قرآن مجید ناطق ہے الی آخرہ ما قتلوہ
معاذ اللہ حیلہ اور فریب کیا اور باعث چندین شرور و مفاسد بین الیہود و النصاری ہوا الی آخرہ سخت حیرت ہے کہ
آپ اور پر تحریر مجتہد صاحب کے ایسا وثوق فرماتے ہیں کہ جتنے مفسرین محدثین جناب کے ہیں سب پایہ اعتبار سے ساقط
ہوئے جاتے ہیں وقت تحریر جواب کے جناب نے ایک آدہ تفسیر بھی اپنے مذہب کی دیکھ لی ہوتی تو اس طرح کا شبہ آپکو واقع
نہوتا حضرت عیسی کے قصہ کو ساتھ قصہ جنیہ کے مماثل فرمانا جناب کا یا مجتہد صاحب کا فہم اور ادراک ہے دوسرا کا ہیکو
ایسی بے ٹھکانے باتیں لکھے گا ۔ کمترین کی یہ عرض ہے کہ جب جناب امیر نے بدلے حضرت ام کلثوم کے ایک زن جنیہ اجنبیہ
ہمبستر خلیفہ ثانی کے فرمائی اور حضرت ام کلثوم کو ہمبستری خلیفہ ثانی سے بچا یا یہ امر تو خلاف شرع حضرت امیر سے واقع ہوا
کیونکہ حضرت امیر کو احکام خدا اور رسول کے بدلنے کا اختیار نہ تہا اور ممانعت ہمبستری زن غیر کی واسطے نص قطعی کلام
خدا اور رسول میں موجود ہے کہ حاجت تصریح کی نہیں اسکا بر و اصاغر سب جانتے ہیں پس یہ دعوی آپکا اور مجتہد صاحب کا
فعلیکہ از معصوم صادر شود آنرا ناشی از حق سبحانہ تعالی باید دانست ۔ اسوقت راست اور درست ہو کہ تقلیب
بیعت محمدی کا حضرت امیر کو اختیار حاصل ہو جبتک یہ ثابت نہ کیجیئے گا تب تک کوئی قول آپکا یا کوئی دعوی مجتہد
صاحب کا راست تصور نہ کیا جاویگا یہ سب طبعزاد مضامین مخترعہ حضرت مجتہد صاحب ہیں جسکو آپ شگرف اور متین
سمجھتے ہیں آپکی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ زن جنیہ زوجہ اور زن ہمبستر اور اسکی حلت کی خبر قرآن و حدیث سے تو
ثابت کیجیئے اگر آپ اسکی حلت ثابت کر دینگے تو بہت بڑا احسان امت محمدی پر جناب کا ہوگا کہ آپکی بدولت آزادی بلا قید
زنکو حاصل ہو جاویگی اور تمامی امت شکنجہ شریعت سے نجات پاویگی اور ساتھ دعاے خیر کے جناب کو یاد کریگی اور
زنگی اوٹ میں ائمہ اطہار کو لاکر بٹھالنا اور یہ فرمانا ۔ ہر فعلیکہ از معصوم صادر شود آنرا ناشی از حق سبحانہ تعالی باید دانست
والعقول کا ہر احکام انبیاء اور احکام ائمہ اور وہ لوگ آمر یہ لوگ مامور باقی اپنے اپنے فہم کا قصور یا النفس الامارہ
ہے اسمیں جواب آیہ شریف کا وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالہم بہ

من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزا حکیما وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل
موتہ ویوم القیمۃ یکون علیہم شہیدا یعنی نہ قتل کیا انہون نے عیسی کو اور نہ سولی پر چڑہایا لیکن شبہ ڈالا گیا انکے
لئے اور جو لوگ کہ مختلف ہوئے اسمین ہر اینہ وہ بڑے شک مین ہین اُس سے نہین ہے انکو اُسکا کچہہ علم بجز پیروی
گمان کے اور نہین قتل کیا انہون نے اسکو یقینا بلکہ اٹھا لیا انکو اللہ نے اپنی طرف اور اللہ ہے غالب حکیم اور نہوگا کوئی
فریق اہل کتاب سے مگر ہر اینہ ایمان لاویگا اُسپر قبل اُسکے مرنیکے اور قیامت کے دن ہوگا اونپر گواہ - اس آیت کے معنی مین
کسی قسم کی شناعت مثل شناعت ہاستری زن حلبیہ کے پائی نہین جاتی آپ ہی انصاف کی نظر سے دیکہین باقی وہ فقرہ جناب
کا آیا اسمین بہی معاذ اللہ حیلہ و فریب پایا جاتا ہے غور کیجئے جناب امیر کو بہہ لوجہ ہجوم منافقین و معاندین خوف فتنہ و یقین
ضرر تہا بہلا جناب الہی کو کسکا خوف تہا جو حضرت عیسی کو مشتبہ کردیا اور ایک یہودی اُنکی شکل پر تشکل کیا آیا جناب
الہی کو قدرت نہ تہی کہ حضرت عیسی کو بعینہ بشکل اپنے زمین پر قایم رکہتا اور یہود کو قدرت اضرار نہوتی - جناب سے اس
جگہہ غلطی واقع ہوئی کہ خلاف الفاظ آیت آپ نے لفظ حیلہ اور فریب کا تحریر فرمایا پس ایسی بات کے ٹہکانے کا جواب
بجز خموشی کے اور کیا دیا جاوے - الا واسطے آگاہ کرنے جناب کے کہ بار دگر آپ غلطی مین نہ پڑین عرض کرتا ہون
جسکو آپ نے ساتہہ حیلہ و فریب کے تعبیر فرمایا وہ آیت سورۂ آل عمران مین واقع ہے ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین
اور آیہ وما قتلوہ الخ سورہ نسا مین واقع ہے عدم مزاولت قرآن پر یہ دہوکا آپکا دلالت کرتا ہے اور اسمین قصور
جناب کا نہین ہے کسواسطے کہ مجتہد صاحب جناب کے کہ جنہون نے سند پیش امامی کی آپکو عنایت کی ہے کئی برس قبل اپنے
رسالۂ بارقۂ ضیغمیہ مین فرما گئے ہین کہ - چون نظم قرآنی نظم عثمانی است بر شیعیان احتجاج بہ آن نہ باشد - پس جب حجیت
قرآن اوپر حضرات شیعہ کے نہین ہے تو پڑہنا یاد رکہنا کیا ضرور ہے - بہر حال تفسیر آیہ سورۂ ال عمران کی ملا فتح اللہ
صاحب کی تفسیر سے عرض کرتا ہون ومکروا ومکر کردند یہودیان باینوجہ کہ جمعے را در حقیقت برانگیختند تا قصد قتل
عیسی کنند وبہر جا کہ فرصت یابند بر وے دست برسے نمایند انتہی بقدر الضرورۃ اور ومکر اللہ کی یون تفسیر فرماتے
ہین - و خدای جزای مکر بدایشان رسانید انیکہ عیسی را علیہ السلام بہ آسمان برد وصورت او برجہتر ایشان افگند کہ
تا او را بجاے عیسی بکشتند واللہ خیر الماکرین و خدا بہترین مکر کنندگانست یعنی توانا تر بر رسانیدن ضرر از جائے کہ
گمان نداشتہ باشند و یا بہترین مکافات کنندگانست اہل مکر را و جزا دادن خدا یہود را بر مکر ایشان - اور جس جگہہ لفظ

مکر کا بشان خدا کلام اللہ میں آیا ہی اُس جگہ مفسرین نے یہ معنی تعین لکہی جیسا کہ جناب نے معاذ اللہ بنسبت خدا کی قیاس فرمایا ہی - صاحب جواہر التفسیر اِس لفظ کی یون تفسیر کرتے ہین - مکر از ان حیثیت کہ در اصل حیلہ الیست کہ بہ آن بمقصود بغیر رساند بخدا اسناد نتوان کرد بسبیل مشاکلت چنانچہ اللہ یستهزئ بهم وگفتہ اند مکر از خالق حیلہ و خدع است و از خلاق استدراج و تدبیر خفی - پس حیرت اس بات کی ہی کہ جناب نے اِس قصہ عیسیٰ کو ساتھ قصہ حلبیہ کی کن وجوہ سے مماثل کیا - خدا نے تو یہودیون کو اُنکی مکر اور حیلہ اور خدع کی کہ جو ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کی تہی سزا دی اور اس جہان مین بہی ہر پادشاہ کے یہان واسطے افعال بندگان کی قانون ہی اور اُسمین سزائین مقرر ہین اور خدا تو سب کا بادشاہ ہی وہ کیونکر اُنکی مکاری کی کہ جو ساتھ نبی اللہ کے کی تہی سزا نہ دیتا - حضرت خلیفہ ثانی کو کونسی تعزیر حضرت امیر نے تجویز کی کہ مماثل قصہ حضرت عیسیٰ کے قصہ حلبیہ کا ہوا بلکہ دیکہنے سے کتب شیعہ کے ظاہر ہوتا ہی کہ تا حیات اُنکی مثل شیر و شکر کے باہم رہی اور منبرون پر تعریفین فرمایا کئے گو بقول حضرات شیعہ کہ تقیۃً کیون نہو بخلاف یہود کہ کہ اللہ نے اپنی کتاب مین جا بجا اُنکی قدح اور ملامت فرمائی ہی آپ فقرہ جناب فما هو جوابکم فهو جوابنا کا میرے نزدیک جواب یہ ہی کہ خاندان حضرت مجتہد صاحب سے آپ خلع بیعت کیجئے اور اس روایت حلبیہ کو مفتریات قوم تصور کیجئے آیندہ جو رای جناب کی - باقی یہ اعتراض جناب کا - آیا جناب الٰہی کو قدرت نہ تہی کہ حضرت عیسیٰ کو بعینہ بشکل اصلی زمین پر قایم رکہتا - بعینہ بشکل اصلی زمین پر قایم رکہنے کی کیا معنی - کیا اونکو کسی اور صورت مین تبدل کیا تہا اور بعد اُسکے آسمان پر لیگیا - جناب کو ساتھ اس عبارت کی لکہنا لازم تہا آیا جناب الٰہی کو قدرت نہ تہی کہ حضرت عیسیٰ کو زمین پر قایم رکہتا تب معنی مدعای جناب کے درست ہوتے خیر اس جگہ نزاع لفظی سے اعراض کرتا ہون کہ اوپر خوب سا سمجہا چکا ہون علاوہ اسکے ایسے توجہات بیجا دلیلین پیدا کرنے علما اصول و ذوی العقول کے نزدیک سخت غلطی ہی - اب کمترین جناب کی خدمت مین عرض کرتا ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام نے گیہون کیون کہایا آیا جناب الٰہی کو قدرت نہ تہی کہ شیطان لعین کو اُن پر مسلط نکرتا کہ جسکے صدمہ سے چالیس برس رویا کئے اور انواع انواع قسم کی سختیان اُن پر گذرین اور حسب روایت شیعہ وکان ابلیس یدخل فی فیہ ویخرج من دبرہ فذلک صار ما فی جوف آدم منتنا جیفۃً غیر طیب جسد مطہر حضرت آدم کو ہمیشہ غیر طیب کیا حضرت نوح و حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ وغیرہم علیہم السلام پر کیون اسقدر سختیان اور شدائد قوم کی منظور فرمائین - آیا جناب الٰہی کو قدرت نہ تہی کہ اونکی قوم کو ہدایت کر دیتا کہ وہ لوگ اُنپر ایمان لے آتے - رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حسب روایت شیعہ منافقون سے گالیان کیون دلوائین کیا جناب الٰہی کو قدرت نہ تہی کہ اُن گالیان دینے والون کی زبان گنگ کر دیتا - حضرت جناب امیر کے گلے مین کیون رسی بندہوائی اور

معاذ اللہ حضرت سیدہ پر کیون لکد کوبی کرائی کیا جناب الہی کو قدرت نہ تھی کہ اُن رسی باندھنے والون کی ہاتھ خشک
کر دیتا اور اُن لات مارنے والون کی پانون توڑ ڈالتا۔ حضرت امیر اور امامین و سیدہ کو کیون دربدر کوچہ بکوچہ
واسطے حقوق خلافت ابوبکر کے پہرایا کیا جناب الہی کو قدرت نہ تھی کہ قلوب مہاجرین و انصار کو طرف جناب امیر کے پہیر دیتا
کہ باعث چندین شر و فساد و مفاسد کا بین السنیہ و الشیعہ نہوتا ✿ آنکہ پیش تو گفتم غم دل ترسیدم + کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است
اور سبب رفعہ اللہ الیہ کا جو مجتہدین جناب نے لکہا ہی وہ باعث ابتہاج و سرور کا چاہیئے نہ سبب شک و شبہ و دو دلی
و شور۔ صاحب تفسیر صافی اس مقام مین یون لکہتے ہین فی الفقیہ عن السجاد ان للہ بقاعاً فی سمواتہ فمن عرج بہ الی
بقعۃ منہا فقد عرج بہ الیہ الا تسمع اللہ یقول فی قصۃ عیسی بن مریم بل رفعہ اللہ الیہ والعیاشی عن الصادق
علیہ السلام قال رفع عیسی بن مریم بمدرعۃ صوف من غزل مریم و من نسج مریم و من خیاطۃ مریم فلما انتہی الی السماء
نودی یا عیسی الق عنک زینۃ الدنیا والقمی عن شہر بن حوشب قال قال لی الحجاج یا شہر آیۃ فی کتاب اللہ قد اعیتنی فقلت
ایہا الامیر ای آیۃ ہی فقال ان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ لانی امر بالیہودی والنصرانی فیضرب
عنقہ ثم ارمقہ بعینی فما اراہ یحرک شفتیہ حتی یخمد فقلت اصلح اللہ الامیر لیس علی ما تاولت قال کیف ہو قلت ان
عیسی ینزل قبل یوم القیمۃ الی الدنیا فلا یبقی اہل ملۃ یہودی ولا غیرہ الا یؤمن بہ قبل موتہ و یصلی خلف المہدی قال
ویحک انی لک ہذا و من این جئت بہ فقلت حدثنی محمد بن علی بن الحسین ابن علی بن ابی طالب علیہ السلام فقال جئت
من عین صافیۃ۔ ترجمہ اور فقیہ مین ہی امام سجاد سے کہ خدا کے آسمانون مین بہت جگہین ہین پس جسکو عروج کیا اُن جگہون
مین سے کسی جگہ پر تو اوٹہا لیا اوسکو اپنی طرف اور عیاشی نے امام صادق سے روایت کی فرمایا امام نے
کہ اوٹہا لیے گئے عیسی بن مریم صوف کے کرتے مین کہ مریم کے کاتے ہوئے اور مریم کے بنے ہوئے اور مریم کے سئے ہوئے
سے تہا پہر جب پہونچے آسمان پر تو ندا آئی کہ اے عیسی اُتار ڈال اپنے اوپر سے زینت دنیا کی اور قمی نے روایت کی
ہی شہر بن حوشب سے کہا شہر بن حوشب نے کہ کہا مجسے حجاج نے اے شہر ایک آیت خدا کی کتاب مین ہی کہ عاجز کر دیا ہی
اوسنے مجھکو مینے کہا کہ اے امیر وہ کونسی آیت ہی کہا اوسنے کہ ان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ یعنی نہین کوئی
اہل کتاب مگر ایمان لاویگا اوسپر قبل اوسکے مرنے سے قسم خدا کی کہ مین حکم کرتا ہون یہودی اور نصرانی پر کہ گردن مارا
جاتا ہی وہ پہر مین دیکہتا ہون اپنی آنکہہ سے تو نہین دیکہتا ہون اوسکو کہ ہلاتا ہو وہ اپنے ہونٹون کو یہانتک کہ ٹھنڈا
ہوجاتا ہی کہا مینے اصلاح کرے اللہ امیر کی نہین ہی جسطرح پر کہ تو نے آیت سے معنی ٹہرائے ہین کہا حجاج نے کسطرح پر
ہین معنی کہا مینے کہ عیسی اوترینگے قیامت کے دن سے پہلے پس نہ باقی رہیگا کوئی اہل ملت یہودی یا غیر یہودی مگر ایمان

لاویگا اوسپر قبل اُسکی موت کے اور نماز پڑہیگا پیچھے مہدی کے کہا حجاج نے کہان سے یہ بات ملی تجہکو اور کہان سے
لایا تو یہ مین نے کہا کہ کہا ہی یہ مجھسے محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب نے کہا حجاج نے کہ لایا تو صاف چشمہ سے
اب آپ شناعت قصہ جلیبیہ کو ساتھ قصہ رفع حضرت عیسیٰ کے موازنہ فرماسے کہ کچھہ بھی لگاؤ ہی نہ کوئی قباحت شرعی نہ
کسی قسم کا گناہ نہ کسی طرح کا حیلہ اور فریب بلکہ ترقی مدارج امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہر ہوتی ہی کہ امام اس
مذہب کے نبی اللہ کے امام ہونگے چشم بصیرت سے دیکھیئے تو فرق زمین و آسمان اور شرافت قصہ رفع مسیح و رذالت روایت
جلیبیہ قبیح عیان ہی دوسرے قصۂ جلیبیہ مین جناب نے کیا لعلعت نکالا عیاذاً باللہ علی رؤس الاشہاد جناب امیر نکاح حضرت ام کلثوم
کا ساتھ خلیفہ ثانی کے فرمائیں اور خلوت اُنکی ساتھ ایک جلیبیا جنیبہ کے مبدل کرین اور مجتہد صاحب اور رفقا آپکی جواب
مین یہ ارشاد کرین - ہر فعلیکہ از معصوم صادر شود آنرا ناشی از حق تعالیٰ باید دانست - اور اُسکی نظیر و دلیل مین قصہ حضرت
عیسیٰ کو پیش فرماوین جناب امیر تو ایک طرف خدا ہی معاذ اللہ مرتکب زنا کا ہوا زیادہ کیا عرض کرون کہ اُس شرط سے
مجبور رہون اب وہ شعر ہے شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی + گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد - اس حال کے
صادق نہین بلکہ یہ شعر حسب حال ہی ہے جامی چہ لاف میزنی از پاک دامنی + بر خرقۂ تو این ہمہ داغ شراب چیست - باقی
جواب قصۂ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کا اور بیجواب حضرت عیسیٰ کی تقصیر فرمایا جا دے
کسی وجہ سے مماثل قصۂ جلیبیہ کے نہین ہوسکتا ہی کیونکہ حضرت خضر علیہ السلام نے قتل نفس وغیرہ جو کیا تہا بحکم الٰہی بغرض
حصول امورین محکوم رب العالمین تہا جیسا کہ تفصیل اُسکی سورہ کہف مین موجود ہی اور حضرت یوسف علیہ السلام نے
ایک امر محمود و مفید بحق اخوان کیا تہا جس سے فائدہ اخوان بلکہ جملہ خاندان کا اُنکے متعلق تہا اور اتہام سرقہ ظاہری
وغیرہ از قسم حیلۂ شرعی تہا یہ نہین تہا کہ تہمت سرقہ مین وہ لوگ مبتلا ہے سزا سے سرقہ کئے گئے خود کوئی خلل اور فتور
اُنکے مطالب و اعمال امور مین آیا بلکہ اسی ذریعہ سے تفرقہ صوری اوٹہا اور سب لوگ باہم ہو گئے اور بوجہ تغیار و
خلل بوجہ تفرقۂ سابقہ تہا وہ رفع ہوا اور سوائے حصول فوائد طرفین کوئی امر شنیع واقع نہین ہوا اتنا غور نہین کہ یہ فعل
محض بنظر تخلیص بہائی کے تہا کہ دست حساد و آزار دہندگان سے محفوظ رہین جب نتیجہ اُسکا نیک اور نیت اسمین حسنہ
ہوئی تو یہ فعل عین محمود ہوا نہ مذموم - چنانچہ صاف حق سبحانہ تعالیٰ نے خبر دی ہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے
بہائی کو پیشتر سمجہا دیا تہا کہ مین تمہارا بہائی حقیقی ہون تم اب کچہہ غم نہ کرو اُن لوگونکی فعل و عمل کا آیہ کریمہ ناطق ہی کہ انا
اخوک فلا تبتئس بما کانوا یعملون لیس اس فعل محمود کو مذموم سمجہنا اور انکشاف واقعہ کو اپنے وہم سے مشتبہ اور مہمل کرنا
اور نتیجہ مماثل قصہ جلیبیہ نکالنا اور بایں وسیلہ اُس ملمع آلودگی فریب جہل اپنی زبان سے کہ جو نسبت حضرت مرتضوی اور

دامن عصمت حضرت ام کلثوم زبدۂ اہل بیت تطہیر پر لگتی ہی چھوڑنا محض غلو و بعید از انصاف ہے۔ ذرا تو حرمت و تعظیم انبیا اور مرسلین ملحوظ رکھیے۔ کجا وہ معاملۂ جعلیۂ مذمومہ کجا یہ معاملۂ حقۂ محمودہ۔ ہان اگر حضرت امیر بہی مثل حضرت یوسف اول سے حضرت عمر کو چھپکا دیتے کہ تم سزاوار اس وصلت کے نہین میرے کہنے پر عمل کرو اور پہر یہ معاملہ کرتے تو بہی صبر آتا۔ واذ ابلیس فلبس اور بالفرض مان بہی لیا جاوے کہ حضرت عمر حضرت علی کے اکراہ سے آگاہ تہے تو بہی تشبیہ نہین ہو سکتی کیونکہ حضرت علی کو تو من ابتدا اپنا نفع اور حضرت عمر کا ضرر مقصود تہا بخلاف حضرت یوسف کے کہ انکو تو از ابتدا تا انتہا نفع بہائی کا مقصود تہا پہر کیونکر اسپر اوسکو قیاس فرمایا غرض آپنے اپنی زبان درفشان سے حضرت امیر نجیبۂ اہل بیت پر تہمت گناہ و دہوکہ بازی معاذ اللہ لگا دی اور حضرت یوسف جو از جملہ پیغامبران و معصومین ہین انکو بہی نہ چھوڑا نعوذ باللہ من ہذا الغلو و الاعتساف اور رضا بہ قتل نفس خود حضرت اسمعیل علیہ السلام کیطرف سے بہ تعمیل حکم الٰہی تہی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بنظر امتحان وارد ہوا تہا ایسی رضا کو ہرگز خلاف شرع کہنا جائز نہین ہی۔ بخلاف تبدیل حضرت ام کلثوم ساختہ جعلیہ کے کہ اوسمین سوای وقوع زنا ہی (کہ مذکور الصدر ہے) کوئی نفع حضرت عمر کا نہین تہا بلکہ اتلاف حق زوجیت و نقصان اغراض و فوائد نکاح و انتہا لہا سے ضرر اونکا تہا حالانکہ تخلیہ قصص انبیاء موصوفین علیہم السلام مین بلا اتلاف حق احدی حقیقت مین نفع اس شخص کا تہا جسکے واسطے ظاہر او نہیم خلاف و ضرر نکلا تہا پس قیاس قصۂ جعلیہ کا ان قصون پر قیاس مع الفارق ہی زیادہ اس سے بیفائدہ طول دینا اور کاغذ سیاہ کرنا منظور نہین آپ خود سمجھ لیں اور اگر کچہ حوصلہ جناب کو باقی رہے تو کمترین کو اطلاع فرمائین کہ خدمت مین جناب کے جو رطب و یابس ہو وہ عرض کیا جاوے۔ اب جواب مین صاحب استقصاء الافحام کے کہ جو متعلق بہ حدیث حوض ہی ایک بات جناب کی خدمتمین عرض کرتا ہون گستاخی معاف اگر جناب کو اس فن مین توغل نہتا یا آپ اس کوچہ سے نا واقف تہے تو کیا ضرور تہا کہ میری تحریر کو جناب قبلہ و کعبہ سید ابو القاسم صاحب کی خدمت میں لیگئے کمترین نے صحت دنیا کی اور رقمی نے روایت کی مین لکہا تہا نہ بطور مباحثہ اور مناظرہ کے پس جناب کو ناحق جوش اور غصہ آیا کی کتاب مین ہی کہ عاجز کر دیا ہی رسول رب العالمین اور علماء و بزرگان دین کی شان مین فرمائین اور کلمات فحش نا سزا سے ہو تلہ یعنی نہین کہی کیے اس مقام پر ایک شعر امان علی سحر کا جو ایک قصیدہ مین ہی یاد آیا اور بی اختیار دل گدگدا یا کہ زبان پر ہین مارا اسمین ایک لفظ ایسا ہی کہ جو خارج اس شرط سے ہی کہ جسکو بارہا عرض کیا ہی اسواسطے اسکی عرض سی اعراض کرتا ہون آپ تامل کرین اور انصاف فرمائین کہ میر اسوال کیا تہا اور آپکا جواب کیا ہی کمترین یہ عرض کرتا ہی کہ صاحب استقصاء الافحام جو حدیث حوض کو اوپر خلفاء راشدین کے صادق فرماتے ہین ثبوت و صدق اسکا کسی طرح نہین ہو سکتا

کیونکہ رسول خدا صلعم کو التباس اور عدم علم اُنکا کیونکر ہوا کسواسطے کہ حسب روایات حضرات شیعہ وہ مسلمان ہی نتھے
تب لفظ اصحابی اصحابی کا بیکار اور لغو ہوتا ہے اور جناب اُسکی جواب مین یہ فرماتے ہین بر فرض تسلیم اگر اصحاب ثلثہ
کما ذہب الیہ الشیعہ اُس سے مراد ہوون تو غالباً حسب مذہب سنیہ کوئی اوسکا مصداق ہوگا۔ خدا سمجھے صاحب ایقاب
کو کہ آپکو ناحق تشویش اور تردد مین ڈالدیا کہ ایسے الفاظ تحریر فرمانے لگے کہ جسکی سمجھہ سے لوگ عاجز ہین کاش وہ صاحب
کتاب ایقاب بحث عقد ام کلثوم مین حدیث حوض کی بھی بحث کو لکھدیتے تو آپکی مشکل آسان ہوجاتی۔ آپ تامل کرین کہ
جو شخص ابتدا سے انتہا تک دشمن رسول اور اُسکی آل کا ہوا ور انواع دشمنی کی اذیتین اُس شخص کی ذات سے اُن جناب
کو پہنچی ہون وہ شخص کیونکر سامنے خدا کے ساتھہ الفاظ اصحابی اصحابی کی پکارا جائیگا اور رسول واسطے شفاعت اُسکی
کیونکر دوڑینگے۔ کیا خلفاء راشدین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین نے معاذ اللہ حسب روایات حضرات شیعہ رسول خدا کو
ایذائین نہین دین اور قصد مار ڈالنے اُن حضرت کا نہین کیا۔ کیا صحیفہ ملعونہ اُن لوگون نے واسطے ایذاء اہل بیت کے
نہین لکھا۔ کیا رسول خدا نے حضرت حذیفہ سے نہین فرمایا کہ منافقین فلان فلان بودند۔ کیا اُنکی شان مین یہ آیہ یحلفون
باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامہم وھموا بما لم ینالوا نہین اوتری جسکا ترجمہ ملای مجلسی نے
حیات القلوب مین ساتھہ ان الفاظ کے کیا ہے سوگند یاد میکنند بخدا کہ نگفتہ اند و بتحقیق کہ گفتند کلمہ کفر را و کافر شدند
بعد از اسلام ایشان و قصد کردند امرے را کہ بآن نمیرسیدند۔ کیا اُنکی بیٹیون نے حضرت رسول کو زہر نہین دیا کیا اُن
لوگون نے وقت طلب دوات و قرطاس کے معاذ اللہ رسول خدا کو گالیان نہین دین کیا اُن لوگون نے قصد گھر
[حضرت] سیدہ کا نہین کیا۔ کیا اُن لوگون نے حضرت سیدہ کو ایذائین نہین دین کیا اُن لوگون سے حضرت فاطمہ
وغیرہ از قسم حیلہ شرعی ہے [illegible] نہین گئین کیا اُن لوگون نے حضرت محسن کو شہید نہین کیا۔ کیا اُن لوگون نے معاذ اللہ حضرت
اسکے مطالب داخلی امور مین آیا بلکہ [illegible] ن لوگون نے نعوذ باللہ حضرت امیر کے گلے مین رسی نہین باندہی کیا اُن لوگون نے
خلل بوجہ تفرقہ سابقہ تہا وہ دفع ہوا [illegible] مین گھسیٹا وغیرہا۔ باوجود اتنے شواہد و بینات کی علی مزعوم الشیعہ یہہ ہی رسول
محض بنظر تخلیص رہا [illegible] چاہیے۔ اور یہہ بھی کتب حضرات شیعہ مین مصرح ہے کہ جب حضرت سیدہ قبر شریف اپنی سے اوٹھینگی تو
ہوئی نور دزت محسن شہید کی لیکر سب سے پہلے زیر عرش رب العالمین جاکر دہائی دینگی کہ ع لوٹا انہون نے مجھکو دہائی خدا کی ہے
جیسا ملای مجلسی جلاء العیون مین فرماتے ہین۔ اول کسی را کہ در قیامت حکم خواہند کرد محسن فرزند امیر المومنین صلوات
اللہ علیہ خواہد بود۔ انتہی علاوہ اسکے جب حضرت صاحب الامر ظہور فرمائینگے تب خلفای راشدین زندہ ہوکر درخت سے
بند ہوا نے جائینگے اور سزائین دیجاوینگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسجگہہ موجود ہونگے اور یہہ مسئلہ شا

چنگیز خانی کا اپنی آنکھون کے سامنے ملاحظہ فرمائینگے - بعد سب کھیل اور تماشون کے تب حدیث حوض کی نوبت آویگی
باوجود ایسے قرب زمانہ کے حضرت رسول کو التباس ہوجائیگا اور آیہ وافی ہدایہ یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ
خاطر اقدس سے محو ہوجاویگی کہ جو شناخت مومن اور کافر مین نازل ہوئی ہی اتنے بڑے معرکہ کو آپنے ایک لفظ بر فرض
تسلیم فرماکر ٹالدیا اور جواب سے عہدہ برا ہوگئے ہ لیے عندلیب دان نہ ہنسا تجھکو کہ انشا +ایسے ادراک ہی تو کچہ اور گا رہی ہے
باقی یہ فقرہ جناب کا تو غالبًا حسب مذہب سنیہ کوئی اسکا مصداق ہوگا ہان جناب ہی جو بعد رحلت آنحضرت صلعم مرتد ہوگئے
التباس اونمین ضرور ہی اگر زیادہ تصریح کی ضرورت ہو تو منتہی الکلام ملاحظہ فرمالیجئے - اور معنی لغوی اور عرف عام
اطلاق لفظ اصحاب کو ساتھہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ جنکے محامد حضرت سجاد علیہ السلام نے صحیفہ کاملہ مین اور
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کتاب خصال مین لاتعد ولاتحصی فرمائین اور جنکے حق مین رسول مقبول سمع و
بصر وراس وجسم وروح اپنی سے تشبیہ دین کہ تفسیر حضرت امام عسکری کی شاہد ہی اُن لوگون کو مصداق اولم تتفکروا
مابصاحبکم من جنۃ وقال لہ صاحبہ وھو یحاورہ کا فرمائین اسکے معنی مین قرآن کی تحریف ہوتی ہی معاذ اللہ ائمہ اطہار
کے اقوال کی تکذیب ہوتی ہی نئے نئے معنی گڑھے جاتے ہین بمصداق اسکے ہ دست بیچارہ چون بجان نہ رسد +
چارہ جز پیرہن دریدن نیست - لیجئے آپ کی خاطر سے آپکی دعوی کو مانے لیتا ہون مگر ساتھہ ایک شرط کے کہ اس دعوے
پر آپ قائم رہین ایسا نہو کہ موقع وقت دیکھکر وہی [illegible] لفظ اہلبیت کا جو کلام خدا مین وارد ہی اتفاق
علمار اہل حق یہ ہی کہ اُس سے ازواج نبیؐ اور بنی فاطمہ مراد ہین - الا مجتہدین جناب کے ازواج نبیؐ کو اس صفت سے خارج
فرماتے ہین صرف حضرت سیدہ اور اماماین ورجناب امیر علیہم السلام کو داخل کرتے ہین اب مطابق دعوی جناب کے کلام مجید مین جن
جس مقام مین یہ لفظ وارد ہوا ہی حضرات ائمہ معاذ اللہ مراد لئے جاوین بلکہ لفظ اہل بیت کا اوپر گربہ کے کہ اخس و
ارذل حیوانات سی ہے آیا ہی چنانچہ حضرت طوسی تہذیب مین حضرت امام جعفر صادق سے بیچ حق گربہ کے فرماتے ہین
انھا قال انما ھی من اھل البیت اب مطابق دعوی جناب کے فضائل لفظ اہل بیت کی ساتھہ رذائل کے مبدل کئے جاتے ہین
وجعلناھم ائمۃ یدعون الی النار سے معاذ اللہ ائمہ طاہرین مراد لئے جائینگے اسکے سوا قولہ تعالی ان الذین فرقوا دینھم
وکانوا شیعا کہ جو شان مین مشرکین کے ہے حضرات شیعیان علیؑ پر عاید کیا جاسکے حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابوذر غفاری
کہ جو مقبول حضرات شیعہ ہین اولم تتفکروا مابصاحبکم من جنۃ وقال لہ صاحبہ وھو یحاورہ مین بقول جناب کے داخل ہوسکتے
ہین یا نہین الحمد للہ کہ بارہ ہزار اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین حضرات امامیہ کے یہان مرتد ہوکر تین چار بیچ رہے
ہے کہ اونکو ہمارے کتان بہا تصاحب نے داخل سعیر اور اصحاب نار فرما دیا اور طرہ یہ ہوا کہ حضرات ائمہ معصومین بھی

معاذ اللہ اسمین لپیٹے گئے خلفای راشدین کا کمترین کو اب حضرت پیش امام صاحب سے شکوہ اور گلہ باقی نہین ہاں ؎
شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی + گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد۔ بغیبہ یہ تاویلات جناب کی کچھ تحدث
نہین ہین اگلے مجتہدین جناب کیسے ہی اسیطرح کے رکاکت اور بیہودات معانی مین جاری فرما گئے ہین کیا جناب نے معنی حدیث
ہما امامان عادلان قاسطان کانا علی الحق وماتا علیہ فعلیہما رحمۃ اللہ یوم القیامۃ کہ دونون امام ہین عادل
اور انصاف کرنیوالے دونون حق پر تھے اور مرے حق پر ان دونون پر ہو رحمت خدا کی قیامت کے دن۔ کہ جو
حضرت خلیفۂ اول اور ثانی کے حق مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وارد ہے نہین سنی۔ رسالہ ادلہ نقیہ
در ثبوت تقیہ ۱۲۸۲ھ لکھنؤ مین طبع ہوا ہے اور مجتہد سید محمد صاحب کے اوسپر دستخط ہین اُس سے نقل کرتا ہون
علماء اہل سنت نے نقل حدیث مین خیانت کی ہے اور ان الفاظ کو منتخب کر لیا ہے کہ جو بنظر سرسری لوہم مدح شیخین کے
ہین حالانکہ باطناً وہ الفاظ بھی سراپا طعن و تشنیع سے مملو اور مشحون چنانچہ خود صادق نے اُسی حدیث مین اُن الفاظ
کے معنی تفصیل و توضیح ارشاد فرمائے ہین بعد ایک تقریر پیچ در پیچ کے اُس رسالہ مین اصل خیانت کے الفاظ اسطرح
پر منقول ہین۔ واضح ہو کہ اصل حدیث یہ ہے کہ بعض مخالفین نے حضرت سے دربارۂ شیخین سوال کیا حضرت نے جواب مین
از راہ توریہ یہ ارشاد فرمایا کہ ہما امامان الخ فلما انصرف الناس قال لہ رجل من خواصہ یا ابن رسول اللہ لقد تعجبت مما
قلت فی حق ابی بکر و عمر فقال نعم ہما اماما اہل النار کما قال اللہ تعالی وجعلنا منہم ائمۃ یدعون الی النار واما العادلان
فعد و لہم عن الحق کقولہ تعالی والذین کفروا بربہم یعدلون۔ واما قاسطان فقد قال اللہ تعالی واما القاسطون فکانوا
لجہنم حطبا۔ والمراد من الحق الذی کانا مستولیین علیہ ہو امیر المؤمنین حیث اذیاہ و غصبا حقہ۔ والمراد من موتہما علی الحق
انہما ماتا علی عداوتہ من غیر ندامۃ عن ذلک۔ والمراد من رحمۃ اللہ رسول اللہ بانہ کان رحمۃ للعالمین سیکون خصمًا لہما
ساخطاً علیہما منتقما عنہا یوم الدین خلاصہ ان کلمات کا یہ ہے کہ جب مجلس مخالفین سے خالی ہوئی تو ایک شخص نے
خواص اصحاب سے امام معصوم کی خدمت مین عرض کی کہ مین ان کلمات سے جو آپ نے حق شیخین مین ارشاد فرمائے بہت
متعجب ہوا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مین نے ان دونون کو امام سے اس سبب سے کہا کہ وہ امام اہل نار تھے چنانچہ
حق تعالی قرآن مین کافرون کو امام اہل نار فرماتا ہے وجعلنا منہم یعنی کافرون کو ہم نے امام اہل نار کردانا ہے۔ اور
عادل اسوجہ سے کہا کہ اُن دونون نے عدول کیا تھا حق سے جیسا کہ خداوند عالم کافرون کو انہیں معنون سے عادل
فرماتا ہے والذین کفروا بربہم یعدلون مترجم کہتا ہے کہ کتب احادیث اہل سنت مین وارد ہے کہ پیغمبر برحق نے نوشیروان کو
عادل فرمایا ہے حتی کہ سعدی شیرازی نے اسکو بوستان مین نظم کیا اور کہا ہے ؎ در آوان عدلش بنازم چنان +

کہ ستمگر بہ دوران نوشیروان - پس جبکہ برح عادل نوشیروان کا فرکو مفید نہین توشیخین کو بھی مفید نہو گی اور یہ وجہ بھی انہین
ستر وجہون سی ہے اور قاسط اسوجہ سے کہا کہ قاسط کے معنی ظالم کے ہین چنانچہ قرآن مین وارد ہی واما القاسطون فکانوا
لجھنم حطبا یعنی ظالم جہنم کی لکڑیان ہین پہر امام معصوم فرماتے ہین یہ جو بیٹے کہا کانا علی الحق تو اس سے مراد یہ کہ وہ
دونون غالب تہے حق پر اور حق مغلوب تہا اور مراد اُس حق سے کہ جنپر غالب تہے امیر المومنین ہین کہ اُنکو اذیت دی اور
اُنکے حق کو چہین لیا مترجم کہتا ہی کہ اس جملہ مین امام معصوم نے جار مجرور کو متعلق گردانا ہی بلفظ مستولین کہ وہ خبر خاص ہی
اور محذوف ہے بقرینۂ مقام - اور مذہب جمہور نحاۃ کا مانند سیبویہ وغیرہ کے یہ ہی کہ جب خبر خاص پر کوئی قرینہ دلالت کرے
تو حذف اُسکا جائز ہی اور چونکہ امام جعفر صادق علیہ السلام باتفاق جمہور اہل اسلام افصح الفصحا اور از جملۂ عرب عربا ہین
کلام انکا بجاے خود مستند ہوگا خواہ موافق نحاۃ کے ہو خواہ مخالف چہ جاے آنکہ بسبب پائے جانے قرینہ کے کلام
اُن حضرت کا مطابق جمہور نحاۃ کے بھی ہی - پس اب جاے اعتراض بھی باقی نرہی اور وہ قرینہ یہ ہی کہ علی کے معنی کلام
مین استعلا کے ہین اور استعلا اُنکے محاورہ مین بمعنی غلبہ و استیلا بھی آیا ہی چنانچہ ملاحظہ کتب لغت سے معلوم ہوتا ہی کہ
عرب کہتے ہین علوت الرجل ای غلبت پس معنی کانا علی الحق کے یہ ہونگے کہ کانا غالبین علی الحق والحق مغلوب عنہما
اور یہ جو معصوم نے فرمایا ہی کہ مراد حق سے امام بحق جناب امیر ہین امر حق ہی اور کچھ بعید نہین اسواسطے کہ لفظ حق کا
اطلاق خدا اور رسول اور امام بلکہ موت اور قیامت اور قرآن اور کلمہ اور کلام پر ہوتا ہی کما لایخفی پس اگر مراد حق سے
مولای برحق ہو خلاف حق لازم نہین آتا اور مخفی نرہے کہ اس مقام مین دو وجہین اور بھی ہین کہ حمل کلام معصوم کا انپر
صحیح ہی وجہ اول یہ ہی کہ علی بمعنی استعلا ہووے پس معنی کانا علی الحق کے یہ ہونگے کہ وہ دونون کہ عین باطل تہے
حق پر فوقیت لے گئے اور اُنہون نے حق کو پست کر دیا جیسا کہ معصوم دعای صنمی قریش مین ارشاد فرماتے ہین پس بنا بر
طریقہ جمع بین الحدیثین کے ارادہ اس معنی کا کلام معصوم سے صحیح ہوگا اور یہ نوع استعلا مستلزم استیلا بھی ہی پس اس
وجہ سے بھی مقدر ہونا لفظ مستولین کا صحیح ہوگا کما فعلہ المعصوم فتامل وجہ دوم یہ ہی کہ کلام عرب مین علی کو مقام
مخالفت اور مضرت اور عداوت مین بھی اطلاق کرتے ہین چنانچہ شایع و ذایع ہی کہ بیچ محاورہ عرب کے مقام جواب یا
اعتراض مین کہتے ہین وھذا لنا لا علینا یعنی یہ امر نافع ہی واسطے ہمارے نہ مخالف اور مضر ہمارے اور مشہور ہی کہ جب
اثناء راہ مین لشکر حُر جناب سید الشہدا سے ملاقی ہوا تو حضرت نے حُر سے فرمایا اعلینا ام لنا یعنی تو ہماری کمک کو آیا
ہی یا ہماری عداوت پر کمر باندہی ہی و ایضاً قال اللہ تعالی لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا لھا ما کسبت وعلیھا ما
اکتسبت قال صاحب الکشاف ینفعھا ما کسبت من الخیر ویضرھا ما اکتسبت من الشر پس بنا بر وجہ اسوجہ سے

معنی کانا علی الحق کے یہ ہونگے کہ وہ دونوں مخالف حق کے اور دشمن حق کے تھے اور یہی معنی قول آئندہ میں معصوم
نے فرمائے ہیں پس ارادہ اس معنی کا کلام امام سے اس مقام میں بھی صحیح ہوئیگا فافہم پھر معصوم علیہ السلام ارشاد فرماتے
ہیں کہ جو میں نے کہا ماتا علی الحق مراد اس سے یہ ہے کہ عداوت حق پر مرے یعنی جناب امیر کی عداوت تادم مرگ انکے دلوں
میں رہی اور تادم مرگ نادم نہوئے اس مقام میں علی کو معنی عداوت معصوم نے اطلاق فرمایا ہے جیسا کہ ہم نے وجہ
ثانی میں بیان کیا ہے پھر معصوم فرماتے ہیں یہ جو میں نے کہا فعلیهما رحمۃ اللہ یوم القیامۃ پس مراد رحمۃ اللہ سے رسول
خدا ہیں کہ وہ ان دونوں کے دشمن ہونگے روز قیامت اور انپر غضبناک ہونگے اور ان سے روز قیامت کو انتقام
لیویں گے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس مقام میں بھی علی کو معصوم نے مقام عداوت میں ارشاد فرمایا ہے اور رحمت خدا ہونا حضرت
رسالت مآب کا مقام شک وارتیاب نہیں حقتعالی خود فرماتا ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین بہرصورت اہل انصاف
پر معانی ان الفاظ کے ظاہر و باہر ہونگے کہ ہرگز یہ الفاظ مقام مدح شیخین میں وارد نہیں ہیں بلکہ سراپا یہ حدیث
رد و قدح شیخین پر دلالت کرتی ہے انتہی بلفظہ پس جناب ان تاویلات کو ملاحظہ فرماویں کہ آپکی تاویلات سے کہیں
بڑھی ہوئی ہیں فقط چھوٹے اور بڑے کا فرق ہے زیادہ کیا عرض کروں علاوہ لفظ اصحاب کے لفظ امام کا بھی اوپر
کافر کے اطلاق ہوتا ہے پس ہر ملحد اور زندیق مطابق معنی امام علیہ السلام حاشا عن جنابھم کلام مجید سے معنی مطابق
اپنے مطلب کے نکال سکتا ہے اور کوئی شخص قابل مدح نہیں ہوسکتا۔ اور حیرت یہ ہے باوجود اسکے کہ حضرت امام علیہ السلام تو
تقیہ سے معصوم اور مامون تھے پھر صاحب رسالہ کو لفظ توریہ لکھنا اوپر امام علیہ السلام کے جز ظلم کے کیا ہے چنانچہ ملا محمد یعقوب
صاحب کلینی درباب عدم تقیہ حضرت امام علیہ السلام یوں کہتے ہیں کہ جو صحیفہ امام جعفر صادق کا تھا اسمیں انکے لئے
یہ حکم تھا حدث الناس و افتهم ولا تخافن الا اللہ وانشر علوم اهل بیتک وصدق اباءک الصالحین فانک فی
حرز وامان یعنی تمام مخلوق کو فتوی دو اور انسے باتیں کرو اور کسی سے سوای خدا کے نہ ڈرو اور اپنے اہل بیت کی
علوم کو منتشر کرو اور اپنے آبا صالحین کی تصدیق کرو اسلئے کہ تم حرز و امان میں ہو اور طرہ یہ ہے کہ حاشیہ خلاصہ
صاحب استقصار کہ جنکی تحریر اور تحقیق پر جناب کو نازش ہے وہ لفظ اصحاب کو اوپر اہل بیت کرام علیہم السلام کے اطلاق
فرماتے ہیں چنانچہ تحت حدیث اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم میں یوں تحریر ہیں۔ مراد از اصحاب در حدیث
اصحابی کالنجوم الخ اہل بیت علیہم السلام اند گستاخی معاف آپکو لازم ہے کہ اس جناب کیخدمت میں یہ شعر لکھ بھیجئے ع
اے عہد شکن با تو اگر کار نبودی + کار دل ما اینهمه دشوار نبودی ۔ بعد اسکے آپ فرماتے ہیں کہ ابن ابی سلول وغیرہ
پر جنکا کفر متفق علیہ ہے اطلاق اصحاب کا مروج تھا ولو مجازا اول تو یہ قول جناب کا بلا سند ہے مجرد آپکا بیان کیونکر

مان لیا جاوے، دوسرے جناب کیخاطر سے مان لیتا ہون الا آپ یہ تو فرمائین کہ روز محشر رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اِس مردود کو پکارینگے کہ اے فرشتو اسکو کہان لئے جاتے ہو یہ تو میرے اصحاب مین سے ہے اور خدا اوسکے
جواب مین فرمائیگا لا تدری ما احدثوا بعدك اور اُسکا جواب رسول مقبول یہ فرمائینگے فاقول کما قال العبد الصالح
وکنت علیھم شھیدا الخ اور اُسکے جواب مین اللہ پاک فرمائیگا فیقال انھم لن یزالوا مرتدین علی اعقابھم یہ سب اثبات
حق کے اقوال ہین یا اتیاب عوال فاعتبروا یا اولی الالباب وقولوا ان ھذا لشئ عجاب حضرت یہ مرحلہ ایسا دشوار
گذار ہی کہ بڑے بڑون نے سپرین ڈالدین ہین ہتیار کھولدئے ہین یہ بیچارہ صاحب استفسار کہ تحریر لے پاک کے مرد
ہین کس گنتی اور شمار مین ہین ایک تحریر انہین حضرت کی آگے اسکے انشاء اللہ تعالی لکھونگا اوس سے آپ پر ظاہر ہوگا کہ
یہ حضرت انصاف سے کسقدر دور جاتے اور بہکا گئے ہین علاوہ اسکے حقیقی اور مجازی کیواسطے قرینہ بھی ضرور ہی کیونکہ
جب معنی حقیقت مہجور اور متعذر نہون تو ایسی صورت مین حقیقت کو ترک کرنا نہین چاہیئے کسواسطے کہ مجاز لباس
مستعار ہی اور لباس مستعار بحالت ضرورت کی ہے اور چونکہ بسبب غیر مہجور اور غیر متعذر ہونے حقیقت کی کچھ ضرورت
مستعار کی نہین ہی پس ایسی حالت مین ارادہ مجاز کا اور ترک حقیقت کا مناسب نہین ہی سوای اسکی ارادہ مجاز
کیلئے قرینہ صارفہ ظاہر الدلالۃ ضرور ہی نہ جناب کیطرح رجما بالغیب کا فر وملحد منافق سب پر اصحاب کا لفظ اطلاق کردیا
ع تم جسے چاہو چڑھا لو سر پہ اور صفت وثنا صاحب استفسار کی جناب کو ضرور چاہیئے کسواسطے کہ اس مذہب شیعہ
کی انہین کی ذات نے بزعم جناب کے آبرو رکھ لی ورنہ صاحب منتہی نے کوئی دقیقہ بے آبروئی اس مذہب کا اوٹھا
نہین رکھا تہا مجتہد صاحب نے تو جائیہ اجتہاد تہ کر ہی دیا تہا سبحان علیخان صاحب مواد حشو ولغو جمع کر ہی گئی تھے ع
قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند صاحب استفسار نے اپنے سر پگڑی باندہی تہا جو کچھ انکی طبع عالی مین مضامین اگلے
اور پچھلے مخیلہ ہوئے وہ سب انکی نزدیک وحی آسمانی ہوئے انکی لطافت تحریر کے دو ایک نمونے عرض کرتا ہون
انصاف فرمائیگا علی بن عیسی اردبیلی امامی اثنا عشری نے اپنی کتاب کشف الغمہ مین یہ حدیث لکھی ہی انہ سئل الامام
ابو جعفر علیہ السلام عن حلیتہ السیف ھل یجوز فقال نعم قد حلی ابوبکر الصدیق سیفہ بالفضۃ فقال الراوی اتقول
ھکذا فوثب الامام عن مکانہ فقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق من لم یقل لہ الصدیق فلا صدق اللہ
قولہ فی الدنیا والاخرۃ ترجمہ کسی شخص نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ تلوار کے قبضہ کو حلیہ کرنا درست ہی یا
نہین تب امام نے جواب دیا کہ ہان اسلئے کہ ابوبکر صدیق کی تلوار کے قبضہ پر بھی حلیہ چاندی کا تہا راوی کہتا ہی کہ اُسنے
امام سے عرض کیا کہ یا حضرت آپ بھی ابوبکر کو صدیق کہتے ہین یہ سنتے ہی امام اپنی جگہہ سے اوچھل پڑے اور کہنے لگے

کہ ہان وہ صدیق ہے ہان وہ صدیق ہے ہان وہ صدیق ہے جو کوئی اُسکو صدیق نہ کہے خدا اُسکی دنیا و آخرت
مین تصدیق نکرے ۔ قبل لکھنے لطافت عبارت صاحب استقصار کے اس حدیث کی باب مین جو گفتگو باخود ہا
علماء شیعہ مین ہوئی ہے کتاب آیات بینات سے التقاط کرکے لکھتا ہون بعد اسکے صاحب استقصار کی لطافت کو
بیان کرونگا ۔ قاضی نور اللہ شوستری نے احقاق الحق مین اس روایت سے انکار کیا ہے کہ کچھ پتہ و نشان اس روایت
کا کشف الغمہ مین نہین ہے بلکہ ایسی روایت کا کشف الغمہ مین موجود ہونا خلاف قیاس ہے اسلئے کہ اُس کتاب
مین پیغمبر خدا اور ائمہ اثنا عشر کا حال لکھا ہے نہ ابو بکر کا تو کیا وجہ تھی کہ مولف اُس کتاب کا ایسی روایت کو لکھتا چنانچہ
الفاظ عبارت قاضی صاحب کے یہ ہین وکذا الحال فیما نقلہ عن راس التعصب الجیف من حدیث حلیۃ السیف
لیس ذلک فی الکتاب عنہ اثر ولا خبر وایضا لا مناسبۃ لذکر ذلک فی ھذا الکتاب المقصود علی ذکر النبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم والائمۃ الاثنا عشر وذکر اسمائھم وکناھم واسماء اٰبائھم وامھاتھم وموالیدھم ووفیاتھم و
معجزاتھم کما لا یخفی علی من طالع ھذا الکتاب ۔ ایسی عبارت قاضی صاحب کی تکذیب قول مجتہد صاحب ہے کہ جو
طعن لا طائل مین لکھا ہے کرتا ہون ۔ روایت نعم الصدیق را استنا دکتب شیعیان نمودہ از کتاب کشف الغمہ نقل کردہ
چون اتفاق مراجعت بہ آن کتاب شدہ مصنف آن مولانا الوزیر علی بن عیسیٰ اردبیلی است از ابن الجوزی کہ از
مشاہیر علماء اہل سنت است روایت مذکورہ را نقل کردہ ۔ اس تحریر سے موجود رہنا روایت مذکور کا کشف الغمہ
مین ثابت ہوا آپ تکذیب توجیہہ مجتہد صاحب کی علامہ معز الدین کی عبارت سے کہ جو صدر کتاب امامت مین لکھتے
ہین کرتا ہون ۔ کہ کتاب کشف الغمہ از تصنیفات وزیر سعید اردبیلی است وانچہ در کتاب مستطاب مذکور است مقبول
طبائع وموافق مخالف است ۔ انتہی ۔ پس گو کہ صاحب کشف الغمہ نے یہ روایت ابن جوزی سے ہی لکھی ہو لیکن
جبکہ وہ التزام اس امر کا کر چکا ہے کہ جو روایات لکھی جائینگی وہ مقبول فریقین ہونگی ۔ پس توجیہہ مجتہد صاحب کی بیکار
ہوئی اب لطافت اور متانت صاحب استقصاء کی جسکو پیشوا امام صاحب ساتھ ان الفاظ کے تعریف فرماتے ہین ۔
(اور کتاب مستطاب استقصاء الافحام عجب کتاب متین ہے اور عجب تحقیق لطیف و تفصیل عنیف پر مشتمل ہے) سنئے حضرت
اس حدیث کی بحث مین فرماتے ہین ۔ اول آنکہ ازین کلام ارد شانے نہایت آنچہ مستفاد میشود این است کہ آنچہ در
کشف الغمہ مذکور است آنرا اہل حق ہم قبول مینمایند و بہ ردّ و انکار آن نمی پردازند و این امر آخر است و بودن روایات
کشف الغمہ از اجماعیات واتفاقیات اہل حق و اہل خلاف کہ مخاطب مدعی آن است امر آخر زیرا کہ مفہوم ثانی آنست
کہ اہل حق در روایت این روایات شریک اند و از قبول کردن آن روایات این معنی مستفاد نمی شود چہ قبول کردن

بانخصوصہ ہم متصور است کہ اہل خلاف روایت آن کردہ باشند واہل حق قبول نمودہ باشند وقول گاہی باین معنی
است کہ این روایت را صحیح مسیدانیم وانچہ دران مذکور است آنرا حجت میگیریم وگاہے باین معنی کہ چون آن بر بعضے
مطالب خود احتجاج میکنیم پس براے این امر قبولش کردہ ایم نہ باین معنی کہ خصم ما بہ آن بر ما احتجاج نماید۔ دوم آنکہ کلام
زر دستانی محمول بر اصول ومقاصد آن کتاب است یعنی انچہ دران کتاب برای احتجاج واستدلال از اہل خلاف نقل فرمودہ
مقصود بالذات است مقبول اہل حق ہم است نہ اینکہ انچہ مقصود بالذات نیست ومحض استطرادا وتبعا نقل شدہ آنہم مقبول
است ولیاقت حجیت نزد اہل حق دارد حاشا وکلا۔ اس عبارت کو جناب ہماری ملاحظہ کرین قصور معاف مجذوب
کی بڑ معلوم ہوتی ہی یا جانورون کی بولی یا نہ یا نات مجانین کسی جگہ سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ حضرت کیا قبول فرماتے
ہین اور کیا انکار کرتے ہین اور لفظ قبول آپکی کس جگہ تہافت ہی اور کس جگہ لطافت لاحول ولا قوۃ الا باللہ ایسا جواب تو
کوئی نادان شیعہ بھی نہ لکھیگا جیسا کہ حامد حسین خان صاحب سرمایۂ افتخار حضرات شیعہ نے لکھا ہی اس مقام کو صاحب
آیات بینات نے خوب لکھا ہی اننتیا ۔ عرض کرتا ہون صاحب استقصاء الافحام نے کہ جسکی کتاب پر آجکل شیعون کو
بڑا فخر ہی نہایت جودت طبع کو دخل دیا ہی اور اپنی دقیقہ فہمی اور نکتہ سنجی سے اسکا جواب دیا ہی کہ اس کلام زر دستانی
سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ جو کشف الغمہ مین مذکور ہی اسکو اہل حق بھی قبول کرتے ہین اور اسکا انکار نہین کرتے اور یہ امر
آخر ہی اور ہونا روایات کشف الغمہ کا اجماعیات اہل حق اور اہل خلاف سے دوسرا امر ہی اسلئے کہ قبول کرنا کبھی
اسلئے ہوتا ہی کہ اپنے واسطے حجت پکڑین نہ کہ اس لئے کہ ہر مخالف اس سے ہم پر حجت پکڑے علاوہ اسکی کلام زر دستانی
محمول اصول اور مقاصد کتاب کشف الغمہ پر ہی کہ جو مقصود بالذات ہی اور وہ مقبول اہل حق ہی نہ کہ وہ جو مقصود
بالذات نہین ہی وہ بھی مقبول ہی کہین صاحب استقصاء کی اس تحریر کا مطلب نہین معلوم ہوتا اور اس سے یہ مشکل
مسئلہ حل نہین ہوتا۔ ہمارا یہ قول ہی کہ مولف کشف الغمہ مین جو روایت لکھی ہی خواہ وہ اپنے بیان سے لی ہو خواہ
سنیون سے وہ روایت وہی ہی جسکو علماء شیعہ نے قبول کیا ہی اور اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ یہ روایت نعم الصادق
ہی مقبول علماء شیعہ ہی خواہ مولف موصوف نے اپنی کسی عالم کی کتاب سے نقل کی خواہ ابن جوزی کے کسی نسخہ سے لی ہو
اور اس سے مجتہد صاحب کی وہ توجیہ کہ یہ روایت ابن جوزی سے نقل کی ہی باطل ہوتی ہی اور صاحب استقصاء کی
تحریر سے کچھ مطلب حاصل نہین ہوتا حقیقت مین وہ بیچارہ کیا کرے ایسا بردمات پڑ گیا ہی کہ نہ کچھ کہہ سکتا ہی اور نہ
کچھ جواب دیسکتا ہی اپنے مجتہدین اور علماء کے اضطراب پر حیرت کرکے جہانتک اس سے ہو سکتا ہی انکی بات بناتا ہی اور
چونکہ بہونڈی بات کو کوئی سوای ایسی ابلہ فریب تقریرون کے سچ کرکے دکھلا نہین سکتا اسیواسطے وہ بھی ایسی ہی پوچ

باتون سے اپنا دل خوش کرتا ہی اور نہایت تعجب کی بات ہی کہ ایسی توجیہ لاطائل جو صاحب استقصا رنے کی ہی
کسی لڑکے کی زبان سے بہی نہ نکلے گی یعنی اسکا تو اقرار ہی کرتے جاتے ہین کہ جو کچہ کشف الغمہ مین لکہا ہی وہ مقبول
فریقین ہی اور جب اہنکو بعض روایات مین اپنے مذہب کے حق مین مضر جانتے ہین تو اُسکی توجیہ اسطرح کرتے ہین کہ مقبولیت
سے صرف انہین روایات کی مقبولیت مراد ہی جس سے ہم حجت کرین نہ کہ وہ روایات جس سے مخالف ہم پر حجت
کرے یا قبول سے اُن روایات کی مقبولیت مراد ہی جو کہ مقصود بالذات ہین نہ وہ روایات جو کہ مقصود بالذات نہین
ہین اور یہ خیال نہین فرماتے کہ ایسی توجیہات پوچ دلچر کو مخالف کب سُنے گا اور وہ ایسی باتون کو کب مانیگا
انتہی بلفظہ بعد اسکے اور توجیہات صاحب استقصا کو رد کیا ہی بسبب طوالت کے اُسکی اعادہ سے اعراض کیا دوسری
تشانات اُن حضرت کی اور دکہاتا ہون کتاب عبقات الانوار مین حضرت نے جس جگہہ بحث تشییع ہارون الرشید
وغیرہ کی فرمائی ہی اور جرح وطعن تحریر فاضل کامل مولوی رشید الدین خان مرحوم پر کی ہی اور شرح عبارت مجالس
المومنین فرمائی ہی قابل ملاحظہ کے ہی سب بترتیب درج قرطاس کیجاتی ہی عبارت مفتی رشید الدین خان مرحوم چہارم
آنکہ قاتلین ائمہ اطہار و اولاد ابرار شان تقبیح تر این نحا قتل زد بعضے کبرای امامیہ در زمرۂ رفقیۂ شیعہ داخل اند
چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری در مجالس المومنین در مجلس ششم کہ معنون است بہ آنکہ مجلس ششم در ذکر ملوک نامدار
و سلاطین کامگار از فرقہ ناجیہ اولوالبصائر والابصار در ترجمۂ منصور دوانقی فرمودہ چون در اوائل خلافت علویہ
با او در مقام خلافت بودند شیعہ را از متابعت او منع کردہ میگفتند کہ خلافت حق آل علی است ابوجعفر مضطر گردید
تدبیر حال خود در آن دید کہ با اہل سنت وجماعت موافقت نماید و بہ امداد ایشان ہجوم علویہ را از خود دفع نماید
لاجرم در یکی از مجالس از روی خشم قسم یاد کردہ گفت واللہ لارغمن انفی وانوفہم وارفع علیھم بنی تیم وعدی یعنی بینی
خود و بینی علویہ را برخاک خواہم مالید وعلی رغم ایشان بنی تیم وبنی عدی را کہ عبارت از ابوبکر وعمر باشند بر حضرت
امیر المومنین تقدیم خواہم نمود و اظہار مذہب اہل سنت وجماعت خواہم کرد پس بمقتضای قسم خود عمل نمود در خطبہ ذکر
خلفاے ثلثہ را بر ذکر حضرت امیر المومنین تقدیم نمود و دشمنی آل علی را آشکارا کرد و بسیار کس از سادات وعلویان را
بکشت و در دیوار جامع منصور کہ در بغداد است بسیاری از بنی فاطمہ را زندہ دفن کرد و محمد و ابراہیم ابنای عبداللہ
بن الحسن بن علی بن ابی طالب بروی خروج کردند و لشکر فرستاد تا ایشانرا بقتل آوردند و اظہر سبب آن بود کہ نظر
بر آن اعمال عقوبت مآل کہ بے شبہ طریق عفو و شفاعت حضرت پیغمبر و آل را برو بستہ و ساختہ ذکر او را درین کتاب
نیاریم و مثال او را بہ اہل سنت ارزانی داریم اما چون بنای کتاب بر رعایت جانب اعتقاد بود و معتقد امتصور

مذکور در مقامیکه او را خوف زوال نبود اظهار تشیع قولاً و فعلاً می نمود چنانچه بعد ازین مذکور خواهد شد انتهی ما اردنا نقله
و این عبارت پر بشارت با وجود نص بودن آن بر تشیع منصور دوانقی مشتمل بر فواید بسیار است که تنبیه بر بعض آن برای
اهتزاز طبائع ناظرین درکار است از انجمله است نهایت حمایت منصور به ذکر بدایت علویه در خلافت و ترغیب
بر او و منع نمودن به شیعه از متابعت او و قتل ایشان را باضطرار که موهم عذر مسموع از طرف او در قتل و هتک
حرمت و آشکار کردن دشمنی سادات میشود و از انجمله است آنکه تشیع هیچ مشرب منصور مع المشار الیه است که با وجود
آشکارا کردن دشمنی آل علی و قتل بسیارے از ایشان و دفن کردن بسیارے از بنی فاطمه زوال نمی پذیرد و از انجمله است
آنکه اعتقاد تشیع با وجود بند شدن راه عفو و شفاعت حضرت پیغمبر و آل از بعض اهل آن هم منقطع نمی شود زهی مذهب قوی
بنیاد که استحکامش قوی تر از بنیاے هرمان[۱۵] - و اگرچه لطافت این عبارت بسیار است لیکن روماً للاختصار بر همین
قدر اکتفا رفت - و نیز جناب قاضی صاحب در کتاب مذکور در مجلس پنجم در ترجمهٔ هارون بعد ذکر واقعه حبس کردن
و بشهادت رسانیدن او حضرت موسی کاظم را ارشاد کرده که هارون با اینهمه اعمال و خامت مآل که بواسطه حب جاه
از و سر زده در عقیده تشیع راسخ بود و از نصرت آن مذهب مسرور می بود لاجرم چنانچه که در مجلس پنجم گذشت هموار ه
هشام ابن الحکم را از تلامذهٔ حضرت امام جعفر صادق بود با علمای اهل خلاف در مباحثه مذهب انداختی و ایشان را
در شکنجه مناظرهٔ او مالیده ملزم ساختی و به آن مفتخر و مسرور بودی و هشام را جواهر و عطایا مقرر فرمودی صاحب لطائف
آورده که در ترجمهٔ هارون الرشید از تاریخ نیشاپور که تالیف حاکم ابی عبدالله نیشاپوری است مسطور است که روزے ذکر
آل ابی طالب نزد رشید میگذشت رشید گفت که عوام توهم کرده اند که من علی و اولاد او را دشمن میدارم و الله چنین
نیست که ایشان گمان کرده اند و خدا میداند شدت محبت مرا نسبت به علی و حسین و حسن علیهم السلام و معرفتی که مرا بفضل
ایشان حاصل است لیکن چون ما طلب خون ایشان از بنی امیه نمودیم و خدای تعالی ما را سلطنت روی زمین داد و علویین
را بخود نزدیک ساختیم و با ایشان مخالطت نمودیم بر ما حسد بردند و از هر طرف بر ما خروج کردند و خواستند که سلطنت
را از دست ما بردن برند انتهی ما اردنا نقله و فوائد ثلثه که آنفاً در عبارت اولی از مجالس المؤمنین مبین شده ازین عبارت
هم مستفاد بلکه جنایت قتل امام بحق که از اشد جنایات است بر آن مستزاد و چون از عبارات مجالس المؤمنین قاضی نورالله
شوستری معاندت و معادات ظاهره شیعه که بعض سلاطین عباسیه باشند با ائمه طاهره و اولاد عالی درجات آنحضرت
واضح پس ثبوت عداوت ظاهره و اسارت باهره از بعض افراد شیعه نسبت بائمه امجاد از حکم محکم قاضی عدل مستفاد و
داخل کننده همچو اعادی بدکردار در زمره شیعه ابرار اولی البصائر و الابصار محض بر اقوال آن فحاز که از قبیل اقرار العاقل

[۱۵] [illegible]

لغضب است از اعاظم موالیان حیدر کرار و آن همه کردار عجائب اطوار علمائے خود را فراموش کرده اہل سنت را بتقضای
دینداری و انصاف شعاری معرا از ولائے اہل بیت سید الانبیاء گفتن از نوادر روزگار باشد انتہی و این ہمہ فغان
و غریو فاضل رشیدی بمحض تغافل و عدم تدبر و تامل است چہ پر ظاہر است کہ نسبت تشیع عام بہ قاتلین ائمہ اطہار و
اولاد ابرار ایشان ہرگز موجب لوم و طعن و عیب و ثلب بسبب رمز و طنز تہکم و غمز دیگی تواند شد زیرا کہ قاتلین ائمہ علیہم السلام
نزد اہل حق کافر اند و اشقی الاولین و الآخرین پس تشیع عام کہ دران بسیارے از فرق ہالکہ و ضالہ داخل اند اگر بایشان
منسوب شود ازان حقیت و نجات و تجلیل و تعظیم شان ثابت نمی شود آری از ثبوت تشیع ایشان لائح میگردد کہ ایشان
امام بحق بعد جناب رسالت مآب صلعم حضرت امیر المومنین را میدانستند و خلافت ثلثہ را باطل و چون بسیارے از ائمہ و
اساطین اہل سنت این عباسیہ را خلفائے برحق میدانند و مبالغہ در تجلیل و تعظیم شان عینمایند پس بہ اثبات تشیع عباسیہ حقیت
خلافت بی فاصلہ جناب امیر المومنین و افضلیت آن حضرت بر زبان ائمہ و اساطین سنیہ ثابت شود و نیز کثرت معتقدین
خلافت بے فاصلہ جناب امیر المومنین در زمان اول ثابت شود و زعم واہی تفتازانی و امثال او باطل گردد اما
تشبث بعنوان مجالس ہشتم کہ دران صاحب مجالس عباسیہ را ذکر کرده پس آن ہم بعنوان بے انصافی مقرون است
زیرا کہ درین عنوان مذکور است یکی ملوک نامدار و دیگر سلاطین کامگار پس از کجا ثابت توان کرد از فرقہ ناجیہ بودن
والانصار بیان ہر دو لفظ است بلکہ می گوئیم کہ از فرقہ ناجیہ الخ بیان سلاطین کامگار است و پس بنا برین آن
سلاطین کہ معتقد جمیع اعتقادات حقہ و کل ضروریات مذہب اہل حق بودند داخل در سلاطین کامگار باشند و کسانیکہ
بسبب مخالفت بعضی عقائد حقہ خارج شدند از اہل حق مثل بنی العباس و غیر ایشان داخل ملوک و صفت شان بہ
نامدار بنا بر شہرت دنیا و می و صیت حکومت است نہ باعتبار دین فتامل و انصف حتی یاتیک الیقین انتہی ما اردنا
نقلہ من العبقات لاولی الالباب من کلام المفتی الرشید و القاضی السعید و سید السادة الالباب اب آپ تھکو
اس متانت اور رزانت کا لطف دکہائیں اور لطافت اور نظافت اس تحریر کی تجہکو بتائیں کہ بجز انتشار و پریشانگوئی
کہیں استقرار و محکمیت کلام میں نہیں سراپا خامہ فرسائی اور محض طول عمل کیا ہے حاجت شرح کی نہیں اصل مطلب سنئے
کہ حضرت نے تین رنگ بدلے ہیں اول شیعہ عام و خاص دوم ملوک نامدار سے مراد شیعہ عام سوم سلاطین کامگار سے
مراد شیعہ خاص یعنی اثنا عشریہ بجز اس دعوے محض کے دگر ہیچ فما ھی الا اضحوکة الناس و مواد الفساد و سوئ الوسوسة
حتی بعثت علیہما الجابلین و باہی بہا الشیاطین علاوه دیگر قبائح کے بیان انکا تطویل ہے چند باتیں عرض کرتا ہوں کہ
حضرت نے ہارون الرشید کی شیعیت کو عام قرار دیا ہے اور ثبوت اوسکا کچھ نہیں بلکہ علی الرغم شیعیت خاص آسکی ثابت

ہی کیونکہ قاضی صاحب فرماتے ہین ہمواره ہشام بن الحکم را کہ تلامذهٔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بود
با علماے اہل خلاف در مباحثہ مذہب تداخل و ایشانرا در شکنجہ مناظره ادبالیده ملزم ساختی و بہ آن مفتخر و مسرور
بودی و ہشام را جواہر و عطایا مقرر فرمودے ۔ اور دوسری جگہہ تو دیون رقمطراز ہین ۔ آمدے از ثبوت تشیع
ایشان لائم بیگر دد کہ ایشان امام برحق بعد جناب رسالت مآب صلعم حضرت امیر المومنین را میدانستند و خلافت
ثلثہ را باطل ۔ آپ غور فرمائین کہ ہشام بن الحکم جو تلامذهٔ حضرت جعفر صادق اور شیعہ خاص سے ہے اور جسکی تعریف
مین مجتہدین لکھنؤ ہی تر زبان ہے ہارون الرشید اُسکے مباحثات اور اُسکے الزامات سے جو وارد علی اہل الخلاف
ہون خوش ہو اور اُس پر مسرور و مفتخر ہو اور باعانت اور صلہ اُسکے اُسکو جواہر و عطایا مقرر فرماوے اور عقیدهٔ
حقیت خلافت بلافصل جناب امیر و بطلان خلافت حضرات ثلثہ کہ جو اصل الاصول اور اخص العقائد اور اعظم الفروق
مذہب اثناعشری مین ہے اور بقول قاضی صاحب بنای کتاب بر رعایت جانب اعتقاد ہی ایسے عقیدهٔ شریفہ کو دل
مین رکھکر ساتھ خواص شیعہ کے مساہم اور مشارک ہو پہر بہی عوام شیعہ مین داخل اور خواص شیعہ سے خارج سمجھا جاوے
آپ منصفین صادقین سچ فرماؤ کہ کیا فرق اوسکا باوجود ان وجوه کثیره کے خواص شیعہ سے رہا خصوصیت اور
وحدت اُسکی تو خود ابتہاج و افتخار الزامات و مباحثات ہشام بن الحکم سے ثابت ہو چکی اور کچہہ شک نہین کہ معاونت
اور مفاخرت اور مسرت اُسکی ان امور مین ثمرهٔ موافقت اور نتیجہ رغبت بلکہ وحدت سمجہی گئی پس جو ہشام کو کہو
وہی اوسکو کہو خدا اُنکو انصاف دے اور قلب صاف و شفاف ولاجواب عندنا لاہل الاعتساف باقی رہے معنی
ملوک نامدار و سلاطین کامگار کے سہ کیا کہون کچہہ کہا نہین جاتا + اور چپ بہی رہا نہین جاتا ۔ ان حضرت کو
کس سے تشبیہہ دون اور انکے اقوال کو کیا کہون سفسطہ کہون یا شقشقہ کیا کہون بے سر و بن سراسیمہ و تشتتانہ
فرماتے ہین میری سمجہہ مین کچہہ نہین آتا کہ کہان سے اخذ و ایجاد اس معنی کا کیا ہے یہ معنی حضرت کے شکم زاد ہین معلوم ہوتا
ہے کہ دراثنہ حدیث کبر بطنی سے حضرت نے بکر فکر سے پیدا کئے ہین ورنہ ظاہر عبارت ملای شوستری سے کنایۃ یا
صراحۃ کہین پتہ نہین چلتا اور تفرقہ نہین پایا جاتا ۔ اب آپ ہی انصاف کرین کہ بجز انتشار و اضطرار و تذبذب
و تزلزل کے کہان متانت و استقرار اور کس جگہہ رزانت و وقار اس تحریر لطیف اور تفصیل منیف مین پایا جاتا ہے
اب کہان تک سید صاحب کی تحریر کی ادہیڑ بن کرون جناب کی ملالت کا ہی خیال ہے چونکہ اس بحث مین ذکر
رجعت حضرت صاحب الامر والزمان کا ایک جگہہ آگیا ہے ایک لطیفہ مولانا حیدر علی صاحب کا کہ جو رسالہ منتہی الکلام
مین لکہا ہے بے اختیار یاد آیا چونکہ خالی از فائده نہین اسواسطے عرض کرتا ہون ۔ بنارس کے کوتوال مرزا ابا بخش

نے جب بروایتین رجعت کی سنین اور امام مہدی کا طرف عراق سے آنا اور شیخین مظلومین کا قبرون سے نکالا جانا سنا ایک
پھنکار ایسی ماری کہ امام باڑہ ہل گیا لوگون نے سبب پوچھا کہا صاحبو جبھی تک امید تھی اس ریاست کی کہ صدیق و
فاروق نہ آئے تھے اونھون نے جب شیر خدا کو قابو مین کر لیا تو یہ مہدی بیچارہ انکے سامنے کیا کر سکیگا خلافت مین کیا
چلیگا ہاے رجعت مین جو آس بندہی تھی وہ بھی ٹوٹ گئی - بحث کتاب وجیزہ سبحان علیخان مین جو جناب نے یہ فقرہ لکھا
ہے (کہ فرقہ ناجیہ خلافت ثلثہ کو خلافت رسول کب جانتے ہین) یہ تحریر جناب کی عدم واقفیت حدیث ائمہ اطہار پر
دلالت کرتی ہے یا ایک معمولی جواب ہے جسکو علما جناب کے ہمیشہ لکھا کرتے ہین اول حدیث جناب امیر کی اثبات خلافت
حضرت خلیفہ اول مین کتاب نہج البلاغت مین مشہور اور معروف ہے اصل عبارت عربی بسبب طوالت کے نہین لکھتا صرف
ترجمہ پر اکتفا ہوتا ہے - خدا انعام کرے فلان (یعنی ابوبکر) پر جسنے کجی کو راست کیا جسنے امراض نفسانیہ کی دوا کی -
جسنے سنت کو پیغمبر کے قائم کیا اور بدعت کو دور کیا اس دنیا سے پاکدامن کم عیب خلافت کی خوبی پائی اور اسکے فساد
سے پہلے رحلت کی خدا کی اطاعت کو اچھی طرح ادا کیا - اور موافق حق کے پرہیزگاری کو پورا کیا کوچ اس دنیا سے
اور چھوڑ گیا آدمیون کو شاخ در شاخ راہون مین کہ نہ گمراہ ہدایت پاتا ہے اور نہ راہ پانیوالا یقین حاصل کرسکتا ہے اب
جناب کے ہاتھ انصاف کہ فرقہ ناجیہ کا دعوی عدم تعارف خلافت رسول مین صحیح ہے یا ارشاد جناب امیر علیہ السلام کا
اثبات خلافت مین درست ہے - اس حدیث جناب امیر مین جو حضرت صاحب تقلیب المکائد نے خدشات لکھی ہین اور
جواب اسکا مولانا حیدر علی صاحب نے ازالۃ الغین مین تحریر کیا ہے اگر لکھون تو طول ہوا اور خارج از بحث کیونکہ خلافت مین
شروع ہوجاوے اسواسطے جناب کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ اگر کتب مذکورہ جناب کو دستیاب ہوجاوین تو
ملاحظہ فرما لیا جائے ورنہ اس کمترین کو آگاہ کیا جائے کہ انکی مشکل آسان کردیجائے - دویم وہ حدیث اصحابی کالنجوم
کی جسکو اوراق سابق مین عرض کرچکا ہون جب خلافت انکی حق نہو سکے تو ہدایت پانا ان لوگون سے کیسا - سویم
حدیث هما امامان عادلان کہ جسکی بحث اوپر ہو چکی ہے اگر خلافت انکی حق نہ تھی تو لفظ امام و عادل وغیرہ کا زبان
امام علیہ السلام کیسا - چہارم حدیث حلیۃ السیف کی دیکھئے لفظ صدیق کا کیسا اور خلافت حقہ کے دلالت کرتا ہے
پنجم حدیث امام موسی رضا علیہ السلام کی کہ جسکو ابن بابویہ قمی نے کتاب معانی الاخبار مین نقل کیا ہے عن الحسن بن علی
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واله وسلم ان ابا بکر منی بمنزلة السمع وان عمر منی بمنزلة البصر وان عثمان منی بمنزلة
الفواد یعنی امام حسن علیہ السلام روایت کرتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر بمنزلہ میرے سمع کے
ہے اور عمر بمنزلہ بصر کے اور عثمان بمنزلہ دل کے پس جو شخص کہ سمع و بصر و دل پیغمبر خدا ہو وہ کیونکر قابل خلافت کے نہو اور

فرقہ ناجیہ کا نہ ہاتہ آیا یہ دلیل اوپر عدم نجات اُسکی کے ہی ع تا نہ بخشد خدائے بخشندہ شیشم دعا صحیفہ کاملہ کہ جسکو حضرات
شیعہ ہر روز بجائے قرآن کے تلاوت کرتے ہیں حضرت امام سجاد علیہ السلام سے ساتھ ان الفاظ کے موجود ہی اول جسکا یہ ہی
اللهم واصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاصۃ الذین احسنوا الصحابۃ والذین ابلوا البلاء الحسن فی نصرہ اور آخر
اُسکا یہ ہی اللهم وصل علی التابعین من یومنا الی یوم الدین وعلی ازواجھم وعلی ذریاتھم انکے الفاظ پر بتامل نظر فرمائیے
اور دلمین سوچیے کہ یہ الفاظ کن امور پر دلالت کرتے ہین مفہوم حدیث کلینی کی جسکے مصداق حضرت سید محمد صاحب مجتہد
بھی ہین ساتھ اس عبارت کے (ونہایت آنچہ ازین حدیث ظاہر می شود این است کہ مہاجرین ماذون بجہاد کسری و
قیصر بودند) بعد اسکے جو تاویلین مجتہد صاحب نے تحریر کی ہین اور مولانا حیدر علی صاحب نے ازالۃ الغین مین اوسکا جواب دیا
ہی بسبب طوالت کے عرض نہین کرسکتا الا امام جعفر علیہ السلام نے اپنے کلام سے خلافت خلفاء راشدین کے ثابت
ایسی کی کہ تمامی روی زمین کے حضرات شیعہ جمع ہون تب بھی ابطال خلافت کا نکرسکین اسکے سوا بہت احادیث اثبات
خلافت خلفاء راشدین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کتب شیعہ مین موجود ہین کتب کلامیہ ملاحظہ فرمائیے بملاحظہ اُنکے وسوسہ
عدم انعقاد اجماع وشدت اختلاف اقوال صحابہ جو قبل انعقاد اجماع ہوا تہا سب رفع ہوجائیگا۔ بتاکید عبارت وغیرہ
آپنے ایک فہرست قایم کی ہی کہ یہ خلافت تو ایسی تہی کہ جسمین اولاد رسول کی تذلیل اور اذیت مباح سمجھی جاتی تہی اور
بنت رسول کی حق تلفی ہوتی تہی دروازہ گرایا جاتا تہا خانۂ اہل بیت رسول پہونکا جاتا تہا الی آخرہ ایک قسم غصب فرج
کو آپنے اس فہرست مین مندرج کیون نہین فرمایا کیا یہ رقم جناب کے نزدیک اُن رقوم مندرجہ فہرست بالا سے اشنع سمجھی
جاتی ہی علماء نے تو جناب کے کچھ بھی حقیقت اگی غصب خلافت کے نہین سمجھی ہی کیا جناب نے ارشاد سراپا رشاد قاضی
نور اللہ شہید ثالث کا مصائب النواصب مین نہین دیکھا ترجمہ اُنکے اقوال کا ازالۃ الغین سے عرض کرتا ہون۔ آنچہ
دعوی کرد از برائے خود از امامت از روی ظلم وجور وتعدی وخلاف بر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبدفع امامی کہ
نصب کرد او را خدا ورسول خدا واستیلائی او بر مومنان تا پس خلافت خدا ورسول اعظم است نزد حقتعالی از اغتصاب ہزار
فرج از زنان مومنہ چہ جای فرج واحد۔ اب جناب کو لازم ہی کہ آیندہ اگر اتفاق تسوید تحریر کا ہو فہرست مذکورہ بالا مین
بکشادہ پیشانی اس رقم بے بہا فرج کو بھی درج فرمائیے گا کہ باعث سرور وخنکی چشم حضرات شیعہ کا ہوگا استغفر اللہ یہ کیسی
بوی محبت اہل بیت کی حضرات شیعہ کے دماغ مین سمائی ہی کہ جس سے درپردہ بلکہ کہلم کہلا دشمنی پائی جاتی ہی مصرع
ستم درپردہ کرتے ہو بظاہر پیار کرتے ہو۔ دیکہیے لفظ ۸۰ و ۰۰ ۲ و ۳۴ پر جناب نے کیا کچھ نہ فرمایا کسی کا ازار بند کہولا کسی کا
پاجامہ اوتارا اب اس تحریر پر قاضی صاحب کے حق مین کیا کچھ فرمائیں گے کیا عرض کرون ہر وقت ادب مانع ہوتا ہی دنہ

اس ازار بند اور پاجامہ کا جواب ایسا دیتا کہ کچھ دنون یاد رہتا افسوس ؎ ز جوش شکوہ بیداد دوست ترسم مباد مہر سکوت از دہن فرو ریزد + جناب نے اس فہرست میں پرانا سوگنامہ حضرات شیعہ کا درج فرمایا کہ جسکو سنتے سنتے کان اہل حق کے بہر گئے اور جوابدہی دیتے منہ تھک گئے بلکہ حضرات شیعہ کی بہی آنکھون مین روتے روتے ناسور ہو گئے بقول کسی شاعر کے ؎ سیل اشکم رفتہ رفتہ در گلو زنجیر شد + طفل دامنگیر با آخر گریبان گیر شد - کوئی نیا مرثیہ فرمایا ہوتا کوئی نیا نوحہ ارشاد کیا ہوتا کہ آنسو ہی پونچھے جاتے - جناب من یہ وہ خلافت حقہ ہے کہ اگر یہ خلافت قایم نہوتی تو حضرات شیعہ کی امامت نہ کا نہ بہی قایم نہوتی - معاذ اللہ آپ صدیق اکبر اور فاروق اعظم کی نسبت ایسا فرماتے ہین حق تلفی ہوتی تہی دروازہ گرایا جاتا تہا خانہ اہل بیت پہونکا جاتا تہا - غور کیجیے کہ جب لقب صدیق اور فاروق حضرت خلیفہ اول و ثانی کا منہج المقال بروایت فضیل کہ منجملہ اجلہ اصحاب ائمہ اطہار ہے ذیل حدیث ان الجنۃ لیشتاق الی ثلاثۃ مین معترف ہو تب یہ لقب اور رحمت و شفقت کے دلالت کریگا یا بغض اور ظلم اور نقمت کی اور غدار اور طائفۃ الماوی کی جو یہ نسبت خلفاء کے تحریر فرمائی مجھکو حیرت ہوئی کہ آپ یہ تقریر عالمانہ اور محققانہ فرماتے ہین یا تجاہل عارفانہ کیون جناب کسکی خلافت کے عہد مین عرب سے عجم تک فتح ہو کر دائرہ اسلام میں عرصہ زمین در آیا کسکی خلافت مین ہمالیہ پہاڑ تک پہریرہ نشان اسلام کا اوڑایا گیا کسکے خلافت کے زمانہ مین حضرت شہربانو تشریف لا کر امام سجاد علیہ السلام کی مان بنائی گئیں کسکے خلافت مین مرتدین کا سر اوڑایا گیا کسکی خلافت مین منکرین رسول کا قلع قمع کیا گیا بقول استاد ؎ دریدو برید و شکست و ببست + یلان را سر و سینہ و پا و دست - یہی معنی خلافت و کار نبوت کے ہین یہی فضل عند اللہ اور یہی رشد خالصاً لوجہ اللہ مقبول و پسندیدہ ہے کیسا دین چمکتا گیا کیسے کیسے کفرہ و فجرہ مثل مردہ شیاطین سوختہ شہاب ثاقب اسلام اور واصل و فانی فی النار بواسطہ حسام ہوئے و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اگر طائفۃ الماوی کی ہوتی تو بعد اس خلافت حقہ کے ہوئی بقول شخصے طویلہ مین لتیا د ہو گیا نہ ایک ملک فتح ہو کر داخل حوزۂ اسلام ہوا نہ کہین اسلام شائع ہوا نہ کہین بلاد مفتوحہ مین امن و امان رہی بلکہ فتح شدہ ہوئے ملک بیقدر اطاعت اسلام سے جاتے رہے یہانتک کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے خلع بیعت فرمایا اور بخوف ازدیاد فتنہ و فساد گھر بیٹھ رہے کہ جیسے حضرت امام حسین نے جو کچھ فرمایا کتب کلامیہ مین دیکھ لیجیے یا مجتہد صاحب سے پوچھ لیجیے بخدا کمترین ایسی قسم کی تحریرات سے بہت دور ہے میرا یہ طریقہ نہین ہے نہ مذہب نہین ہے نہ کیش نہین ہے نہ ملت نہین و بال اسکا اوپر گردن تحریر حضرت پیر امام صاحب کے ہے اور آیہ کریمہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الآیہ جناب نے اثبات خلافت جناب امیر مین تحریر فرمایا بیساختہ تحریر لاو مجلسی کی کہ جو رسالہ رجعیہ ذیل حدیث ششم مین ہے یاد آئی اگرچہ یہ عقیدہ اہل سنت و الجماعت کا بیان

ملا صاحب کی زبان سے بی لگا ؤ ہے معاذ اللہ نہ کسی سنی کا ایسا بیان ہی اور نعوذ باللہ نہ ایسا عقیدہ مثل مشہور
نقل کفر کفر نہ باشد لکھتا ہون۔ شیخ صدوق محمد بن بابویہ قمی وغیرہ از اکابر محدثین رضوان اللہ علیہم اجمعین بہ سند معتبر
از سعد بن عبد اللہ قمی روایت کردہ اند کہ او گفت روزے مبتلا شدم بمباحثہ بد ترین نواصب بعد از مناظرات بسیار گفت
وای بر تو و اصحاب تو شما گروہ روافض مہاجران و انصار را طعن میکنید و انکار محبت پیغمبر نسبت بہ ایشان مینمائید
اینکہ ابو بکر بسبب زود مسلمان شدن از ہمہ صحابہ بہتر بود و از بسکہ پیغمبر او را دوست میداشت در شب غار او را با خود برد
و چونکہ میدانست کہ او بعد از آنحضرت خلیفہ خواہد بود کہ مبادا او تلف شود و امور مسلمانان بعد از و معطل شوند حضرت
امیر المومنین بن ابی طالب را بر جاے خود خوابانید برای آنکہ میدانست کہ اگر کشتہ شود ضررے بامور مسلمانان نمیرسد
انتہی بقدر الضرورۃ آپ اسکا جواب عاقلانہ ارشاد فرمائے گا مگر ایسا نہ فرمائیگا جیسا کہ ملا صاحب نے خود بذیل اسی تحریر
کے بزبان حضرت صاحب الامر والزمان علیہ السلام حاشا عن جنابہم لکھا ہی ورنہ بڑی مشکل آپکو پڑیگی واقعی حضرت ملا
صاحب جو ٹھٹھولی کے توڑے اور طوفان کے پلاے اپنی تحریرات مین باندھا کرتے ہین بہادر خان اُنکے ہاتھ لگ گیا تھا
اُسکے خوش کرنیکو ایسی باتین گڑھا کرتے تھے چنانچہ حدیث اول و دوم رسالہ مذکور کی اور اس امر کے شاہد حال ہی
کیا آپ حضرت نصیر الدین حیدر بادشاہ کی اچھوتیون سے واقف و آگاہ نہین ہین یہ سب کرشمے حضرت مجتہد صاحب
کی تھے اور کتابون سے اُسے ثابت کیا تھا بہر حال اس تحریر ملا صاحب کو دفع کیجئے مین انشاء اللہ تعالی کتب حضرات
شیعہ سے ثابت کرتا ہون کہ کوئی پیغمبر از آدم ابو البشر تا حضرت خاتم خیر البشر حضرت علی فرعوم شیعہ سے خوش نہ تھا اور
اُنکی خلیفہ ہونیسے کوئی راضی نہ تھا پہلی بسم اللہ حضرت آدم نے حسد کیا اور نکث میثاق فرمایا علی ہذا جتنے پیغمبر ماسبق
گذرے اُن سب کا یہی حال تھا چنانچہ کتب کلامیہ موجود ہین دیکھ لیا جائے اور عداوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی تو کالشمس فی رابعۃ النہار آشکار ہی کہ خداوند عالمیان نے جب حکم واسطے نصب امامت کی حجۃ الوداع مین فرمایا کہ
انصب علیا للائمۃ ونبہ امتک علی خلافتہ حضرت رسول مقبول نے یہ ارشاد کیا ان اللہ یعلم بغض اصحابی لعلی انی اخاف
منہم ان یجتمعوا علی اضراری اسی حیص بیص مین جبرئیل امین آسمان پر گئے اور آئے اور آنحضرت اسیطرح ٹالا کئے آخر
جب خدا نے دھمکایا یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک آلایہ تب بمجبوری آنحضرت نے یا ایہا الناس ان علیا امیر المومنین
و خلیفۃ رسول رب العالمین لیس لاحد ان یکون خلیفۃ من بعدی سواہ اور رسول خدا نے اس خلافت سے اپنی رسالت
کا استعفا دیا حیات القلوب موجود ہی عبارت اُسکی یہ ہی۔ کہ حضرت فرمود وحی نمود بسوی من کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم
یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس سبب نزول

آن بود که جبرئیل نازل شد بر من سه مرتبه و هر مرتبه از جانب خداوند سلام رسانید و عرض نمود که در این مقام بایستم
و اعلام نمایم هر سفید و سیاه را بآنکه علی بن ابی طالب برادر من و وصی من و خلیفه من است و پیشوای امت من است
بعد از من و محل او از من محل هرون است از موسیٰ مگر آنکه پیغمبرے بعد از من نیست و والی با شماست بعد از خدا و رسول او
و تحقیق خدا نازل کرده است بر من آیۀ ولایت را که انما ولیکم الله و رسوله و الذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰة
و یؤتون الزکوٰة و هم راکعون و علی بن ابی طالب است آنکه نماز را بپا داشت و زکوٰة را در حالت رکوع داد پس سوال کردم از جبرئیل که از جناب مقدس الٰهی استعفا نماید از برای من از تبلیغ این
رسالت زیرا که میدانستم که پرهیزگاران کم اند و منافقان بسیار انتہی بلفظه بلکہ مناقب مرتضوی میں یہ لکھا ہے کہ
رب العالمین کی درگاہ سے خطاب ہوا کہ اے محمدؐ رو در تو علیؑ کو خلیفہ کر ورنہ تمام تیرا دفتر رسالت سے خارج کرونگا
معاذ اللہ تو آپ ہی فرمائے کہ حکم خدا میں اسطرح کا حیلہ و حوالہ کس بات پر دلالت کرتا ہے جبکہ آنحضرت کو سخت مجبوری
ہوئی اور عہدۂ رسالت کی نکلجانے کا بھی خوف ہوا تب لفظ خلیفہ کا زبان پر آیا فاعوذ بک رب من ہمزات الذین
یمکرون و اعوذ بک رب ان یحضرون علاوہ اسکے قول صاحب تیقاب کا کہ جو متعلق خلافت حجۃ الوداع کے ہے
عرض کرتا ہوں۔ خلاصہ یہ کہ کتاب حزن المؤمنین میں باین عبارت موجود ہے کہ کلینی و ابن بابویہ و شیخ طوسی و شیخ
مفید و اکثر محدثین خاصہ و عامہ باسانید معتبرہ از امام زین العابدین و امام باقر و امام جعفر علیہم السلام و غیر ایشان
روایت کردہ اند کہ چون مرض پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شدت نمود جناب امیر المؤمنین حضرت عباس عم خود را طلب
نمود و دران روز خانۂ آنحضرت پر از اصحاب و مہاجر و انصار بود و سر مبارک خود را در دامن حضرت علی علیہ السلام گذارد و
عباس پیش روے حضرت استادہ بآستین خود مگس از روی مبارکش دور مینمود پس آنحضرت دیدہ کشود و فرمود ای عم المولف

درین ایام شاید مصطفیٰ را مرگ گیرد	رہ ملک عدم زین گفتگوی ہم عجم گیرد	ازین دنیای فانی رو نہد در گلشن باقی	جہان جاودان از سر بکیف عالم گیرد
رسول اللہ دنیا میروام و نیم باقی فدا	مکان قلب چو سر وش کش کلیجی بی ام گیرد	قبول است این سخن ای عم از غم در بر ما	عمو باید براو زاری و ازہم و غم گیرد
بپاسخ گفت عباس ای امیر کو توانائی	کہ این کار شد چو بر گردن این کوہ الم گیرد	سر شاہنشہی فرمانروائی ہمچو جناب تو	کنند کہ بالش زاد و کف جام جم گیرد
محمد را سترا و اسیئی جانشین باشند	وصی مصطفیٰ باید کہ صید چو من خدم گیرد	نشینند گر کسی غیر از علی بر جای پیمبر	جہان ماند کہ نشنیدم بتکلف جای کم گیرد

انتہی بعبارتہ۔ اس کلام سے صاف ہویدا ہے کہ جناب امیرؑ بروز غدیر خلافت مصیر شد تھے جیسا کہ فصل و بلافصل و الاخیر الناس
حضرت عباسؓ پر واشتہ اور خلافت کو کیون عرض کرتے اور حضرت عباس جناب خیر الناس کو لیاقت جناب امیرؑ کی کیون
جتاتے فافہم و لا تکن من المتساعبین بلکہ کمترین کو کتب علماے شیعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا بھی عداوت سے جناب امیرؑ
کی خالی نہ تھا کہ اصرار جناب امیرؑ سے پہلوتہی فرمائی اور کچھ جواب نہ دیا۔ چنانچہ ملا و مجلسی حق الیقین میں تاریخ بحث نصب خلافت
کے فرماتے ہین۔ پس یا محمدؐ علیؑ را بہ مردم بشناسان و عہد و پیمان را بر ایشان تازہ گردان کہ تا در این زودی بر ہم بسوے

خویش حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ترسید از منافقان کہ کفر خود را اظہار کنند و پراگندہ شوند زیرا کہ کینہ ہای ایشان
را نسبت با امیر المؤمنین علیہ السلام میدانست وسوال کرد از جبرئیل علیہ السلام کہ خدا ادرا از شر ایشان نگاہ دارد پس تاخیر
کرد اظہار امامت آنحضرت را تا بمسجد خیف باز جبرئیل آمد و تاکید کرد و خبر نگاہداشتن از شر ایشان نیاورد انتہی بلفظہ
معاذ اللہ یہ تو وہ طوفان باندھا ہوا اُس یہودی بچہ کا ہی بقول شیخصے ع لے ابن سبا اینہمہ آوردۂ تست۔ جس کو
حضرات شیعہ نی بے سمجھے بوجھی قبول فرمایا ہی۔ اب اس عبارت ملا صاحب کو بغور اور تامّل ملاحظہ کرین کہ خدا نے بہی
نگاہداشتن از شر ایشان سے کیسی خاموشی اختیار فرمائی نصب امامت کیواسطے یہ شور اشوری اور نگاہداشتن از شر ایشان
سے یہ دنگی رسول تو مخوف تہے معاذ اللہ خدا بہی ڈر گیا بقول حضرت صاحب قوت قدسیہ مصنف تحفۂ اثنا عشریہ کہ ع
این امامت نشد قیامت شد۔ اب جناب کو چاہیے کہ اول قول کو اپنے کہ (فرقۂ ناجیہ خلافت ثلثہ کو خلافت رسول
کب جانتے ہین) ساتھ اس عبارت کے تبدیل فرمائے کہ (فرقۂ ناجیہ خلافت ثلثہ بلکہ خلافت علی کو خلافت رسول
کب جانتے ہین) کہ جنہون نے خلاف وصیت خدا و رسول کے کام کیا۔ رسول نے بحکم خدا اُنکو گہر بیٹہنے کا حکم فرمایا
اونہون نے خلاف اُسکے وکیل فدک کو لڑا کر اوٹہایا۔ اور خالد بن ولید کے پیپلا ذوالفقار کا مارا اور گالیان دین
حضرات خلفا کو مسجد نبوی مین اور کوچہ بکوچہ خود پہرے واسطے اخذ بیعت کے اور حضرت سیدہ کو بہی پہرایا اور حصہ
لیا اُسکے مال غنائم سے اور نماز پڑہی انکی پیچہے ہمیشہ اور صلاح و مشورے مین رہی ساتہہ اُنکے اور بر سر منبر انکی بُرے کہہ دالے
کو حکم کوڑے مارنیکا دیا وغیرہا۔ اِنہی آپ اپنے کتب خاندانی اپنی ملاحظہ نہین فرماتین ورنہ ۵ ہردم از این باغ برے میرسد
تازہ تر از تازہ ترے میرسد۔ قصور معاف مجہکو حسب روایات شیعہ سوای شیطان لعین کے اور کوئی دوست جناب امیر کا نہین
معلوم ہوتا بخلاف انبیاء علیہم السلام کے چنانچہ شیخ صدوق شیعہ کتاب عیون الرضا مین اُس مردود کی دوستی کی روایت
بیان کرتے ہین اور کمترین منتہی الکلام سے اُسکو نقل کرتا ہی قال کنت جالسا عند باب الکعبۃ واذا شیخ محدودب قد
سقط حاجباہ علی عینیہ من شدۃ الکبر فی یدہ عکاز وعلی راسہ برنس احمر مدراۃ من الشعر فدنا الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم مسند ظہرہ الی الکعبۃ فقال یا رسول اللہ ادع لی بالمغفرۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاب سعیک یا شیخ وضل
عملک۔ فلما ولی الشیخ قال لی یا ابا الحسن اتعرفہ قلت اللھم لا قال ذلک اللعین ابلیس قال علی علیہ السلام فعدوت
خلفہ حتی لحقتہ وصرعتہ الی الارض وجلست علی صدرہ ووضعت یدی فی حلقہ لاخنقہ فقال لا تفعل یا ابا الحسن فانی
من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم واللہ یا علی انی لاحبک وما ابغضک احد الا شرکت اباہ فی امہ فصار ولد الزنا فضحکت
وخلیت سبیلہ۔ خلاصہ اُسکا یہ کہ جناب امیر فرمود نشستہ بودم بر در کعبہ کہ ناگاہ آمد پیرے پشت خمیدہ وابروان بر چشمان

او از غایت پیری رسیده در دست او عصا و بر سر او کلاه سرخ و بر آن کلاه مدرات از موی‌ها۔ پس قریب شد آن
پیر بطرف رسول خدا در آن حالیکہ آنحضرت تکیہ کرده بود پشت خود را از دیوار کعبہ پس گفت آن پیر یا رسول اللہ دعا
کن برای مغفرت من۔ پس فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ سعی تو ضائع است ای پیر و گم است عمل تو پس
هرگاه پشت داد آن پیر فرمود پیغمبر یا ابا الحسن پنداشتی این پیر را گفتم اے بار خدایا نہ پنداشتم فرمود رسول ہمین است
ابلیس لعین گفت علیؑ پس دویدم عقب او تا آنکہ گرفتم او را و کشتی کردم بر زمین افگندم و نشستم بر سینہ او و نہادم ہر دو دست
او را بر حلق او تا مخنوق کنم گلوے او را پس گفت ابلیس لعین چنین مکن یا ابا الحسن بتحقیق کہ من از مہلت یافتگان ام
تا روز معلوم و قسم خدا یا علی بتحقیق کہ من ترا آئینہ دوست میدارم ترا و بغض نکرد ترا کسے از اہل عالم مگر کہ شریک شدم
پدر او را در مادر او پس پیدا شد آن بغض کنندہ تو و لد الزنا پس فرمود حضرت علیؑ خندیدم و گذاشتم او را۔ پس اس
جملہ واللہ یا علی انی لاحبک پر جو شیخ صدوق نے تحریر کیا ہی غور کیجیے کہ کیسی گاڑھی دوستی جتاتا ہی اس لعین کو
حضرت صدوق نے کیسا پکا شیعہ بنا دیا۔ افسوس بسبب اُس شرط مذکور کے اور ترک ادب کر خدمتمین حضرت صدوق
صاحب و رجناب کے کچھ عرض نہین کرسکتا آپ کو لازم ہی کہ اوپر اس آیہ وافی ہدایہ کے عمل فرمائے یا ایہا الذین امنوا
لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ہزوا و لعبا من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم والکفار اولیاء واتقوا اللہ ان کنتم مؤمنین ترجمہ
اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت پکڑو اُن لوگون کو جو پکڑتے ہین دین تمہارا ٹھٹھا اور کھیل اُن لوگون مین سے
کہ دی گئے ہین کتاب پہلے تم سے اور نہ کافرون کو دوست اور ڈرو اللہ سے اگر ہو تم ایمان والے۔ تمسخر اور مضحکا
کے سوا ایسی روایت کس امر پر محمول کیجاوے۔ باوجود دعوی محبت اہل بیت علیہم السلام یہ ستم ظریفی علما رقوم اپنے
کے کیونکر گوارا فرماتے ہین یہ تو صریح دشمنی ہی اور حال حضرات ائمہ علیہم السلام کا مجتہدین جناب کے ساتھ مطابق مضمون
اس شعر کے صادق آتا ہی ؎ دلم مانند گنجشکے بدست طفل نادانی + کہ از جان دوست تر دارد و لیکن دشمن جانی۔
بعد اسکے استدلال تحریر و جیزہ سبحان علیخانصاحب خلاف آہنگ قصہ جمل مین آیت وقرن فی بیوتکن لکھ کو اپنے
تحریر کیا ہے اختیار شعر مشہور ع چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا۔ یاد آگیا کہان بیان وجیزہ سبحان علیخانصاحب
اور کہان قصہ جمل و نہروان خانصاحب فیصلہ تالثی باغ فدک مین کرتے ہین اور آپ اوسکے جواب مین قصے پرانے
جمل و قرطاس وغیرہ کے سناتے ہین وہ فقرہ مفتی امیر حیدر صاحب مرحوم مغفور کا کہ جسکو خط ثانی مین بنام قبلہ و
کعبہ سید ابو القاسم صاحب مدظلہ العالی کے لکھا ہی (کہ کلامیست) الی آخرہا صادق آتا ہی اگر یہی معنی جواب کے ہین
تو ہر عامی منصدی جواب کا ہو سکتا ہی نقل است شاعرے بود کہ خود را بہ بدیہہ گوئی شہرہ آفاق میدانست روزی

در محفل پادشاه گذارش افتاد و اظہار بدیہہ گوئی خود پیش پادشاہ کرد پادشاہ بشاعری کہ ملازم قدیم او بود
اشارہ براے امتحانش فرمود وشاعر ملازم مصرعے گفت مصرعہ رفتار تو شرمندہ کند کبک دری را ۳ معنی مصرع آخر
پرسیدند در جواب گفت کہ معنی نمیدانم الا مصرعہ بدیہہ گفتم کہ در وزن و قافیہ برابر است - وہی کیفیت تحریر جنیرہ
خانصاحب در جواب جنگ جمل وغیرہ کی ہے - جناب من - یہ قصے پرانے ہین کہ جسکی ایک ایک بات کا لاکھ لاکھ طرح
سے جواب دیا گیا ہے پھر بھی وہ آپکے نزدیک نئی ہین کتب کلامیہ فریقین تحفہ سے دیکھ لیجیے کہ یہ سب مرحلے طی ہو جاتین
کالیان دینا اور بات ہے اور جواب کا دینا اور بات یہ جملہ مدت سے مشہور ہے - چون خصم از دلیل فرو ماند سلسلہ
خصومت بجنباند - جناب بہ نسبت حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا بطعن فرماتے ہین - اور باوجود حکم محکم
جناب الہی وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ اونٹ پر سوار ہو کر بمقابلہ وصی برحق رسول میدان جنگ
مین تشریف لائین الی آخرہ - علاوہ اُن جوابات کے کہ جو کتب اہل حق مین دی گئے ہین ایک بات عرض کرتا ہون
کہ حضرت صدیقہ نے تو خلاف حضرت سیدہ کے کوئی فعل نہین کیا کیونکہ اس رسم ورواج مترنج کو حضرت سیدہ مطابق
اقوال حضرات شیعہ کے کئی برس پیشتر مروج فرما گئی ہین کہ مجمع اصحاب مین کہ جسمین سیکڑون نامحرم تھے باوجود حکم
محکم جناب الہی وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ مقنعہ مطہرہ سر پر باندھکر اور چادر عصمت اوڑھ کر زنان
ہاشمیہ کو ساتھ لیکر بمقابلہ خلیفہ برحق رسول مسجد نبوی مین تشریف لائین اور کلمات شجاعانہ اور دشنامہاے مغلظانہ
فرما کر جناب امیر کو معاذ اللہ جنین پردہ نشین وخائن بنا یا تھا اس بیان کا قول ملا مجلسی ہے کہ جو حق الیقین مین
فرماتے ہین - چون ابوبکر عزم کرد برآنکہ منع کند فدک را از فاطمہ واین خبر بحضرت فاطمہ رسید مقنعہ مطہرہ را بر سر بست
وچادر عصمت را در بر کرد و روانہ شد با گروہے از خدمتگاران وزنان وخویشان خود وچادر دامن می پیچید از حیا و
رفتارش از رفتار حضرت رسالت پناہ ہیچ فرق نمی تواند کرد تا در مسجد نزد ابوبکر آمد واو درمیان گروہی از مہاجرین
وانصار نشستہ بود پس پردہ سفیدی در پیش روی مبارکش کشیدند در پس پردہ نشست و نالہ جانسوزی کشید کہ
خروش از مردم برخاست وصدای گریہ وزاری بلند شد پس لحظہ صبر فرمود کہ صداہای فرو نشست و شروع کرد بخطبہ
الی آخرہ اور بعد اسکے وہی کلمات حق مین جناب امیر کے کہ مثل جنین رحم پردہ نشین شدہ ومثل خائنان در خانہ گریختہ
فرمائے کیون جناب جنگ جمل مین اسقدر شور وغوغا اور تقریر حضرت سیدہ پر سکوت فوا ویلاہ واعجباہ واحیرتا ہ دوا
اسفاہ واحسرتا ہ ٥ وجد ومنع بادہ ای واعظ چہ کافر نعمتے است + منکر می بودن وہم رنگ مستان زیستن -
باقی آپنے روایات مذہبی اپنے کو بمقام خلاف مدعا اپنے اقرار تسلیمی از قبیل لو سلما جو قرار دیا ہے اور حدیث لعن حضرت

۳ ازین نظم وزیر و در جواب مصرع گفت بود فقط ازو در زبون که نزد شاہ بود -

عثمان رضی اللہ عنہ بجانب حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ والزام قصہ صلح حدیبیہ و اقوال حضرت عمرؓ نسبت صلح مذکور
ومجبور و مضطر ہو کر بیعت کرنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اور خلافت حضرت صدیق اکبرؓ کے بزعم خود ہماری کتب
سے نقل و ثابت کیا ہے بہت سی باتین کہ اُنمین تحریف اور بعض روایات ضعیفہ سے براہ مغالطہ استدلال
کیا ہے اور بعض مقام کا آپ نے مطلب نہین سمجہا ہے اسکا جواب لکہنا کمترین کو دشوار نہین مگر چونکہ بحث
ان سب امور کی بکمال شرح و بسط کتب فریقین مین موجود ہے اور اصل بحث یعنی نکاح حضرت ام کلثومؓ سے
اسکو علاقہ نہین اور باوجود قصد اختصار کے جسقدر لکہا گیا وہی طول ہو گیا اعادہ اس بحث کا تحصیل حاصل بلکہ
تطویل لاطائل تصور کر کے اوس سے اعراض کرتا ہون کیونکہ بفحوای فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا
حسب بقول جناب مجتہد سید ابو القاسم صاحب قبلہ تصفیہ ان امور کا بدون ظہور حضرت امام آخر الزمان علیہ السلام
دنیا مین نہو سکیگا پہر اس مین گفتگو بیفائدہ ہے وما علینا الا البلاغ ط فختمت الدعوۃ وحصلت الفراغ وھذا
ما تیسر لی ایجازا لھدایۃ اھل الضلال ط مع عدم البضاعۃ وقلۃ الفرصۃ وتوزع البال ط واللہ تعالیٰ
ارجو ان یھدی بھا المنافقین الطاغین ط ویرقم دینہ المتین ویخفف طائفۃ الشیاطین الا لی لا اقدر
علی جمع الاعتداء بقلوب اھل العداوۃ والبغضاء لما قال تعالیٰ مخاطبا برسولہ الھادی انک لا تھدی
من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء ط فبیدہ التوفیق والارشاد انہ الحکم العادل وسبیل الفواد ط وحملت
تلک الاعباء والاثقال ط بامتثال الامر الجلیل المتعال ط فامرنی بھا قبلۃ المنیۃ والامال ط حضرۃ الکمال
جم المکارم واھل المراحم ط الجناب السید ابو القاسم ط صاحب لا زلت مستریحا فی ظلال مکرماتہ ط ومرشرفا
مشروبا بموائد مرحماتہ ط آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ط

قطعہ تاریخ جناب سید علی احسن صاحب عرف شاہ میان نبیرہ مولف مدظلہ العالی

قبلۂ ام حضرت جدّ امجد | کعبۂ ام مظہر فیض سرمد
ذات او آیۂ رحمت پیدا | نیز فیضی فضل و کرامت پیدا
جمع فرمود کتابے زیبا | درشرح شرف آل عبا
از جناب عمرؓ ابن الخطاب | زینت منبر و فخر محراب

خاتم و قائم اجداد عظام | بدل نیکوی اسلاف کرام
اسم پاکش کہ کاشف ایں است | شبلی عمدۂ فرید زمن است
ام کلثومؓ سراپا تطہیر | بنت شاہ نجفؓ خیبر گیر
آل ایں عقد بطہر بود | از براہین صریحہ فرمود

شبہ خصم کہ بد بے سر و پا	شدہ متاسل و حق شد بالا	عجب این نسخہ ز کلکش آمد	طرز تحریر چہ دلکش آمد
کلماتش ہمہ وحی متلو	سخنانش جملہ حدیث مقرو	فقراتش ہمہ سیف قاطع	دعویش جملہ دلیل ساطع
للہ الحمد درین عہد مبین	طبع گردید بہ نیکو آئین	کردم از حسن زی سال چو غور	ہاتفی گفت بگوشم فی الفور
	ہست این مصرعہ سالش کافی	گشت مطبوع دلیل شافی ۱۳۱۲ھ	

تقریظ جناب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب شکوہ آبادی

سبحان اللہ صحیفہ ہی یا مرقعہ نور، نسخہ ہی یا جلوۂ طور۔ ہر دلیل مدلل بدلایل ساطعہ ارباب نظر کی آنکھون مین گھر کر رہی ہی ہر مثال بیمثال بیچ قاطع مثل تیغ فاروقی معرکہ عدو دین مبین کو اصحاب البصر کی نگاہون مین سرمہ جلا۔ تہذیب مین عروس ادب عالی نسب نے بصد حلیۂ زیب و حلۂ زینت بوجہ احسن آراستگی حاصل کی ہی منصۂ حسن انتظام پر نوشاہ والا مناقب مزین محراب مناصب علم کلام سے بہزار شوکت و صولت پیراستگی کامل۔ اصل میں امر حق کا اظہار نقل مین مختصر کا اختصار۔ چہرۂ حسن بیان کا گلگونہ خوشنہ خرمن ایقان کا نمونہ۔ ثمرۂ شجرۂ مبانی نتیجہ روضۂ معانی مثنوی

ہر نکتہ از و شگفتہ باغی	افروختہ تر ز شب چراغی	لفظش چو طراوت جوانی	معنیش چو آب زندگانی

قاطع الزام فاسدۂ اہل عناد۔ دافع اتہام کاسدۂ اہل نیقۂ وثیقۂ ثبت قرابت حقیقی نمیقۂ انیقۂ مظہر رفاقت تحقیقی۔ چراغ دل افروز سالکان مسالک ہدایت و وفاق۔ داغ جگر سوز ناسکان مناسک ضلالت و نفاق یعسوب مومنان صداقت کیش۔ سرکوب منکران منافقت اندیش مثنوی

ہر کہ رخسار او ندید چہ دید	وانکہ نشنید از و سخن چہ شنید	صرف نیکان ہمہ تولّا یش	بر بدان ضربت تبرایش

دعوی بیدلیل کس حساب مین ہی چشم انصاف کھولکر دیکھو تو کما حقہ اثبات عقد نیّرین سعدین خانۂ شرافت کا اس نادر کتاب۔ ظاہر مین سوالات کا جواب ہی۔ باطن مین کتب معتبرہ حضرات شیعہ کا انتخاب۔ چونکہ وصف اس بحث منطوق لازم الوثوق کا ۔ امکان بشر سے مافوق ہی اسلئے نام نامی و اسم گرامی اس جوہر معدن علم کلام گوہر مخزن بحث تمام کا اسم بامسمی القول الصحیح الموثوق فی عقد سیدتنا ام کلثوم مع سیدنا الفاروق۔ مضامین لطیف خفی نکل چلی ہین کیون نہو آخر تو اسکے مولف عمدۃ المتکلمین زبدۃ المناظرین خلاصۂ خاندان سیادت ذی سخن جناب مولوی سید برکات حسن صاحب دام اللہ برکاتہ مارہروی۔ مرد شریف نجیب الطرفین۔ خالص الخاص اولاد حسنین حق یہ ہی کہ جناب ممدوح نے بمودای وتذل من تشاء کی خوب ہی تحریرات سید بلگرامی کی تردید کی اور براہ حمایت و ہمدردی اسلامی بمقتضای وتعز من تشاء فرقہ ناجیہ اہل سنت کی خاطر خواہ تائید بارک اللہ جزاک اللہ۔ فی الواقعی تعریف و توصیف اس ثمرۂ قلم و نتیجہ رقم کی دائرہ لیاقت تقریر و احاطۂ بلاغت تحریر سے باہر ہی۔ مین کیا اور میری تقریظ و تاریخ کیا بقول شخصے (ما مور معذور) قطعہ تاریخ

خاص برکات حسن خوبی ہی	چھپ چکا جب تو العجب موثوق	اس قران سعد مہر و مہ کا سال	پوچھا حق سی تو یون ہوا منطوق
تمام	سال اس نو عروس زیبا کا	عقد کلثوم ہی مع الفاروق ۱۳۱۲ھ	شد

غلطنامہ کتاب القول الصحیح الموثوق فی عقد سیدتنا ام کلثوم مع سیدنا الفاروق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱	المارہروي	المارہروی
″	۱۹	کنان میان کہ	کنان میان میں
۳	۱	پہنچا پہونچا	پہونچا
″	۳	حضرۃ	سیدتنا
″	″	حضرۃ	سیدنا
″	۵	اعتذار	اعتذار تجدیدات
″	۷	اعماز	اغماض
۴	۶	تھی	تھے
″	۷	الرہبانیہ	الرہبانیہ
[illegible]	[illegible]	ایت ایت کا رخ	معوّج
[illegible]	۱۵	روحہما	روحھما
″	۱۶	آگئے تھے	آئی تھی
″	۱۷	اثناء عشریہ	اثنا عشریہ
″	۲۱	تصنّع	تصنّع
۵	۱	اثناء عشریہ	اثنا عشر
″	۲	تمویہات	تمویہات
[illegible]	[illegible]	متجرین	متبحرین
[illegible]	۱۵	جیبیت	خشیت
″	″	تشتعین	تشیّعین
۶	۳	بیوی باہم	بیوی میں باہم
″	۰	میں تو	تو
۸	۷	کوشش	جوشش
″	۹	وہی	مجبوری وہی
″	۱۳	علمان	غلمان
۹	۴	الیہ	...

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۲۰	ناہجواہ	ہجواہ
۱۰	۱۱	استعابا	استیعابا
۱۱	۱۴	نشاسی	نسائے
″	۱۹	عمیر	عسیر
۱۲	۱۵	الاملاء	فی الاملاء
۱۳	۱۱	بالائے خطبہ	خطبہ بالائے خطبہ
۱۴	۱۰	السید	لسید
″	۱۱	الھادیات	العادیات
″	۱۵	عمر	عمر نے
۱۵	۷	خطبہا	خطبہا
″	۱۰	کشف	فکشف
″	۱۵	کرا	کہا
″	۱۷	شاخ	شارح
۱۶	۱۶	عند المصنّت	عند المصنّف
۱۷	۱۰	عیبت	غیبت
۱۸	۲	غضب	غصب
″	″	جایفہ	خایف
″	۵	اغضب	اغصب
″	۱۰	استعاب	استیعاب
″	″	زیاتش	ریاش
″	۱۱	مقہرہ	مقبرہ
″	″	بنت عمیس	بنتہا ابوبکر اسما بنت عمیس
″	۱۲	عمر کی عمر نے	عمر نے
″	۱۳	ہمہ السعد	ہمہ السعد
″	۲۰	عزبت	غربت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸	۲۱	للفرقتہ	للفرقۃ
″	″	غضبا	غصبا
۱۹	۱	غضبت	غصبت
″	۳	اغتضاب	اغتصاب
″	۷	موصوعیت	موضوعیت
″	″	سکار	پکار
″	۱۰	رسول کی	رسول کی چھین لی
″	۱۳	ثبوت	ثبوت نکاح
″	۱۶	عضمت	عصمت
″	۱۸	سیدلوگ	سیدلولاک
۲۰	۱	تنی	ھل یستوی
″	۴	معجولہ	مجعولہ
″	۱۵	طور	طول
″	۱۷	جناب	چنانچہ جناب
″	″	چشم	حشم
۲۱	۱۳	فیصلے	فعلے
″	۱۸	بودند	نشستہ بودند
۲۲	۱	عور	غور
″	۷	ہیم	بصر
″	″	البنی	البشی
″	۱۶	ان تاخذ الا وھدنا	ان تاخذ الا من وجدنا
۲۳	۱۱	ابتعاع	ابتغاء
″	″	ابتعاع	ابتغاء
″	۱۰	شکاشرہ	تناشرہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳	۱۲	یفنیًا	یقینًا
۲۴	۱۰	تنبیہ	متنبہ
〃	۱۴	لیکم	اثما ولیکم
۲۵	۶	مخاطت	مخاطب
〃	۹	لیھرہ	لیھجو
〃	۱۴	اقوال	اقوال کا بوالہ
〃	۱۵	شک ہو	شک ہوا تھے
۲۶	۲	مشلک	مشکک
〃	۱۰	تحریۃ	تحریر
〃	۱۲	خلافت	خلاف
۲۷	۱۴	تارب	تدرب
〃	۱۶	نضر	نظر
〃	۲۰	بفصاحت	فصاحت کے
۲۹	۲۱	محبت اہلبیت	عادوات اہلسنت
۳۰	۶	السحو	النحو
〃	۱۳	ہجرت کے	ہجرت کو
۳۱	۱۲	زعمز	زعم
۳۲	۳	سبب	لبیب
〃	۱۷	جناب	جو جناب
۳۳	۲۱	ذکرما	ذکرنا
۳۴	۲	سوالحال	سوء الحال
〃	۳	جث	بحث
۳۵	۳	نکلاحم	المناکح
〃	〃	نکلاحم	المناکح
〃	۱۱	دفع المغالطہ	دفع المغالطہ کے وقع المغالطہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵	۱۹	جو	چو
۳۶	۱۳	لامحالہ	پس لامحالہ
۳۷	۱۷	اسیر	اسر
۳۸	۱۱	بعضے	گو بعضے
۳۹	۱	ڈھکوسون	ڈھکوسلون
〃	۳	استعاب	استیعاب
〃	۱۴	والسبی	والسبب
۴۱	۳	بجدی	سجدے
۴۲	۶	المنصیہ	المضیہ
〃	۸	عضناہ	عضنباہ
〃	۱۸	دم	بوم
〃	۲۱	اغتصابہ	اغتصاب
〃	〃	[illegible]	خداو تغیر احکام و تبدیل فرایض قدر اچنانچہ گزشت اظہار است نزد حقتعالی و اقطع و اشنع
۴۵	۲	ظاہر	بظاہر
۴۶	۵	رجیتہ	رجعتیہ
〃	۶	ثیف	سخیف
۴۷	۱۶	[illegible]	کہ صبر و رضا کا حضرات علیہم التحیۃ والبرکات بعطای حضرت کبریا انہیں پختیم ہے کہ با وصف
〃	۱۰	غابیت	غایت
۴۸	۱۱	یعوب	یعسوب
〃	۲۰	[illegible]	رسول انام کے تحریر فرماتے اور دشمن رسول انام و اہلبیت کرام
۴۹	۲۱	مذہب	در مذہب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۰	۳	صاحب قول	قول صاحب
〃	۸	ام کلثوم	امام کلثوم
〃	۱۰	ام کلثوم	حضرت عباس ام کلثوم
〃	۲۱	تو صاحب	ملا صاحب
۵۱	۹	تین	باتین
۵۵	۴	قلم	قلتم
〃	۲۰	ہن	نہین
۵۷	۳	خلائق	خالق
〃	۹	یقینیہ	تقیتہ
〃	۱۷	[illegible]	[illegible]
۵۸	۹	فذاغنینی	قد اعینی
۶۳	۱۹	امام سے	امام
۶۶	۵	فاعتروا	فاعتبروا
۶۸	۱۷	مین	نے
۶۹	۱۳	علویہ	او علویہ
۷۰	۲۳	فمباز	[illegible]
۷۱	۴	غمزو	غمز
۷۴	۳	خلاصۃ	خاصۃ
〃	۱۸	اغتصاف	اغتصاب
〃	۲۳	اوترارا	اوتارا
۷۵	۲۲	الملک لالایۃ	الیک لالایۃ
۷۸	۱۴	اور کوئی	معاذ اللہ اور کوئی
〃	۱۸	مدارہ	و علیہ مدرۃ
〃	۲۱	جلستہ	جلست
۷۹	۱	مدرات	مدرۃ

حمائل شریف مطلا معہ دو ترجمہ اُردو و فارسی و فوائد اُردو

یہ وہی حمائل شریف ہے جسکے دوران طبع میں سیکڑون جلدین ہدیہ ہوچکیں اور جسکی غلطی نکالنے والے صاحب کے لئے ایکروپیہ فی غلطی مقرر تھا

شائقین کلام الٰہی کے لئے ایک تازہ بشارت ہے اور نظارگیان تجلی جمال پر انوار کیواسطے مژدہ نزہت بخش ابصار ہے کہ باوجودیکہ اکثر حمائلین اور قرآن مجید طبع ہو کر ہدیہ ہوچکے اور ہو رہے ہین مگر یہ قابل دید اور نوایجاد حمائل شریف صنعتی جدید کار پرداز ان مطبع کی سعی بلیغ و جانفشانی بیحد سے چھپ کر تیار ہے اسکے متن مین ترجمہ اُردو شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی اور حاشیہ پر ترجمہ فارسی شیخ سعدی شیرازی آیت آیت کا مع فوائد اردو درج ہے۔ اسکا ہر پارہ اور ہر منزل جدا ہے شروع سے ختم تک ہر صفحہ نہایت دلکش بیل سے منقش ہے اور ہر پارہ کے صفحہ اول کی بیل پر طلائی کام کرایا گیا ہے۔ الحاصل یہ بے مثل و بے نظیر حمائل شریف اہل ایمان کی جان قابل دید اور اظہار بیان سے بعید ہے یہ تقطیع ۱۰-۲۲ پر طبع ہوئی ہے قلم کی موزونی اور لکھائی اور چھپائی کی صفائی نمونہ اشتہار ہذا و تحریر عرق پیشانی سے عیان ہے اور صحت قابل اطمینان ہے۔ کاغذ سفید چکنا ولایتی لگایا گیا ہے۔ ہدیہ اس دُر یکتا کا بپاس خاطر شائقین بنظر رفاہ عام ایسی لاثانی حمائل شریف کا صرف ذللعہ [illegible] فی جلد معہ محصول ڈاک و کمیشن منی آرڈر مقرر ہے۔ امید کہ آپ اسکو ضرور ہدیہ لیں اور یہ نمونہ اپنے احباب کو دکھلا کر ترغیب خریداری دلائین گے۔ اور اگر آپ ایک فہرست اپنے شہر کے روسا کے نام نامی کی مرحمت فرماوین تو کمال نوازش ہوگی۔ فقط۔

المشتہر

احقر محمد فریدالدین خان گوہر تاجر قرآن مجید گلی حکیمان آگرہ

التماس

چونکہ اس کتاب کا حق تالیف مولف صاحب دام فیضہٗ نے بنظر عنایت ہمیشہ کے واسطے راقم کو عطا فرمایا ہے*

لہذا کوئی صاحب بغیر اجازت احقر قصد طبع نہ فرمائین ورنہ بعوض نفع نقصان اوٹھاوینگے*

البتہ جسقدر جلدین مطلوب ہون احقر سے طلب فرمالین۔ سو جلدون کے خریدار کو ۵ فیصدی کمیشن دیا جاویگا*

کل درخواستین بمفصلۂ ذیل پتہ پر آنی چاہئین*

المعلن

کمترین محمد فریدالدین خان گوہر

محلہ حکیمان آگرہ۔

DUE DATE